کلیاتِ وہبی

مسمّیٰ

مرقعِ ارژنگ

جادو فکر بند

سخن دان سحر بیان جلی بند شاہد معانی محمل آرائے لیلیٰ سخندانی پایہ افزای سخن تازگی بخش مضامین رنگین مطالع جلادادا

منشی شیو پرشاد صاحب منیجر اودھ اخبار متخلص وہبی

شاگرد رشید نیر بیضۂ سخنوری مہر درخشان فلک جادو گستری سرآمد شعراے زمان

المخاطب بہ

یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ متخلص بہ قلق

سبحان اللہ

کیا شگرف و نادر کلیات ہے کہ جسکی موزونی کلام سراپا رشک موزون قامتان ہے اور روشنی معانی تابان رشک مہر درخشان ہے ہر حمد و نعت کلام کی حمد و مناجات و مناقب بعنوان تازہ ہے اسلیے ہر سخن اثر روشنی برکت سے تجلی طور کلیم نمونہ ہے ہر قصیدہ منظر سخن کی جان ہے کہ جسپر جان سخن ہزار جان سے قربان ہے۔ اور ہر غزل گلبن ہمیشہ بہار ہے کہ جسکی شاخسار پر غنچہ سربستہ مضمون رنگین بحالت شگفتگی نمودار ہے مخمسات کی روشن بیانی ایسی کہ ہر مصرع کی بین غنچہ شعاع خورشید ہو دست و گریبان ہیں۔ رباعیات اس رتبہ کی کہ جو چار ابروے پری وشون پر چشمک زنان ہیں ہر جگہ جملۂ الفاظ برجستہ میں لیلی عاشقان معانی نظارگیان جمال کو جلوہ معشوقانہ دکھاتی ہیں۔ عاشق و شیفتہ حسن و جمال کا بناتی ہیں۔ بالجملہ اس کلیات کے ساتھ کلام نثر فارسی بھی رنگین بیانی میں ہم پایہ ہے کہ جس سے قوت استعداد حضرت مصنف کی ہر رنگ میں عیان ہے۔ سچ کہا ہے کہ لطف سخن خداداد اور یہ بھی نثر اد ہے مبدأ فیاض سے جسکا جو حصہ ہے خزانہ قدرت سے ملتا ہے

بتصحیح حضرت مصنف

مطبع نامی منشی نولکشور میں بصد حسن و زیبائی منطبع ہوا

اطلاع — اگرچہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور اوسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصل حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ذیل میں جو تین صفحے جو سادہ ہیں اونمیں بعض کتب کلیات و دواوین وغیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی کتاب ہو اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کلیات و دواوین اردو—

کلیات انشاء اللہ خان — یہ نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علی خان میں شہر لکھنؤ میں حاضر جواب تھے—

کلیات ناسخ — عمدہ کلیات جسمیں نادر رسائل شامل ہیں — اور ہر ایک علحدہ بھی ملسکتے ہیں
۱ شاہد عشرت — ۲ — سخن شعرا —
۳ — اشعار ناسخ — ۴ — مرغوب دل —
۵ — دفتر بے مثال — ۶ — گنج تواریخ —
۷ — چشمۂ فیض — ۸ — قند پارسی —
۹ — زبان ریختہ — ۱۰ — قطعہ منتخب —
از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر

کلیات سودا — قصائد و مثنویات و دواوین رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام —

کلیات نظیر — اکبرابادی —

کلیات صنعت — کلام شاعر مستند میاں کریم الدین صنعت —

کلیات تراب — مجموعہ جسمیں چند کتابیں ہیں
۱ — دیوان — ۲ — مثنوی عاشق صنم —
۳ — ٹھمریان — ۴ — شجرہ قادریہ —

کلیات ناسخ — دو دیوان صفحہ او حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی —

کلیات آتش — طبع زاد سخنور نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ —

کلیات نظام — کلام سخنور خوش فکر نواب محمد مرزا نظام علی خان بہادر —

کلیات تسلیم — جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہی نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی —

کلیات میر تقی — اوستاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی کر چھپا —

کلیات ظفر — کلام الملک ملک الکلام چار جلدیں
۱ — جلد اول و دوم یکجائی —
۲ — جلد سوم و چہارم یکجائی —

به عون صانع سخن آفرین زبان ناطق فرمای انسان
کلیات فیضی
مطبع نامی منشی نولکشور میں بصد حسن و زیبائی منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات جلّ جلالہ

یارب شرف دہندۂ ظلِ ہما ہے تو
ہر دردِ لا دوائے بشر کی دوا ہے تو
وحدت کے دُرج کا گہرِ بے بہا ہے تو
ہر ایک شَے کا باعثِ نشو و نما ہے تو
حقا کہ شہریارِ دیارِ بقا ہے تو

تو قادر و غیور و غنی و کریم ہے
تو مالک و سمیع و بصیر و علیم ہے
تو وارث و حلیم و غفور و رحیم ہے
تو حافظ و حفیظ و عزیز و حکیم ہے
واحد ہے تو قدیر ہے تو کبریا ہے تو

اے کردگار اب تو یہ ہنگامِ یاس ہے
اعمالِ بد سے اپنے نہایت ہراس ہے
دل ہے کبھی اداس کبھی بدحواس ہے
پیدا کیے کا اپنے [illegible]
بخشندۂ جرائمِ بے انتہا ہے تو

چاہے جو تو گدا کو ابھی بادشا کرے
ذرّے کو اوجِ نیّرِ اعظم عطا کرے

گہر کو خذف خذف کو دُرِ بے بہا کرے　　قطرے کو دم مین قلزمِ بے انتہا کرے

بحرِ عطا و بخشش و جود و سخا ہے تو

جسکو عطا کیا اوسے بے انتہا دیا　　مجھکو تو حوصلے سے ہمیشہ سوا دیا

ذرے کو آفتابِ منور بنا دیا　　قدرت کا اپنی سبکو تماشا دکھا دیا

الحق کہ قابلِ طلبِ مدعا ہے تو

مین ہون غریب اور تو عاجز نواز ہے　　مین دردمند و زار ہون تو چارہ ساز ہے

بے شبہ ذاتِ پاک تری بے نیاز ہے　　لیکن فقط مجھے تری رحمت پہ ناز ہے

سچ ہے کہ عیب پوشِ ہر اہلِ خطا ہے تو

واقف ہے خوب تو مرے مافی الضمیر سے　　اب ملتجی نکر مجھے شاہ و وزیر سے

سارے تعلقات چھڑا دے فقیر سے　　بیٹھون جو تیرے در پہ تو اوٹھون حصیر سے

اے کارسازِ خلق سمیع الدعا ہے تو

بندے کو زیرِ دامنِ رحمت پناہ دے　　خواہان نہین مین اب کہ مجھے اوج و جاہ دے

با آبرو یہ عمرِ بقیہ نباہ دے　　پہچانون راہِ راست بس اتنی نگاہ دے

صیقل کنندۂ دلِ اہلِ صفا ہے تو

کی جسپہ مہر اوسکو غنی دم مین کر دیا　　دامن مین اوسکے گوہرِ مقصود بھر دیا

بڑھ بڑھ کے حوصلے سے سوا مال و زر دیا　　صحت دی اور آنکھون کو نورِ نظر دیا

حامی ہر ایک رنج مین ہر ایک کا ہے تو

اس دل سے میرے حسرتِ دنیا نکال دے　　صدقِ مقال دے مجھے اکلِ حلال دے

اپنے کرم سے عشق کا اپنے کمال دے　　جو مانگتا ہون تجھسے وہ اے ذوالجلال دے

بندہ تو مین ہون وارث و مالک مرا ہے تو

کچھ فکرِ توشۂ سفرِ آخرت نہ کی
پیش آنے والی راہ کی کچھ منزلت نہ کی
کچھ ہمنے صورتِ طلبِ مغفرت نہ کی
توبہ بھی بھولے سے عوضِ معصیت نہ کی
ہمسے سیاہ کارون کا بس آسرا ہے تو

نعم اسکارات دن ہے کہ اپنا تو ہے یہ حال
کوئی ہنر نہ یاد نہ حاصل کوئی کمال
بدخلق و بدمزاج و بداطوار و بدخصال
فکرِ معاد کچھ ہے نہ اندیشۂ مآل
پیرِ شکستہ پاے جہانکا عصا ہے تو

دے میرے دلکو عشقِ حقیقی کا اپنے داغ
حاصل ہو مجکو فکر سے کونین کے فراغ
روشن ہو میرے خانۂ دل مین یہی چراغ
کر عطرِ معرفت سے معطّر مرا دماغ
مطلب ہے تو مراد ہے تو مدعا ہے تو

میرا کوئی جہان مین تیرے سوا نہین
جرم و گناہ کی مرے کچھ انتہا نہین
عبدِ ذلیل مجھسا کوئی دوسرا نہین
بحرِ کرم کا تیرے بھی پایان ذرا نہین
ناآشنا زمانہ ہے اک آشنا ہے تو

وارث ہے بیکسون کا ضعیفون کا دستگیر
مدت سے بندہ قیدِ مصیبت مین ہے اسیر
ہر اک بلا مین بندون کا اپنے تو ہے نصیر
دلوا دے اب نجات سے حضرتِ امیر
اربابِ مشکلات کا حاجت روا ہے تو

وہبی یہ عرض کر کہ سُن اے میرے کردگار
راز اپنا کس سے کہیے کہ ہے کون رازدار
موقوف ہین کرم پہ ترے [illegible] کار
پنہان وہ کیا ہے جو کہ نہین تجھپہ آشکار
سرِ خفی و رازِ جلی جانتا ہے تو

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

یارب بسوزِ سینۂ سلطانِ انبیا　　یارب بدردِ زخمِ سرِ شاہِ لافتا
یارب بآہِ سردِ دلِ اشرف النساء　　یارب بپائے اسیری بیمارِ کربلا

جو حوصلے ہین دلکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

پیغمبرِ زمان کی رسالت کا واسطہ　　خیر النساء کی عفت و عصمت کا واسطہ
خیبر کشا کی جرأت و ہمت کا واسطہ　　مظلومِ کربلا کی شہادت کا واسطہ

جو حوصلے ہین دلکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

تجھکو جوانیٔ علی اکبر کا واسطہ　　تجھکو گلوئے تشنۂ اصغر کا واسطہ
تجھکو بکا سے زینبِ مضطر کا واسطہ　　تجھکو حسین کے تنِ بے سر کا واسطہ

جو حوصلے ہین دلکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

محفوظ رکھا آگ مین اپنے خلیل کو　　بہرِ کلیم کر دیا پایاب نیل کو
اور دی شکست لشکرِ اصحابِ فیل کو　　اب دے نجات مجھسے بھی عبدِ ذلیل کو

جو حوصلے ہین دلکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

کن کن عنایتون کے کرون شکر مین ادا　　احسان کونسا ہے جو مجھپر نہین کیا

ممنون ہیں بہت انہوں کا ہونے نہیں دیا
رکھا صحیح تو نے ہر اک عضو تن میں مرا

جو حوصلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

جسکا کوئی نہیں ہے تو اوسکا ہے دستگیر
سب یار و آشنا کا تو ہے یاور و نصیر
زندان غم میں رہتا ہوں اب تا بدن اسیر
امداد کس سے میں کرے چاہیے تری اے قدیر

جو حوصلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

افعال بد سے اپنے بہت شرمسار ہوں
سچ ہے گناہگار ترا بے شمار ہوں
تجھ سے ترے کرم کا امیدوار ہوں
بے یار و غمگسار و غریب الدیار ہوں

جو حوصلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

ای داد رس جہان کے دے اب مری بھی داد
کوئی نہیں پھرا ہو ترے در سے نامراد
صیاد میرے رنج و الم کی ہنوز یاد
سن لے یہ عرض میری تو اے خالق عباد

جو حوصلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

کسکو پکاروں جز ترے فریاد رس ہے کون
کسکو صدا دوں میں کہ مرے پیش و پس ہے کون
تجھ سا نگاہبان مرا ہر نفس ہے کون
ناساز وار مجھ پہ ہوا یہ برس ہے کون

جو حوصلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

اس عرضِ شکستہ پہ ہو مری دستخط شتاب
تیرے کرم کے صدقے سے ہو جاؤں کامیاب
مظلوم ہوں بڑھاپے میں مٹی نہ ہو خراب
مجھ روسیاہ کی یہ دعا کر دے مستجاب
جو جو صلے ہیں لگے مری سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

منقبت جناب امیر المومنین علیہ السلام

ناشاد یا علیؑ ہوں مجھے شاد کیجیے
مسموع اس غلام کی روداد کیجیے
حامی ہے کون آپ ہی ارشاد کیجیے
کس سے سوا حضور کے فریاد کیجیے
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

خورشیدِ آسمانِ امامت ہو یا علیؑ
نورِ چراغِ راہِ ہدایت ہو یا علیؑ
بوئے گلِ ریاضِ سعادت ہو یا علیؑ
شاہنشہِ دیارِ ولایت ہو یا علیؑ
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

تم نائبِ پیمبرِ عالی وقار ہو
تم گوہرِ بے بہائے یمِ افتخار ہو
تم آدمیانِ دہر میں تم نامدار ہو
مختارِ کارخانۂ پروردگار ہو
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

تم ہو نہالِ دین کے ثمر یا ابو تراب
تم ہو وصیِ خیر بشر یا ابو تراب
تم ہو نبی کے جان و جگر یا ابو تراب
بر حالِ باغمہ بے نگہ یا ابو تراب

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اے اُمت نبیؐ کے طرفدار الغیاث
رنج و الم ہیں در پے آزار الغیاث
ہم پر بہت ہے نرغۂ افکار الغیاث
میں ہوں غریب و بیکس و بے یار الغیاث

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

مشکل کشا دیا ہے خدا نے تمھیں خطاب
لازم ہے خاکساروں پہ مہرِ فلک جناب
ہوتے ہو بارگاہِ الٰہی میں باریاب
کیونکہ تمھیں پکارین نہ ہنگامِ اضطراب

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

حق نے کیا ہے آپکو خلق اپنے نور سے
بہتر کیا ملائک و غلمان و حور سے
حاصل کمال قرب ہے ربِ غفور سے
اب عرض التماس ہے اتنی حضور سے

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اک دم میں فتح کر دیا خیبر کو آپ نے
شقہ کیا او مہد میں ہر اژدر کو آپ نے
مارا وغا میں مرحب و عنتر کو آپ نے
روضے میں دی پناہ کبوتر کو آپ نے

الخنتر

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے

اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

حق کی طرف سے مالکِ کون و مکاں ہیں آپ
ہادی و رہبرِ ملک و انس و جاں ہیں آپ
بیشک قسیمِ کوثر و نار و جناں ہیں آپ
مشکل کشائے خلقِ خدا بیگماں ہیں آپ
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

خاطر بہت ہے آپکی ربِ غفور کو
منظور ہو تو دی ہے یہ طاقت حضور کو
نورِ بصر عطا ہوا بھی چشمِ کور کو
تسکین ہو مرے بھی دلِ ناصبور کو
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

مرّہ نے چاہا کینے سے کھدوائیے مزار
دو انگلیاں لحد سے نکلتے ہی ایکبار
دو ٹکڑے اوسکو کر گئیں مانندِ ذوالفقار
مجھپر بھی مہر ہو میں اس اعجاز کے نثار
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

ہفتاد بار زندہ نصیری کو کر دیا
راہِ خدا میں آپ نے سجدے میں سر دیا
سائل کو بے شمار شہا مال و زر دیا
دامن گلِ مراد سے کسکا نہ بھر دیا
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

کشتی مری ہے قلزمِ اندوہ میں تباہ
تم نا خدا ہے زورقِ غم ہو خدا گواہ
جلدی لگا دو پار اسے لے کُل کے بادشاہ
مدت سے بندہ دیکھ رہا ہے تمھاری راہ

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

کہلائے جو حضور کی سرکار کا غلام
سب جانتے ہین آپکا مشکلکشا ہے نام
ناکام بس وہی رہے غیرون کی نکلین کام
حاجت روا ہماری بھی کر دیجیے یا امام

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اب جان پر بنی ہے نہ عرصہ لگایئے
سلمان کیطرح پنجے سے غم کے چھڑایئے
اے وارث شکستہ دلان جلد آیئے
اب جلد کوئی معجزہ آقا دکھایئے

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

ہر سمت دیکھتا ہون جو مین غمزدہ نغور
کسکو ہے تاب ضبط کہان تک اٹھاؤن جور
ما من در حضور سوا اب نہین ہے اور
راحت سے مین نہ بیٹھون گا جبتک ہے غم کا دور

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

امیدوار عفو جرائم ہے روسیاہ
بہر جناب سیدہ یا شاہ دین پناہ
دربار مین حضور کے آیا ہے عذر خواہ
وہبی پہ اپنے کیجیے اب مہر کی نگاہ

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

قصیدهٔ فارسی بمدح خداوند نعمت
جناب منشی نولکشور صاحب دام اقباله

[۱] جامع اقبال و جاه و حشمت و عالیجناب — [۲] نامی نام آوران دهر و گردون انتساب

[۳] از ازل سردفتر ایجاد در دهر او خلق — [۴] با وقار و با لیاقت سرگروه شیخ و شاب

[۵] منبع مهر و عنایت مجمع خلق و کرم — [۶] نادر اهل جهان و فخر دوران انتخاب

[۷] شاه دل سلطان منش رستم همم ثابت قدم — [۸] یاور افتادگان و مرد میدان لاجواب

[۹] ناز بردار مساکین و کفیل عاجزان — [۱۰] واقف درد و ملال صاحبان پیچ و تاب

[۱۱] لمعهٔ نصفت کرامت گشت او را آنچنان — [۱۲] کرد روشن خانهٔ دل را مثال آفتاب

[۱۳] شادمان خاطر همه ادنی و اعلی در جهان — [۱۴] وصف خورشید کرم افزون تر از حد و حساب

[۱۵] روز روشن میکند شب را ضیائے مهر فیض — [۱۶] صبح شام تیره را سازد مثال آفتاب

[۱۷] از کرم گردید هر کس بهره مند و کامران — [۱۸] حامی و حاجت روائے اهل حاجت بیحساب

[۱۹] بهر کار عاجزان عصر در خلق آمده — چون نباشند اهل عالم کامران و کامیاب

اسم والایت چو در بحر قصیده نامده — داده‌ام اندر صنعت توشیح هم توضیح و تاب

مطلع ثانی

اے ضیائے ہر دو چشم ماہتاب و آفتاب / از ظہورت گرد ارض و آسمان نور اکتساب
آسمان از اوج اقبالت سراپا سرنگون / وز ضیائے اختر جاہ تو ذرہ آفتاب
کرسی ایوان تو ہم پایۂ چارم فلک / ہمسر تو کیست بالائے زمین گردون جناب
پایگاہش گشت بالاتر ز گلچینان خلد / ہر کہ شد در محفل چرخ احتشامت باریاب
باریابد گر سہا بر آستان باشد قمر / ذرہ گر دو بر زمین طالع مثال آفتاب
آستان درگہت حاجت روائے خاص عام / چون نباشد از درت اعلی و ادنی کامیاب
معدن لطف و عطا و مخزن جود و سخا / صاحب مہر و کرم ذی رتبہ و گردون جناب
بام توصیف تو برتر نارسا فکر رسا / جاہ و حشمت بیشمار و شان و شوکت بیحساب
حاتم از رشک سخایت خاک شد زیر زمین / قلزم از ابر کف فیاض تو ہست آب آب
نامی نام آوران و افسر گردان دہر / حامی رستم دلان و مرد میدان لاجواب
رستم و سام نریمان پیش تو مانند زال / زور بازوئے تو بالا ز ید دست افراسیاب
زنگ غم سرہائے اعدا قطرۂ باران مثال / آب شمشیرت بقتل میکند کار سحاب
سنگ و آہن را مثال موم میسازد دو نیم / کوہ مثل کاہ زیر تیغ تو فولاد آب
شیر دل آہو روش طاوس وش پیکر پری / رخش خوش اسلوب تو در ربع مسکون انتخاب
اسپ سیر اسپان سبک رو بسکہ از باد نسیم / میرود بر سطح آب روان مثل حباب
فیل بالا قد ببالای نردبان آسمان / چشم گردون ہم ندیدہ مثل او رفعت مآب
برد ما ختم قصیدہ وہبی اکنون میکند / داستان مدح و الائے تو بیحد و حساب
تا بعالم ہست دور گنبد نہ آسمان / تا بود پر نور روز و شب نہ ماہ و آفتاب

یا الٰہی در جہان تا قائم بماند مثلِ خضر | باہزاران جاہ و حشمت منشیٔ عالیجناب

قصیدۂ دیگر بزبان اردو بتوصیف موصوف الیہ

اے معدنِ سخا و عطا حاتمِ زمان | اے بیکس و غریب کے غمخوار و مہربان

بیشک فلک جناب ملائک مآب ہے | ذی رتبہ کوئی تجھسا زمانے مین ہے کہان

تیرے سوا کسیکو یہ رتبے ہین کب نصیب | جاہ و جلال و دولت و حشمت شکوہ شان

ہین تجھسے کامیاب وضیع و شریف خلق | مہمان ہے تیرے مائدۂ فیض پہ جہان

کرتا ہے تو غریبون کی شام و سحر مدد | ہے تیری ذات خلق مین ملجاے بیکسان

مردم شناس کوئی بجز تیرے اب نہین | اشراف کا جہان مین فقط تو ہے قدردان

مفلس کو دیکے دولت و حشمت کیا غنی | پیر آیا تیرے در پہ تو ہو کر گیا جوان

مخلوق کی ہے مدِ نظر پرورش تجھے | تجکو عزیز کیون نرکھے خالقِ جہان

محتاج آکے پونچھتے ہین تیرے کوچے مین | بتلادے ہمکو کوئی درِ حاتمِ زمان

مذکور ہو نہ تیرا نہین ایسی کوئی جا | ہر انجمن مین تیرے کرم کی ہے داستان

لیں وہ بہار اہلِ گلستانِ خلق کا | مانندِ گل صفات مین تیرے ہے وا دہان

سائل سوال جو کرے ارزان یہان ہو وہ | سرکار یہ وہ ہے کہ نہین کوئی شے گران

بھوکھا جو آئے سیر ہو نانِ نعیم سے | ننگا جو آئے پائے حریر و خز و کتان

گھوڑا جو کوئی مانگے تو فیل اوسکو بخشدے | مانگے دوشالہ کوئی تو دے اوسکو بدربان

خالی نجاے در پہ ترے سائل آنکر + | حاصل ہو اوسکو تجھ سے جو مانگے وہ بیگمان

باغی بھی کوئی آکے اگر گل طلب کرے | بے شبہہ پائے گل کے عوض سارا بوستان

یکتا ہے جود و فیض مین روے زمین پہ تو
تیرا نظیر ایک نہین زیر آسمان

تیرے گل سخا و کرم کی بہار سے
بالفعل باغ فیض امیرون کا ہے خزان

ہردم ہے تیرا ذکر ملک کے زبان پر
ہوتے ہین آسمان پہ ترے فیض کے بیان

حاتم سخا مین تجھ سے مقابل نہو سکا
گنج لحد مین جا کے وہ آخر ہوا نہان

وہبی محال ہے جو صفت تجھ سے ہو رقم
ہے جس جگہ قلم قلم فکر کی زبان

طول کلام کوئی بھی کرتا نہین پسند
دست دعا بلند کر اب سوے آسمان

جبتک فلک پہ صور سرافیل دم کرے
جبتک نشان صبح قیامت کے ہون عیان

جبتک کہ چرخ پر مہ تابان کا دور ہے
جبتک فلک پہ جلوہ کنان ہین ستارگان

جبتک فروغ ذرہ و خورشید کار ہے
جبتک رہے مقیم زمین اور آسمان

جبتک چمن مین مرغ خوش الحان ہین نغمہ سنج
جبتک گل و ثمر سے ہے سرسبز بوستان

یارب فزون ہو رتبہ منشی نول کشور
قائم رہے حشمت و جاہ و شکوہ و شان

آئے نہ اسکے سامنے رنج و الم کبھی
دائم رہے یہ خرم و آباد و شادمان

یارب بعیش و عیش و طرب باجلال و قدر
اسکی رہے ترقی اقبال جاودان

نخل مراد اسکا سدا بارور رہے
پھولا پھلا مدام رہے اسکا بوستان

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل تحمیدیہ ازرای سوبھارام صاحب وصفی تخلص والد ماجد حضرت مصنف

خدا کی حمد کرنے میں رہا قاصر سخن اپنا
محمد کی صفت کچھ کر نہیں سکتا دہن اپنا

دکھاتا کیا ہو تو اے باغباں رنگیں چمن اپنا
گلستاں ہی ہجوم داغ سے سارا بدن اپنا

ہماری آنکھ سے دامن پہ اشک خون نہیں گرتے
کہ طفل اشک کو از بس خوش آتا ہے وطن اپنا

امید وصل میں شیریں کی تو نے بیستوں کاٹا
مٹایا کچھ نہ قسمت کا لکھا اے کوہکن اپنا

بھروسا کچھ نہیں کیا اس دار فانی میں کسی شے سے
بچشم غور دیکھا تو نہ جی اپنا نہ تن اپنا

دل وابستہ او سادہ کیا ہی کھلتا ہے برنگ گل
جو ہنس کر بات کرتا ہے کبھی غنچہ دہن اپنا

نہیں ہوتے ہیں منت کش کبھی ہم غیر سے وصفی
سلائیں سوزن عیسیٰ سے کب چاک کفن اپنا

نتائج طبع حضرت مصنف

بجھتیہ ہو دونوں عالم سے سوائے مصطفا
یا الٰہی دل ہوا ایسا مبتلائے مصطفا

دل ہے میرا بستۂ زلفِ دوتائے مصطفا
جان ہے پروانۂ شمع لقائے مصطفا

حکم مہوسی کو ہوا معراج مین خلع مگر
تاج فرقِ عرش ہے نعلین پائے مصطفا

بوریائے فقر تختِ سلطنت سے ہے سوا
بادشاہ ہفت کشور ہے گدائے مصطفا

ذرّہ ہائے درکے ہین کیا سیارے کیا شمس و قمر
جلوہ آرا شش جہت مین ہے ضیائے مصطفا

شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوبِ الٰہی ہے سوائے مصطفا

جو ہوا سائل رہی اوسکو نہ پھر کچھ احتیاج
ایسا کردیتی ہے مستغنی عطائے مصطفا

آدمی کیا مدح کرسکتے نہین جن و ملک
حقتعالی آپ کرتا ہے ثنائے مصطفا

آسمان پر لوگ کہتے ہین جنھین شمس و قمر
زیب ہے کعبے کو ہین نقش پائے مصطفا

ہوتی ہے حسرت یہی کیون دل نہ یہ میرا ہوا
دیکھتا ہون جب مین وہبی نقش پائے مصطفا

ہمسے موزون ہوئی وصفِ رخِ تابان کیا کیا
مطلعِ مہر بنے مطلعِ دیوان کیا کیا

ہو یہی اوٹھائینگے ابھی گبر و مسلمان کیا کیا
بل کی لیگی نہ تری کاکلِ پیچان کیا کیا

شب گیسو کا تصور جو بندھا رہتا ہے
نظر آتے ہین مجھے خواب پریشان کیا کیا

آسمان پر جو نظر پڑتی ہے تارون کی طرف
داغ دیتی ہے ترے ہاتھ کی افشان کیا کیا

شوق باتون کا جدا حسرتِ دیدار جدا
قبر مین ساتھ لیے جاتی ہین ارمان کیا کیا

وحشی چشم ترا جان سے شرماتے ہین
مجھ سے رم کرتے ہین آہوے بیابان کیا کیا

سنکے افسانۂ شب ہجر کے اسے ماہ لقا
یاد آتا ہے وہ کہنا ترا ہان ہان کیا کیا

عشقبازی سے ہو باز آؤنگا جبتک دم ہے
ہو گا ناصح مجھے سمجھا کے پشیمان کیا کیا

وحشیان آتا ہے صحرا مین تری فرقت کا
کرتے ہین نیش زنی خارِ مغیلان کیا کیا

یہ کواکب نہیں آتے ہین نظر گردون پر
آنکھین دکھلاتی ہی مجھکو شبِ ہجران کیا کیا

کبھی پہلو مین خلش ہے کبھی سینے مین کھٹک
کاوشین کرتا ہے وہ نشترِ مژگان کیا کیا

حسرت و یاس و الم نالہ و داغ و غمِ ہجر
میرے سینے مین رہا کرتے ہین مہمان کیا کیا

بڑھ گیا ان دیکھتے ہی غل یہ مچایا وہبی
عشق ہو گا نہ ابھی سلسلہ جنبان کیا کیا

ظلم سے تیرے یہ تنگ اوس ستم ایجاد آیا
نالہ لب پر مری کرتا ہوا فریاد آیا

یار کا نشترِ مژگان جو مجھے یاد آیا
ہر رگ و پے سے اوٹھا شور کہ فصاد آیا

جو تری بزم مین اے بانیِ بیداد آیا
مثلِ اسپند وہ کرتا ہوا فریاد آیا

اسمین تیشے کی خطا کچھ ہے نہ خسرو کا قصور
پھوٹی قسمت ہی لیے دہر مین فرہاد آیا

ہر ادا پر ہوئی جاتی تھی مری جان نثار
قتل کرنے مجھے کس ناز سے جلاد آیا

دشتِ وحشت مین بگولا جو اوٹھا مین سمجھا
قیس آیا مرے ملنے کو کہ فرہاد آیا

خیر تقاضائے جفا آپ ہی انصاف کرین
لب پہ کس روز مرے شکوۂ بیداد آیا

ہوش اڑ ہی بلبلون کے طائرِ نکہت کیطرح
طرفہ بے پر کی اوڑاتا ہوا صیاد آیا

دیکھتے ہی ترے مجنون کو ہوا یہ سودا
فصد لی اوسکی اطبا نے جو فصاد آیا

انتقام اپنا نہ مین حشر مین بھی چاہونگا
شرم آئیگی اگر سامنے جلاد آیا

طاقت و صبر تلک وقت پہ منھ موڑ گئے
کام تیرے نہ کوئی اور دلِ ناشاد آیا

سر بکف شوقِ شہادت مین چلا جاتا ہون
کوئی ٹھو ٹھون بھی جو کہتا ہے وہ جلاد آیا

کون کہتا ہے کہ ہو جاتی ہین تسخیر انسان
میرے قابو مین تو کوئی نہ پریزاد آیا

ہون وہ بیکس کہ مری بزمِ عزا مین وہبی

اوسکو کوئی نہ سمجھے نالہ و فریاد آیا

میرے دلکو اندنون اک بُت کا سودا ہوگیا
یہ تماشا دیکھئے کعبہ کلیسا ہوگیا

اونکی آنکھون کے تصور نے رولایا اسقدر
دیکھتے ہی دیکھتے اشکون کا دریا ہوگیا

یاد مین اک بُت کے نالے کر رہا ہے رات دن
کیا دل نالان بھی ناقوس کلیسا ہوگیا

قتل ہوکر مین جو تڑپا خوش ہوئے وہ دیکھکر
رقص بسمل میرے قاتل کو تماشا ہوگیا

جان جاتی ہو مری دیتا نہین گلقند لب
اپنے عاشق کو بلا کو وہ مسیحا ہوگیا

مانی و بہزاد کھینچینگے شبیہ یار کیا
دیکھتے ہی صورت اوسکی اونکو سکتا ہوگیا

ابتو وہبی وہ مسیحا ناز سے کہتا ہے یہ
جان دی جسنے تپ فرقت مین اچھا ہوگیا

تیری الفت مین صنم یہ حال میرا ہوگیا
رنج سہتے سہتے آخر غم کا پتلا ہوگیا

حسن روزافزون کا اونکے شہرہ ایسا ہوگیا
جب نقاب اوٹھا تو فوراً بند رستا ہوگیا

ایکدم جاتا نہین اوس آئنہ رو کا خیال
مین یہ حیران ہون کہ ابتک وہ مرے کیا ہوگیا

خود بخود اغیار غیرت سے فشانہ بنگئے
میری جانب پھر جب اونکا تینچا ہوگیا

پوچھتے حالت ہو کیا مجھ خانمان برباد کی
پھرتے پھرتے دشت دشت کا بگولا ہوگیا

پڑتے ہی مو باف سر سے اونکا جوبن اوڑ چلا
حسن کے شبدیز کو کیا خوب کوڑا ہوگیا

درہم و داغ جنون کا دل مرا گنجینہ ہے
غم نہین دنیا مین گر توڑون کا توڑا ہوگیا

ترش رو مجھسے ہوا جب ساقی شیرین ادا
جام مے عکس جبین سے صاف سرکا ہوگیا

اونکی آرائش ہوئی وہبی مرے جی کا وبال
وان بنین زلفین یہان سایہ پری کا ہوگیا

وصل اوس ماہ کا اک رات میسر نہوا | غیرت برج قمر اپنا کبھی گھر نہوا
روز دو چار تڑپتے نظر آتے ہیں ہمکو | کب ترے کوچے میں ہنگامۂ محشر نہوا
اوس پری نے ہمیں کوٹھے پہ بلایا نہ کبھی | اوج پر اپنا کبھی روز مقدر نہوا
سخت دل کب شب نے فرقت ساقی میں کباب | کب مرا خون جگر بادۂ احمر نہوا
کیوں نہ تڑپے قفس تن میں مرا طائر روح | دانۂ خال کسی روز میسر نہوا
اونکو باتوں میں لگا لایا نہ گھر اپنے کبھی | راہ پر اپنا کبھی روز مقدر نہوا
ایک بوسے کی اجازت بھی نہیں ملتی ہے | کچھ وظیفہ مرا اسے جان مقرر نہوا

جان دی جسنے سدا عشق میں سہتے وہبی
ہاے افسوس کہ اپنا وہ ستمگر نہوا

بیان ہو وصف کس سے اوس پریرو سرو قامت کا | نہیں ہے سرو قامت بلکہ فتنہ ہے قیامت کا
مرقع میں زمانے کے رہے تصویر سان حیران | اگر دیکھا نہ ثانی اسے پریرو تیری صورت کا
کہیں کیونکر نہ ہم بتخانۂ چین خانۂ دل کو | کہ رہتا ہے تصور اوسمیں ہر اک بت کی صورت کا
نہو محتاج درمان عیسی مریم سے کچھ اے دل | جسے تو درد سمجھا ہے وہی موجب ہے راحت کا
اگر ہو آفتاب حشر کا سایہ مرے سر پر | نہ چھوٹے دل سے سایہ اوس پری کی سرو قامت کا
دکھاینگے بھلا کسطرح سے مونھ روز محشر ہم | فراق یار میں جینا ہوا موجب ندامت کا
ہماری چشم گریان نے ڈبویا کشت عالم کو | اگر ہو کثرت باران تو ہے نقصان زراعت کا

پری ہے حور ہے مہ یا بشر ہے کوئی اے وہبی
کہ آتا ہے نظر ہر جا یہ جلوہ جسکی طلعت کا

جب دم نزع عیادت کو وہ دلبر آیا | ناز کرتا ہوا دم بھی مرے لب پر آیا

کوچۂ یار سے اوٹھکر جو کبھی گھر آیا
یہ بھی معلوم نہین ہے کہ مین کیونکر آیا

چشم و گوش اسکے نہین مجکو تو یہ حیرت ہے
دل مرا اوس ستم ایجاد پہ کیونکر آیا

دل مین ارمان و تمنا کا ہوا شاید خون
میرے آنکھون سے لہو آج نکلکر آیا

کوچۂ زلفِ معنبر سے یہ کیا آئی ہے
جھونکا جو آیا ہوا کا وہ معطر آیا

دردِ فرقت کے تدارک کیے لاکھون لیکن
دل کو آرام کسیطرح نہ دم بھر آیا

مین نے دعوی جو کیا یار سے جانبازی کا
ہنسکے فرمایا کہ جی ہان مجھے باور آیا

کچھ عناد اوسکو شب وصل بھی ہے مدّ نظر
علم فتنے کا وہ عیار جو لیکر آیا

اشک بے یار ٹپکنے لگے آنکھون سے مرے
میرے آگے جو چھلکتا ہوا ساغر آیا

عاشقون سے نہ گلی یار کی خالی پائی
ایک بیتاب گیا دوسرا مضطر آیا

مہربانی بھی نہین اوسکی ستم سے خالی
غیر کو ساتھ وہ لایا جو مرے گھر آیا

دیکھو فطرت کہ دمِ نزع مری بالین پر
ہاتھ ملتا ہوا وہ شوخ ستمگر آیا

ہر گھڑی ذکرِ وفا کرتے ہین اور روتے ہین
اونکو بھی چین مرے بعد نہ دم بھر آیا

بارے اتنا تو مری آہ نے دکھلایا اثر
ہاتھ رکھے ہوئے دل پر وہ ستمگر آیا

دشتِ وحشت مین گذر اپنا ہوا جب وہبی
قیس بولا کہ وہ دیکھو مرا رہبر آیا

ہے قدر غیر کی میرا وقار تک نہ رہا
وہ بات بھی نہ رہی اب وہ پیار تک نہ رہا

بدن تو دوپٹے سے وہ رات بھر چھپاتے رہے
یہ قہر ہے کہ مرا اعتبار تک نہ رہا

سیاہ ایسا ہوا میرا نامۂ اعمال
کہ خوفِ پرسشِ روزِ شمار تک نہ رہا

لحد مین سونپ کے احباب ہو گئے راہی
سوائے داغِ جگر سوگوار تک نہ رہا

کرم کیا ترے توسن نے شوخیان کر کے | غبار کیا کہ نشانِ مزار تک نہ رہا

خزان نے باغ مین آتے ہی پھیر دی جھاڑو | گلون کا ذکر ہے کیا ایک خار تک نہ رہا

حیات مین تو رہا کرتی تھی تپِ فرقت | لحد مین سوتے ہی مجھکو بخار تک نہ رہا

ملال دور کرو اب تو صاف ہو جاوٗ | تمھارے کوچے مین میرا غبار تک نہ رہا

یہ کس حسین نے قابو مین کر لیا اپنے | کہ میرے دل پہ مرا اختیار تک نہ رہا

جواب دیگئے اعضا بھی دردِ فرقت سے | یہ بیکسی ہے کوئی غمگسار تک نہ رہا

جنون کے جوش مین وہبی نہ جیب و دامن کی
اوڑائین دھجیان ایسی کہ تار تک نہ رہا

کس دل مین یار عشق کا تیرے اثر نتھا | سودائے زلف کسکو ترا اے قمر نتھا

آئینہ اونکے سامنے آٹھون پہر نتھا | خود بینی کا رواج کبھی بیشتر نتھا

محوِ جمال اپنا وہ بُت اسقدر نتھا | خود بینی کا رواج کبھی بیشتر نتھا

روزِ شمار تھی شبِ فرقت مری حساب | تارے گنا کیے جو وہ رشکِ قمر نتھا

جانے سے اونکے پہلے ہی جانِ حزین گئی | کوسِ سفر تھا نالۂ مرغِ سحر نتھا

دریا مین وہ رقیب سے چھینٹے اڑا کیے | مین آشنائے بحرِ محبت مگر نتھا

بعدِ فنا مزار پہ لے آئی یار کو | کہتا ہے کون آہ مین میری اثر نتھا

دل کا تڑپنا آپ کو کیون آگیا پسند | قابل یہ دیکھنے کے تماشا اگر نتھا

ساقی کے ایک جام نے مدہوش کر دیا | رندون مین کون رند تھا جو بیخبر نتھا

قاتل حلال کرتا ہے یہ بانکپن ترا | اسطرح نیمچہ کبھی زیبِ کمر نتھا

وہبی یہ کسکے زلفِ پریشان کی یاد ہے

مجموعہ حواس تو یون منتشر نتھا

وصلت کہان کی شوق ہی مین کام ہوگیا / آغاز عشق ہی مین یہ انجام ہوگیا
لبریز میری عمر کا کیون جام ہوگیا / کیا ختم دور بادۂ گلفام ہوگیا
رخسار کی بلائین جو لین وہ خفا ہوئے / مصحف کو چھو کے مورد الزام ہوگیا
کیا حال ہوگیا ہے پریشان عشق مین / سودائے زلف ہوتے ہی سرسام ہوگیا
خون جگر سے ہوگئے لبریز جام چشم / خالی شراب سے جو کبھی جام ہوگیا
فرط خوشی سے جان سمائی نہ جسم مین / پیغام مرگ وصل کا پیغام ہوگیا
مین مرگیا جو زلف مین اوسنے چھپایا رخ / لو گل چراغ عمر سر شام ہوگیا
کہدو مجیب مژدہ جب آئین وہ رات کو / سو بار گھر یہ عاشق ناکام ہوگیا
کہتا ہے تازیانے جو یہ میری آہ کے / کیا بدرکاب توسن ایام ہوگیا
بولے لحد مین میت عاشق اوتار کر / ابتو تپ فراق سے آرام ہوگیا
زلفون سے اوسکے دیکھین رہائی ہو کب تلک / دل اپنا ابتو مرغ تہ دام ہوگیا

وہبی اگرچہ جان گئی عشق مین مگر
سب عاشقون مین خوب ترا نام ہوگیا

اوس سنگدل کے دل مین محبت نے گھر کیا / مدت کے بعد آہ نے اپنی اثر کیا
تیغ نگہ کے سامنے سینہ سپر کیا / کب ہمنے اپنی جان کا خوف و خطر کیا
ثابت کرو خطا مری پھر اپنا مونہہ چھپاؤ / کس رات کو نظارۂ روئے قمر کیا
صیاد کا یہ ظلم نہ بھولونگا عمر بھر / فصل بہار آتے ہی بے بال و پر کیا
لو اپنے گھر وہ صبح سے پہلے ہی جاتے ہین / اندھیر کیسا تا کہ مرغ سحر کیا

چونکے صداے صور سرافیل سے نہ ہم
ساقی تری نگاہ نے یہ بیخبر کیا

کاٹون گا اس ادا پہ گلا اپنے ہاتھ سے
قاتل نے آج غنچہ زیب کمر کیا

رخصت کا نام سنتے ہی بس دم نکل گیا
جانے سے اونکے پہلے ہی ہمنے سفر کیا

کیا کیا کیا نہ آپکی الفت نے میرے ساتھ
رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا

وہی پھر اونکے وصل کو تو سوگے عمر بھر
نالہ شب فراق مین تمنے اگر کیا

کھینچے کسطرح سے نقشہ وہ مری جانی کا
واژگون رہتا ہے سر خامہ صفت مانی کا

ہان ترے آئینہ رو کو ہے دیکھا اکبار
کچھ نہین اور ہے باعث مری حیرانی کا

بیشتر وصف کیا زلف دوتا کا شب وصل
حال کچھ کہہ نہ سکے دل کی پریشانی کا

ہے عجب خشک یہ دریاے جہان فانی
جاے گوہر کہین قطرہ نہ ملا پانی کا

خوبرو سارے زمانے کے ہین گرد کف پا
کسکو ثانی کہین ہم دلبر لاثانی کا

اوسکے کوچے کی ہوئی جبسے گدائی حاصل
ہمکو دعوی نہ رہا دہر مین سلطانی کا

ہاتھ آجاے اگر دامن دلبر اکبار
شغل رہتا ہے مجھے چاک گریبانی کا

کوہکن کسلیے کرتا ہے عبث کاوش سنگ
مٹ نہین سکتا ہے لکھا ہوا پیشانی کا

کسی گلرو کی محبت مین پڑے سیکھا وہی
بلبل زار سے انداز سخندانی کا

ساقی غنچہ دہن جب رونق بستان ہوا
غنچے شیشے بنگئے ساغر گل خندان ہوا

حیرت افزا ہمکو خال عارض جانان ہوا
کیا تماشا ہے کہ ہندو حافظ قرآن ہوا

یاد کاکل مین تری دریا مجھے زندان ہوا
پاؤن کو گرداب ہر اک حلقہ جولان ہوا

لعلِ لب جب سے ملک یوہ مہ خندان ہوا — اختر تابندہ ہر اک گوہرِ دندان ہوا

میرے مرتے ہی گلستان ہو گیا ماتم کدہ — ماتمہ گلچین سنے سے صیاد بھی گریان ہوا

وصفِ دندان سے سیاہی مین ہوئی موتی کی آب — سلکِ دُر ہر سطر نقطہ گوہرِ غلطان ہوا

ہے عیان چاہِ ذقن مین یار کی خالِ سیاہ — دیکھیے زنگی غریقِ چشمۂ حیوان ہوا

دل کے ڈسنے کے لیے زنجیر ناگن بن گئی — عاشقِ زلفِ سیہ جب قیدیِ زندان ہوا

زردیِ غم نے دکھایا لطفِ کشتِ زعفران — زخمِ دل ہر ایک کیا کیا مثلِ گل خندان ہوا

اپنے نالون مین اثر ہے صورِ اسرافیل کا — آفتابِ حشر اوسکا عارضِ تابان ہوا

اوٹھ گیا محفل سے جب ساقی ہوئی سب عیش تلخ — جامِ مے تاک بزم مین اک دیدۂ گریان ہوا

ہو گئی لنگر کی حاجت کشتیِ افلاک کو — چشمِ دریا بار سے جسدم بپا طوفان ہوا

بزمِ رندان مین جب آیا شیخ بہرِ میکشی — قہقہہ شیشے نے مارا جامِ مے خندان ہوا

خونِ دل صہبا نا لختِ جگر اپنا کباب — سینۂ سوزان مین جب سے غم ترا مہمان ہوا

جبکہ پہلو سے اوٹھا وہ کاروان سالارِ حسن — یہ دلِ بیتاب بھی مثلِ جرس نالان ہوا

جب ہوا غیرون سے ہم آغوش میرا رشکِ ماہ — عید کا سامان وہان یان موت کا سامان ہوا

آخر آیا یار پڑھنے کو جنازے کی نماز — جب وصال اپنا ہوا تب وصل کا سامان ہوا

جب ہوائے زلفِ پیچان مین گیا مین سوئے باغ — واسطے میرے سلاسل سنبلِ پیچان ہوا

کوہکن نے سر کو پھوڑا قیس وحشی بن گیا — کوئی بھی ثابت قدم مجھسا نہ سرگردان ہوا

اپنے جلوے سے کیا آباد یہ کس حور نے — خانۂ ویران ہمارا روضۂ رضوان ہوا

سوزِ دل سے کیا نکلتے ہین شرارے آہ کے — داغون سے گلخن ہمارا سینۂ سوزان ہوا

فصلِ گل آئی ہوئی تازہ بہارِ میکشی — بادۂ گلگون سے رنگین دامنِ مستان ہوا

گور سے ہمکو ہم آغوشی میسر ہو گئی
کیا ہلال عید وہبی خنجر براں ہوا

چھو لیا دامن ترے فتراک کا　　بڑھ گیا رتبہ ہماری خاک کا
قیس سمجھا محمل لیلی اوسے　　جب اوٹھا کوئی بگولا خاک کا
شاخ طوبی سمجھین ارباب بہشت　　ہے یہ رتبہ آپ کی مسواک کا
گردش چشم اوس قمر کی یاد ہے　　خوف کیا ہے گردش افلاک کا
خواہش مے بعد مردن بھی رہی　　ہے مری تربت پہ سایہ تاک کا
ابر تر کی کیا رہیگی آبرو　　سامنا ہے دیدۂ نمناک کا
آرزو ہے جسم خاکی ہو مرا　　خاک تودہ ناوک سفاک کا
زاہد اوسکو دیکھکر تنکے چنے　　ناک مین دم لاے تنکا ناک کا

آیا تربت پر مری وہ سنگدل
ہے اثر وہبی یہ عشق پاک کا

جو وہ خورشید رو در تک کبھی جلوہ نما ہوگا　　خرام ناز سے اوسکے وہین محشر بپا ہوگا
اگر تو مائل جور و جفا ہمپر ہوا ہوگا　　ہمارا دل نہ تجھسے اے صنم اکدم رکا ہوگا
کسیکا دل جو اوس رشک پری پر مبتلا ہوگا　　تو وہ دیوانہ شکل باد صر صر پھر رہا ہوگا
سنا ہمنے نہین غیرون ہی نے اوسکو چھنا ہوگا　　وہی ہوتا رہیگا جسنے کچھ ہمکو کہا ہوگا
گریبان چاک کر ڈالینگے غنچے دست حسرت سے　　چمن مین جس گھڑی اوس گل کا وا بند قبا ہوگا
بھلا جسجا فرشتے بھی نہین پر مار سکتے ہین　　گذر کیونکر ترا اے قاصد باد صبا ہوگا
مدار زندگی حاصل ہوا اکدم پہ آدم کو　　بقا حاصل اوسی کو ہے جو جیتے جی فنا ہوگا

نہیں درکار اوسکو بادشاہی ہفت کشور کی
تمہارے عشق کے کوچے کا جو کوئی گدا ہوگا

گذر ہونا ہے اپنا اکدن اوسجا کہ جس جا پہ
نہ بیگانہ کوئی ہوگا نہ کوئی آشنا ہوگا

لگی ہے ہچکی اسدم پڑتا ہی دم مین بھرتا ہون
اگر آجائیگا دم بھر کو اے دلبر تو کیا ہوگا

تلاش اک شکل لیلی کی ہے ایسی دشت وحشت مین
کہ واں ہر ہر قدم پر قیس پیچھے رہ گیا ہوگا

بہت افتادگی حال اپنا مین نے لکھا ہے
کبوتر سے یقین ہے مجکو خط بھی گر گیا ہوگا

کدورت اوسکو ہے ہمسے تو کچھ خطرہ نہیں ہمکو
جو آئینہ غبار آلودہ ہوگا باصفا ہوگا

ہمارا دل بھی جنبش کھا گیا ہوویگا صدمے سے
ترا زانو جو پہلو سے مرے دم بھر ہٹا ہوگا

مزہ وہبی ملا ہوگا تجھے قند مکرر کا
جو اکدم وصف لعل یار لب پر آگیا ہوگا

دیکھا ہے جلوہ اوسنے رخ بے نقاب کا
تو تا بحشر تک نہو گا اودھر آفتاب کا

اوس مہروش نے بند جو کھولا نقاب کا
غیرت سے رنگ زرد ہوا آفتاب کا

مجھ رند بادہ کش کی وصیت ہے ساقیا
رکھیو لحد مین قرابہ شراب کا

ہستی کی گر ہوس ہے تو جھک جھک کے رکھ قدم
باعث فنا کا ہے یہ اوبھرنا حباب کا

کھلتی ہین تا کہ مردم آبی کی چوریان
دوڑا رہا ہے بحر گھوڑا حباب کا

اپنے گناہ بڑھ گئے حد شمار سے
اب خوف دلمین کچھ نہیں روز حساب کا

اک پل مین آنسوون کا سمندر بہا دیا
دیکھو تو حوصلہ مری چشم پر آب کا

پرتو جو اونکے عارض پر نور کا پڑا
ہر ذرے پر گمان ہوا آفتاب کا

وہ رند ہون کہ آنکھ سے تھمتے نہیں ہیں اشک
جبتک کہ سامنے نہو ساغر شراب کا

سیراب اس جہان مین ہوا کون اے غریب
ہر راہرو کو ہوتا ہے دھوکا سراب کا

افلاس گھیرتا ہی تو ہوتی ہو زر کی قدر / پیری مین لوگ کرتے ہین ماتم شباب کا

ہی خوف دلمین سنگ حوادث کا اسلیے / سینے سے ہین لگاے ہون شیشہ شراب کا

فصل بہار کا ہی عروج ایسا اب کی سال / ٹرہا دلیتے پھرتے ہین ٹھیکہ شراب کا

سفاک میرے حلق کی کانٹون سے وقت ذبح / دامن الجھ گیا تری تیغ خوش آب کا

نادان عبث ہین حسن و روزہ پہ اپنے آپ / ہی چلتے پھرتے چھاون یہ عالم شباب کا

کیا بات ہے کہ صورت تصویر حیب ہین آپ / کہیے تو کچھ خیال کدھر ہے جناب کا

عشق بتان سے باز نہ آونگا ناصحا / مجبور ہون کہ ہی ابھی عالم شباب کا

کرتا ہون قصد باغ جو اوس رخ کی یاد مین / چبھتا ہی میرے پاؤن مین کانٹا گلاب کا

صیاد آج چاک قفس کچھ تو کھول دے / گلشن مین بج رہا ہی کٹورا گلاب کا

ورزش جو کرتے ہین کبھی رندان بادہ خوار / بنجاتا ہے زمین پہ تپلا شراب کا

ساقی جو تیرے ہاتھ سے ہو دور آفتاب / بڑھجاے اور لطف شب ماہتاب کا

کیا یہ بھی تمکو ڈھونڈھتا پھرتا ہی دربدر / ہی دست چرخ مین جو چراغ آفتاب کا

سوز تپ فراق کہان اور کہان یہ آگ / میری طرح جلا نہ کلیجا کباب کا

لاؤن جو آپ اپنی لپٹین گلوریان / تیار ہے فلک پہ ورق آفتاب کا

میکش وہ ہون کہ دیکھ کے رندان بادہ خوار / کہتے ہین میرے جسم کو تپلا شراب کا

بیہوش ہون جو چشم خمارین کی یاد مین / دینا عوض گلاب کے چھینٹا شراب کا

ساقی جو تیرے ہجر مین اک گھونٹ بھی پیون / لگجاے ایک آن مین کانٹا شراب کا

وہبی اگر کرینگے نکیرین کچھ سوال / کہدونگا یہ غلام ہون مین بوتراب کا

خوشنما خال ہین اوسکے تہ ابرو پیدا مین کعبے مین ہوسے مردم ہندو پیدا

تو نہان تھا تو یہان پیش نظر تھا سب کچھ سب ہوا آنکھ سے پنہان جو ہوا تو پیدا

جب ہوئی جوشش گریہ تو ہوی نہر چمن آہ نکلی تو ہوا سرو لب جو پیدا

صبر فرمائی فرقت مین ذرا حضرت دل وصل کا کوئی تو ہو جائیگا پہلو پیدا

عیب بینی کی بڑھی مشق یہ اون آنکھون کو چشم آہو مین بھی وہ کرتے ہین آہو پیدا

چال سے آپکے بھونچال تو ہے عالم مین اب قیامت نکرے قامت دلجو پیدا

حرف مطلب کو وہ محسن حسن کے یہ فرماتے ہین کیجیے پہلے مرے دل پہ تو قابو پیدا

بیگنہ جب مجھے قاتل نے کیا تیغ سے قتل چشم جوہر سے ہوسے خون کے آنسو پیدا

موشگافی یہ کمر شاعرون نے باندھی لاکھ نہوا وصف کمر کا کوئی پہلو پیدا

دست نازک سے جو قاتل کو پڑے اوچھے وار ہوگیا جامۂ تن پر مرے آلّو پیدا

عاشق چشم تھا لیلی کا عجب کیا ہے اگر قیس کی خاک سے ہون دشت مین آہو پیدا

کیا عجب تیر شرر آہین دم گریہ نکلین بیشتر ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا

آتشین رخ کے تصور کی حرارت دیکھو ✦ دل جو اَمڈا نہوے نام کو آنسو پیدا

ہوگیا صاف یقین دیکھ کے دنبالۂ چشم نیلگون ہے رسن گردن آہو پیدا

کیون نہو رشک چمن اپنی مسہری شب وصل تیری موباف کے پھولون سے ہے خوشبو پیدا

حکم دی رقص کا گر وہ شہ خوبان **ولی**
پاے زہرہ مین ثریا کے ہون گھونگھرو پیدا

کرم مجھ پر بھی اے رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا کسی شب مین بھی ہم بستر اگر ہوتا تو کیا ہوتا

مری برگشتہ بختی سے وہین الٹی ہوا چلتی اگر پیک صبا بھی نامہ بر ہوتا تو کیا ہوتا

سونگھاتا کون ہمکو نکہتِ زلفِ معنبر کا
اگر عشقِ بتان سے دردِ سر ہوتا تو کیا ہوتا

شبِ وصل دیتے زاہد نعرۂ اللہ اکبر سے
کسی شب مہربان گر وہ قمر ہوتا تو کیا ہوتا

رقیبِ روسیہ سب ڈوبتے اشکون کے دریا مین
یہ احسان گر تمہارا اے چشمِ تر ہوتا تو کیا ہوتا

نشانہ غیر کو تمنے بنایا چھوڑ کر مجھکو
ہدف تیرِ مژہ کا یہ جگر ہوتا تو کیا ہوتا

ستم ہے کیطرح سے وہ بھی ڈھلتا نشہ مین وہبی
عکس کا ہمدم پیمانہ مین گر ہوتا تو کیا ہوتا

کب معرکۂ شعر سے سرکا قدم اپنا
ہے تیغِ دو دم سے کہین بڑھکر قلم اپنا

دکھلائین جو ہم آہ کے تیشے کی روانی
فرہاد ابھی دوڑ کے چومے قدم اپنا

کل گور مین مٹی پہ پڑا ہوگا تو منعم
کیون آج دکھاتا ہے یہ جاہ و حشم اپنا

ہون زندۂ جاوید ابھی خضر کی صورت
گر آپکے قدمون پہ نکلجاے دم اپنا

مدت سے ادھر آتی نہین انکی سواری
کس دن وہ غریبون پہ کرینگے کرم اپنا

رہتے ہین غنی عشق کی دولت سے ہمیشہ
سمجھے ہین ہر اک داغِ جنون کو درم اپنا

بیگانے ہوے عشق مین ہم عقل و خرد سے
اک رات تو خلوت مین وہ ہوتا صنم اپنا

کب ہوگی سرسبز مری کشتِ تمنا
برسائینگے کس روز وہ ابرِ کرم اپنا

افعی سے سیہ سار ابل اپنا ابھی مجھو سے
دکھلاے تری زلف اگر پیچ و خم اپنا

گو جی پہ بنے دم ترا بھرتے ہی رہینگے
دل تجھسے ہٹانے کے نہین کوئی دم اپنا

گر یون ہی رہی زلفِ گرہ گیر کی الفت
گھٹ گھٹ کے نکلجائیگا اک روز دم اپنا

تنہائی کی ایذائین کہانتک کوئی جھیلے
جی جائین جو فرقت مین نکلجاے دم اپنا

کب یاد نہین آتی ہے اوس حور کی صورت
کس دم نہین آتا ہے آنکھون مین دم اپنا

روئیگی وہی بیٹھ کے بالین پہ ہمارے
خبر شمع لحد اور کسے ہوگا غم اپنا

بعد اپنے کریگا کوئی کیا منزلت اسکی
لیجائینگے ہم قبر مین ساتھ اپنے غم اپنا

کیون شوق شہادت نہ بڑھے دلکو ہمارے
قاتل ترے خنجر پہ نکلتا ہے دم اپنا

برباد گئی عمر عبث عشق مین وہبی
بیگانہ وہ نکلا جسے سمجھے تھے ہم اپنا

چھد گیا ہے یار کے تیر نظر سے دیکھنا
خون ٹپکتا ہے مرے زخم جگر سے دیکھنا

آنکھ بھر کر بھی نہین وہ دیکھتے میری طرف
ہو گئے نالے مرے خالی اثر سے دیکھنا

لوگ کاٹینگے گلا بانکی ادا پہ آپکی
قتل عالم ہوگا اس ترچھی نظر سے دیکھنا

بارش اسکی ہر برس ہے اوسکی ہو برسات مین
ابر شرمائیگا میری چشم تر سے دیکھنا

قتل کرکے مجکو وہ بھولینگے سب سفاکیان
نیمچہ کھلجائیگا اونکی کمر سے دیکھنا

جب کسی جانباز کی پڑ جائیگی تمپر نظر
بھول جاؤگے یہ دزدیدہ نظر سے دیکھنا

یاد لب مین لخت دل نکلینگے ہر آنسو کے ساتھ
لعل پیدا ہونگے اس کان گہر سے دیکھنا

مین نے حال افتادگی کا اوسمین لکھا تھا تمام
گر گیا ہے خط کہین کیا نامہ بر سے دیکھنا

وجد کی حالت ہے اک پازیب کی جھنکار سے
پھینکدو کون جاتا ہے ادھر سے دیکھنا

مشق نے نالے کرونگا یاد کاکل مین اگر
سانپ نکلینگے ہر اک دیوار و در سے دیکھنا

مین کمند آہ سے پہونچا تو وہ کہنے لگا
آگیا گھر مین مرے وہبی کدھر سے دیکھنا

نور [illegible] کا اسپہ نمایان ہو گیا
جسکا ہر ذرہ چمک مین مہر تابان ہو گیا

گیا [illegible] آگئی [illegible] مین فصل بہار
پیرہن سے ہر گل بوٹے وحشت سے گریبان ہو گیا

یادِ چشمِ سرمگینِ یار مین رویا جو مین
اسقدر رویا پڑا اشکون کا طوفان ہوگیا

کر دیا جامے سے باہر مجھکو شوقِ قتل نے
نیمچہ جب ہاتھ مین قاتل کے عریان ہوگیا

بیگناہی نے اثر دکھلا دیا ہنگامِ ذبح
جوہرِ شمشیرِ قاتل چشمِ گریان ہوگیا

خط ہوا جب یار کے روئے کتابی پر عیان
بولے سب لوگ اب یہ با تفسیر قرآن ہوگیا

قتل کی حسرت مین ایسا محو تھا ہر دم مجھے
خنجرِ قاتل ہلالِ عیدِ قربان ہوگیا

جان آسانی سے نکلی آئے وہ ہنگامِ نزع
وقتِ مشکل کا مری کیا مجھہ پہ آسان ہوگیا

دی انگوٹھی اپنی اوس بلقیس طلعت نے مجھے
ابتو اپنے عہد کا مین بھی سلیمان ہوگیا

اپنے مطلب تک تو وہ کرتا رہا دانائیان
جب مرے مطلب کا وقت آیا تو نادان ہوگیا

کہتے ہین عاشق ہجومِ خالِ ہندو دیکھکر
ابتو سورج گنڈ یہ چاہِ زنخدان ہوگیا

لے لیا بوسہ بھی گر اونکا تصور مین کبھی
غیرتِ نیلم لبِ لعلینِ جانان ہوگیا

کوئی صورت زیست کی وہبی نظر آتی نہین
دوست سمجھے تھے جسے وہ دشمنِ جان ہوگیا

کسیدن دیکھیہ لو عالم مری بیتابیٔ دل کا
تماشا دیکھنا منظور ہے گر رقصِ بسمل کا

اگر یاد آگیا اکدم تڑپنا مجھہ سے بسمل کا
ہر اک جوہر بنے گا چشمِ گریان تیغِ قاتل کا

گنہگارون پہ اپنے گر چلے گی تشنہ ہو ہو کر
یقین ہوتا ہے دم چڑھ جائیگا شمشیرِ قاتل کا

وہ گریان تھا اثر باقی ہے جسکا بعد مردن بھی
ٹپکتا ہے نہاتے ہین اگر کاسہ مری گِل کا

شہادت تو ملی لیکن برا ہو سخت جانی کا
رہیگا درد دل مین صدمۂ بازوی قاتل کا

دکھاوو آخری دیدار آسانی سے دم نکلے
نہین مشکل ہے کچھہ آسان ہونا میری مشکل کا

نماز اپنی قضا ہوجائیگی کعبہ مین اے واعظ
دمِ تکبیر گر دھیان آگیا ابروے قاتل کا

شہیدِ تیغِ ابرو جانتے تھے دوست گر مجکو
کفن دینا تھا دامانِ نگاہِ نازِ قاتل کا

ہماری سخت جانی سے ہوئی خفت اوسے حاصل
اسی باعث سے مُنہ اوترا ہوا ہے تیغِ قاتل کا

صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ تک نہین باقی
دی گردن پہ یہ احسان ہے شمشیرِ قاتل کا

تیرے اے رشکِ لیلی کیون نہ مجنون جینِ بشرِ عاشق
بنا ہے پردہ چشم پری سے پردہ محمل کا

تو ہی شوقِ شہادت کچھ ہماری دستگیری کر
قدم اوٹھتے نہین اور ہے ارادہ کوے قاتل کا

ڈرو دلمین خدا کا خوف کرنا تمکو لازم ہے
بتو اچھا نہین مسمار کرنا کعبۂ دل کا

نہ چار آنکھین کسی سے کین جلا وہ شعلہ رو اوٹھکر
بجا رونا ہے یہ آٹھ آٹھ آنسو شمعِ محفل کا

ترے بیمار کو حبِّ شفا کی کیا ضرورت ہے
ابھی صحت ہو گر بوسہ ملے رخسار کے تِل کا

گلے سے جسطرح طوق گلو کو میری الفت ہے
رہیگا پاؤن سے بھی سلسلہ قائم سلاسل کا

بتانِ سنگدل کے دلمین ہر دم یاد رہتی ہے
تعجب کیا اگر ہو جائے مجکو عارضہ سِل کا

نہ کیونکر نور افزائے نگاہِ عشقبازان ہو
تمھاری زلفِ دُودہ سے ہے چراغِ ماہِ کامل کا

تلاش اک رشکِ لیلی کی ہے ایسی دشتِ وحشت مین
کہ مجکو ہر بگولے پر گمان ہوتا ہے محمل کا

ہزار اے جان تم چاہِ ذقن پر زلف لٹکاؤ
نکلنا سخت مشکل ہے ہمارے یوسفِ دل کا

ہماری آہ بجلی کیطرح تڑپے گی اے وہبی
بنے گا آسمان جسوقت دودِ تپش دل کا

توسنِ جوشِ جنون خواہان ہے پھر مہمیز کا
سامنا ہونا ہی پھر اک دشتِ وحشت خیز کا

فرقتِ ساقی مین جوشِ چشمِ تر دیتا ہے رنج
یاد آتا ہے چھلکنا ساغرِ لبریز کا

بعد مُردن بھی جو تھا سر مین مرے جوشِ جنون
بنگیا آخر بگولا دشتِ وحشت خیز کا

فصلِ گل آئی ہے ہو جائے نہ اپنا خون گناہ
ساقیا بھر بھر کے دے ساغر شرابِ تیز کا

بوسے لیتا ہون اونکی چشم زہر آلود کے
مین وہ ہون بیمار جو خوگر نہین پرہیز کا

جبسے ہم عاشق ہوے ہین تیرے او شیرین ادا
نام بھی لیتا نہین ہے کوئی اب پرویز کا

اپنے مقتل کیطرف آئے اگر وہ شہسوار
ہم وہان زخم سے چومین قدم شبدیز کا

منزل ہستی سے تا ملک عدم پہونچین کہین
اب سمند زندگی محتاج ہے مہمیز کا

وصف خط سبز اے وہبی رقم کرتے ہین ہم
سجا گیا ہے لہلہانا سبزۂ نوخیز کا

نام عنقا جسان ہو رہبر کا
کس سے پوچھون پتا ترے گھر کا

اونکے مژگان مری رگ جان پر
کام کرتی ہے نوک نشتر کا

میری آہون کا چھایا ہے یہ دھوان
ہے یقین جسپہ چرخ اخضر کا

ڈوب جائیگی نوح کی کشتی
ہے یہ طوفان دیدۂ تر کا

آئینہ میرے ہاتھ سے دیکھو
دو مجھے مرتبہ سکندر کا

میری بار آتے ہی تھکا قاتل
بوجھ اوترا نہ آج بھی سر کا

دوسرے در پہ ہے سوال حرام
مین گدا ہون فقط ترے در کا

کہین ایسا ہو وعدۂ دیدار
منتظر ہون مین روز محشر کا

ابر تر جسکو لوگ کہتے ہین
ہے وہ رومال دیدۂ تر کا

مے پلائین جو اپنے ہاتھ سے وہ
حور سے جام لون نہ کوثر کا

سخت جانی سے مجکو خوف یہ ہے
منہ نہ پھر جاے اونکے خنجر کا

قسمت اولٹی جو پھر گیا ساقی
مجھ تک آیا نہ دور ساغر کا

اسقدر داغ ہجر جلتے ہین
میرے سینے پہ شک ہے مجمر کا

فصلِ گُل ہی مین جورِ گلچین سے
لُٹ گیا قافلہ گلِ تر کا

تکھنؤ پھر ہو رشکِ بزمِ فلک
کہین جو چمکے ستارہ اختر کا

قتل پہ میرے فرطِ شادی سے
دم پھڑکتا ہے اونکے خنجر کا

کسکو خوش آے ہجر مین برسات
کام کرتی ہے بُوند اخگر کا

دل سہے گا بتون کے صدمہ ہجر
کام شیشہ کریگا پتھر کا

کاٹنے کھاتا ہے گھر جدائی مین
در پہ دھوکا ہے مجھکو اژدر کا

چودھوین شب کی چاندنی پہ مجھے
ہے گمان اونکی میلی چادر کا

ابر آیا ہے جھوم کر ساقی
آج ہو دَور دَورِ ساغر کا

وہی آسان کریگا سب مشکل
در او کھاڑا ہے جسنے خیبر کا

دولتِ فقر نے کیا ہے غنی
نہین بندہ مین بندۂ زر کا

اونکے کانون مین دیکھکر موتی
ہے گمان مجکو کانِ گوہر کا

بھیجکر اونکو خطِ شوقیہ
خون گردن پہ لون کبوتر کا

شیخ جی آئیے شراب پیئین
ہو چکا خوف روزِ محشر کا

پھر گئے آکے وہ مرے گھر تک
پھیر ہے یہ مرے مقدر کا

لبِ لعلین کی دیکھکر سُرخی
کیون نہ دل خون ہو لعلِ احمر کا

شوق ہے عاشقی کا دل مین اگر
سُنیے قصہ گُل وصنوبر کا

وہ جو کھولے یہ بے نقاب چہرہ حسین
مُنہ اوتر جاے مہرِ انور کا

مجکو تشنہ گلو کیا جو حلال
دل ہوا آب آب خنجر کا

نیلے پیلے وہ ہم پہ ہوتے ہین
یہ بھی ہے ظلم چرخِ اخضر کا

ملگئی جان خاک مین اپنی / گیا گیا اوس محبت ستمگر کا
باندھکر خط یہ مانگتا ہوں دعا / پر نہ ٹوٹے کوئی کبوتر کا
سہتے سہتے بتون کے رنج فراق / اب کلیجا ہوا ہے پتھر کا
اسقدر نامہ بر جلال ہوئے / نام باقی نہین کبوتر کا
آئنہ دیکھکر لیا منہ پھیر / کر سکے سامنا نہ ہمسر کا
آپ سر کاٹ دونگا قاتل کو / مین نہ احسان لونگا خنجر کا
سرد ہو جاے آگ دوزخ کی / ڈالون سایہ جو دامن تر کا

ترے دریاے اشک سے وہبی
پاٹ گھٹ جائیگا سمندر کا

آغاز عشق ہی مین خفا وہ صنم ہوا / اپنا نہال مین نمو مین قلم ہوا
فصدون سے اور جوش جنون مبدم ہوا / طاقت رہی جو خون بدن اپنا کم ہوا
گرم خرام ناز جو وہ دو قدم ہوا / ہر ایک پائمال یہ بر پا ستم ہوا
حاصل جو طوف کعبہ کوئے صنم ہوا / سمجھا مین آج حاجی بیت الحرم ہوا
مضمون نہ مجھ سے موی میان کا رقم ہوا / جبتک کہ ہاتھ مین نہ مرے موقلم ہوا
ناآشنا کجی سے ہین جو راست باز ہین / دیکھو کمان کی طرح کبھی تیر خم ہوا
کیون ہو فزون نہ حسن تراش و خراش سے / چھیلا چھلا وہ خوب نہ خنجر جو قلم ہوا
وحشت ہوئی جو کعبہ ابرو کی یاد مین / داغ سیاہ پھٹکے لباس حرم ہوا
گرم خرام راہ ہدایت ہوئے جو آپ / خضر رہ نجات نشان قدم ہوا
لکھون گا حال کچھ شب معراج کا فرو / جبریل کے پر کا میسر قلم ہوا

پوچھو نہ حال دولت اخلاق محبت سے مجھے
یہ مال وہ ہے صرف ہوا اور نہ کم ہوا

مین بھی ہون مالدار جنون کی بدولت آج
جو داغ تھا بدن پہ مرے وہ درم ہوا

پھانسی سی کیونگے کوئی قتل ہوگا بہم
پھر لب پہ ہی وہ زلف پھر ابرو وہ خم ہوا

نالہ کیا ہجوم الم مین تو ہو لا دل
وہ آئی فوج غم وہ نمایان علم ہوا

واقدری آب خنجر قاتل کی تشنگی
زخمون کا لب سے لب کسیدن بہم ہوا

نوبت مری بھی ہوتی اہل دول کیطرح
اچھا ہوا نہ صاحب طبل و علم ہوا

اس ہی سوا کریگا جنون کیا فضیحت اور
رسوا میان کوچہ و بازار کم ہوا

عیسی بھی کرتے کرتے علاج اپنا تھک گئے
درد جگر بگر نہ کسیطرح کم ہوا

منزل پہ پہونچا یا کہ نہ پہونچا خبر نہین
جو قافلہ روانہ ملک عدم ہوا

وہ بیخبر ہین ہمکو خبر اسکی بھی نہین
کسکو خوشی جہانمین ہوئی کسکو غم ہوا

ہم بندۂ شربت کو نہین مملکت نشین
دو چار جام پی سے لیے جسنے وہ جم ہوا

پوچھی کسی نے بات بھی اسکی نہ ایکدن
دنیا مین کیا خراب مرے بعد غم ہوا

ایک ایک کرکے چند دنون مین یہ موت کھا گئی
کیا رفتہ رفتہ مجمع احباب کم ہوا

دکھلائی طرفہ شان تلون نے یار کے
برق غضب کبھی کبھی ابر کرم ہوا

بر تیغ مین انکی عمر بسر اپنی ہو گئی
راحت ہوئی جہانمین مجکو نہ غم ہوا

وحشی کے بعد سیکڑون سر کاٹے سہل سے
خنجر کسو کو چاٹ کے کیا تیز دم ہوا

خوار وہ بلبل بھی سر بازار ہو چکا
ہونا تھا جو عشق مین اسے یار ہو چکا

مصحف کا بوسہ لیا عارض کی یاد مین
دو مجھکو کچھ سزا مین گنہگار ہو چکا

ساقی کی چشم مست نے بیہوش کردیا
اب ہین صدائے صور سے ہشیار ہوچکا

جان بخش بھی جو آپکے لب ہین تو کام کیا
اب تو مین اپنی زیست سے بیزار ہوچکا

اے حضرتِ مسیح کچھ اپنی دوا کرو
اچھا تپِ فراق کا بیمار ہوچکا

باتون مین پھر حجاب سے کیا فائدہ حضور
درپردہ جب کہ وصل کا اقرار ہوچکا

مختار قتل کرنے نہ کرنے کے آپ ہین
مین ایک بوسے کے گنہگار ہوچکا

حافظ خدا ہے ساری خدائی کی جان کا
آمادہ قتل پہ وہ ستمگار ہوچکا

واجب ہے رحم عاشقِ بیدل کے حال پر
اقرارِ وصل کیجیے انکار ہوچکا

ٹھانی ہے اوس پری نے لڑائی وصال مین
ہنگامہ ایک بوسے پہ سو بار ہوچکا

آنکھ اشتیاقِ دید مین در پر لگی رہی
جسوقت بند روزنِ دیوار ہوچکا

بوسے پہ جان لینے کی نیت ہے واہ واہ
بس بس حضور بندہ خریدار ہوچکا

روندین رقیب سبزہ ترے خانہ باغ کا
پامال یان تو وادیٔ پرخار ہوچکا

تردامنی کا رندون کو طعنہ نہ دیجیو
زاہد تو دخترِ رز سے گرفتار ہوچکا

وہبی ہے عشق اک بتِ خودسر کی زلف کا
پابندِ شرع اب یہ گنہگار ہوچکا

بیان کس سے کرین اندوہِ فرقت ہم جوانی کا
نہین معشوق کے چھٹنے سے صدمہ کم جوانی کا

ضعیفی مین تصور کرتے ہین جب ہم جوانی کا
تو چھالے ڈالتا ہے دلکو تیرِ غم جوانی کا

زبان سے کیا بیان ہو دل پہ جو اب گذرتی ہے
کلیجے سے کوئی پوچھے ہمارے غم جوانی کا

سوائے عیش کوئی فکر دنیا کی نہین ہوتی
عجب کچھ ولولہ انگیز ہے عالم جوانی کا

ضعیفی آتے ہی سامانِ راحت سب ہوئے رخصت
ہزار افسوس کیا دفتر ہوا برہم جوانی کا

نہ پوچھو حال کچھ میخواری و شاہد پرستی کا
یہ ذکر اون روزون کا ہے جبکہ تھا عالم جوانی کا

بجا کہتے ہین ذکرِ عیش نعمتِ عیش ہوتا ہے
کیا کرتے ہین اس سے تذکرہ ہر دم جوانی کا

گئی ایسی کہ پھر دیکھا نہ غافل نے ادھر پھر کر
کرین کس سے سوا پیری کے شکوہ ہم جوانی کا

نہ کھانے کا مزہ وہ ہے نہ پانی کی وہ لذت ہے
حلاوت لیگیا سب زیست کی عالم جوانی کا

بہت اس بیوفا کے عہد مین راحت اوٹھائی ہے
بجا ہے عمر بھر کیجے اگر ماتم جوانی کا

غمِ پیری ہی سے ہوتی نہین فرصت بیان دم بھر
جو دے مہلت فلک تو کیجیے ماتم جوانی کا

بشر کو نیک و بد تک سوجھتا اپنا نہین ہرگز
نہین کچھ نشۂ صہبا سے نشہ کم جوانی کا

کہان جوش و خروش اب کہان وہ ولولے دلکے
ضعیفی کا ہوا اب دور گیا عالم جوانی کا

کرے انسان قدر آج اسکی کل پچھتایا پھر تو کیا
حقیقت مین غنیمت ہے نہایت دم جوانی کا

سفیدی آتی ہی بالون پہ سب رخصت ہوئے عاشق
ہوا ہے سلسلہ کیا درہم و برہم جوانی کا

جوان جتنے ہین دنیا مین وہ اکدن پیر بھی ہونگے
عبث وہبی کیا کرتے ہو اتنا غم جوانی کا

اسقدر مین موردِ لطف و عنایت ہو گیا
جب اوٹھا دستِ دعا وا بابِ رحمت ہو گیا

مانگنے سے بھی نہ پھیرا بے مروت ہو گیا
اسکو مین دل دیکے اپنا اہلِ حاجت ہو گیا

موجزن اونکا اوسی دم بحرِ رحمت ہو گیا
سر سے کچھ اونچا اگر آبِ ندامت ہو گیا

اپنے گھر مین مری کل تک تھی کچھ روک ٹوک
آج وہ دن ہے کہ محتاجِ اجازت ہو گیا

بھولا یکتائی کا دعوی دوسرا آیا نظر
آئنہ دیکھا تو وہ خود محوِ حیرت ہو گیا

اب نہین پہچان سکتے مجکو صورت آشنا
رنج سہتے سہتے آخر غم کی صورت ہو گیا

بعد میرے سوزِ دل شنکر اونھین رحم آ گیا
دودِ دل تربت پہ میری ابرِ رحمت ہو گیا

وہ تو اسپنے گھر چلے ہم جانبِ ملکِ عدم — نالۂ مرغِ سحر یاں کوسِ رحلت ہو گیا

جی اوٹھے مردے صدا خلخالِ پا کی سنتے ہی — دو قدم چلنا تمھارا اک قیامت ہو گیا

حشر کے دن بھی نہ چونکونگا صدائے صور سے — کیا ہی خوابِ مرگ مجکو خوابِ راحت ہو گیا

کب ملا آرام اکدم اسکے ہاتھون سے مجھے — یہ دلِ نالان تو میرے جی کو آفت ہو گیا

حور بنکر آئے تربت مین ترے منکر نکیر — مجکو تو کنجِ لحد بھی قصرِ جنت ہو گیا

بعد مردن بھی ہے اوس روئے منور کا خیال — نالہ جو نکلا دہن سے شمعِ تربت ہو گیا

نامۂ اعمال بالکل آنسوؤن نے دھو دیا — مجھکو میرا دیدۂ تر ابرِ رحمت ہو گیا

فقر کی دولت سے اب دن رات رہتے ہین غنی — گنج سے ہمکو زیادہ کنجِ عزلت ہو گیا

اوس پری کی زلف کے سودے مین جب پایا ضعیف — اور بھی نو روزن پہ اپنا جوشِ وحشت ہو گیا

حضرتِ وہبی سہو گے کسطرح رنجِ فراق — صبر اک مونس تھا اب تو وہ بھی رخصت ہو گیا

ہم سخن جس سے وہ یارِ بے دہان ہو جائیگا — چار باتین سنکے اوسکی عیب دان ہو جائیگا

لیگا جب بوسہ دہن کا نکتہ دان ہو جائیگا — خطِ عارض دیکھکر تفسیر خوان ہو جائیگا

وہ قمر طلعت جو آنکھون سے نہان ہو جائیگا — تیرہ و تار اپنی نظرون مین جہان ہو جائیگا

جبکہ اونچا میری آہون کا دھوان ہو جائیگا — آسمان اک اور زیرِ آسمان ہو جائیگا

رنگ پر آنے تو دو اوس شوخ کا حسنِ شباب — پیر بھی دیکھے گا اوسکو تو جوان ہو جائیگا

اپنی مہتابی پہ ہوگا ماہرو جب بے نقاب — عکسِ رخ سے چاندنی چوک اک جہان ہو جائیگا

حجِ اکبر جو کہ سمجھے ہین طوافِ کوے یار — سنگِ اسود اونکو سنگِ آستان ہو جائیگا

تولتے ہین تیغِ ابرو ہمکو ہر دم دیکھکر — دیکھیے کسدن ہمارا امتحان ہو جائیگا

وصل کی امید پر عاشق کی ہو کسطرح زیست
ایک دن اتنا نفرمایا کہ ہان ہو جائیگا

میرے بالاخانے پر آئیگا جب وہ مہروش
چرخ چارم سے بھی بالاتر مکان ہو جائیگا

وصل کی شب ہے سحر کی توپ چھوٹے گی اگر
رنگ رخ میرے بھی چہرے سے دھوان ہو جائیگا

صور پھونکا چاہتا ہے یہ دل نالان مرا
اب تہ و بالا زمین و آسمان ہو جائیگا

گر تلاش اوس یوسف گم گشتہ کی یون ہی رہی
جسم خاکی اپنا گرد کاروان ہو جائیگا

گر یون ہی ایجان جان ہم سے رہوگے دور دور
چار ہی دن مین فراق جسم و جان ہو جائیگا

اونکی ہونٹھون پر ذرا جمنے تو دو رنگ مسی
آتش یاقوت سے پیدا دھوان ہو جائیگا

بار خاطر وقت آخر گر مجھے سمجھینگے آپ
دوش پر احباب کے مردہ گران ہو جائیگا

دیکھنا تیر نگہ وہبی نہو گوشہ نشین
گر یون ہی کھینچوگے چلے قد کمان ہو جائیگا

نخل امید مین ثمر آیا
حسن اونکا مراد پر آیا

قصد کعبہ تھا دیر مین پہونچا
کس طرف دھیان تھا کدھر آیا

رویا یاد میان یار مین جب
سیل اشکون کا تا کمر آیا

واسطہ گو دیا پیمبر کا
نہ مرا پھر کے نامہ بر آیا

کر دیا کشتہ چرخ نے لیکن
نہ بغل مین وہ سیمبر آیا

خوب دیکھا مگر سوا تیرے
نہ کوئی دوسرا نظر آیا

جان دی ہمنے درد فرقت سے
نہ خبر کو وہ بےخبر آیا

صبح کی ہمنے تارے گن گن کر
پر وہ مہرو نہ رات بھر آیا

کٹ گئی باتون ہی مین وصل کی رات
مدعا دل کا کچھ نہ بر آیا

جب دیا اوسنے بھر کے غیر کو جام
خون آنکھوں مین میری بھر آیا

ہوگئی شرم مانعِ وصلت
رحم بھی اونکو مجھہ پہ گر آیا

نظرِ چرخ سے گرا خورشید
مہوشِ اپنا جو بام پہ آیا

اپنے دل مین یہ سوچ لو وہبی
جان جائیگی دل اگر آیا

جلا تمام بدن پر نہین دھوان پیدا
طلسم آتشِ غم سے ہوا یہان پیدا

ہزارون کھائیگا چکر یہ چرخ پیر تمام
نہو گا آپ سا دنیا مین نوجوان پیدا

بلند ہوینگے اگر میرے نالۂ سوزان
فلک پہ ہوگا ابھی شور الامان پیدا

تلاش مین کسی یوسف کی خاک اوڑائی بہت
مگر ہوئی نہ کہین گردِ کاروان پیدا

نہ ساتھہ چھوڑا کبھی گردشِ مقدر نے
جہان گیا مین ہوا ایک آسمان پیدا

پیام جاتے ہین در پردہ روز غیرون کو
ہوے ہین ایسے ہین اونکے قدردان پیدا

تمھاری ابروے پرخم کو دیکھکر سمجھا
براے ناوکِ مژگان ہوئی کمان پیدا

بھرے ہین مانگ مین اوس ماہ وش کی یون موتی
فلک پہ ہوتی ہے جسطرح کہکشان پیدا

وہ ماہ وش جو یون ہی بر سرِ جفا در ہا
کرونگا مین بھی کوئی اور مہربان پیدا

شبِ وصال ہم آغوش تک نہین ہوتے
نیا حجاب کیا تمنے مہربان پیدا

شبِ فراق مین بھرتا نہین ہون مین آہین
یہ بار وصل کی کرتا ہون نردبان پیدا

وہ صنعت کی کھائیگا وہبی کریگا جو تقلید
مگر سکینگے سخنور مری زبان پیدا

آتشِ غم سے اگر ہر عضوِ تن جلجائیگا
دیکھکر مجنون مرا دیوانہ بن جلجائیگا

وہ جماتے ہین لب لعلین پہ لاکھا پان کا
آتش حسرت سے اب لعل یمن جلجائیگا

باغ مین وہ رشک گل ہو جائیگا گر بے نقاب
رنگ عارض دیکھکر رنگ چمن جلجائیگا

نالۂ آتش فشان یون ہی رہینگے گر بلند
دیکھ لینا ایک دن چرخ کہن جلجائیگا

کعبہ بہتر ہے نہین جسمین کوئی اے یار رقیب
بتکدے مین جاؤنگا تو برہمن جلجائیگا

یاد رکھنا سوز فرقت سے جلیگی تو سدا
کوئی پروانہ جو اے شمع لگن جلجائیگا

نتھ کے بدلے کیل پہنو ناک مین اے بحر حسن
آتش رخسار سے دُرِّ عدن جلجائیگا

آتش افروزی پہ باندھینگے اگر عاشق کمر
شعلۂ آواز بلبل سے چمن جلجائیگا

سوز فرقت گر کریگا آتش افروزی یون ہی
شمع سان وہبی ترا سارا بدن جلجائیگا

جھڑکی نہین دیتے ہین کہ غصا نہین ہوتا
عاشق پہ ستم وصل مین کیا کیا نہین ہوتا

بدنام ہوا کرتے ہین گو عشق مین عاشق
پر میری طرح کوئی بھی رسوا نہین ہوتا

جز شربت دیدار کرو لاکھ دوائین
بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

خلخال کی آواز سے چونک اوٹھتے ہین مردے
کب حشر ترے کوچے مین برپا نہین ہوتا

باد سحری سے کوئی غنچہ نہین کھلتا
جب تک کہ ترا بند قبا وا نہین ہوتا

رہتا ہے تصور جو اک آئینہ جبین کا
حیرت نہین ہوتی ہے کہ سکتا نہین ہوتا

کب یار کے مژگان کا تصور نہین وہبی
کب جسم مرا سوکھ کے کانٹا نہین ہوتا

ہر لفظ مین عالم ہے عقیق یمنی کا
مداح ہون مین جب سے رسول مدنی کا

خوشبو نے تری زلف کی دکھلائی یہ تاثیر
خون ناف مین بستہ ہے غزال ختنی کا

گر تیرے اس سے نہین مونہہ کھولتے لالۂ گل
غنچون مین بڑا عیب ہے گندہ دہنی کا

کس طرح سے ہو مکین نہ تری کرتی کی کلیان
اقرار ہے ہر گل کو تری گلبدنی کا

کھاتے ہین کھلاتے ہین سبھی دولتِ دنیا
رہتا ہے تہِ خاک سدا مال دفی کا

شیرین کے دلِ سخت مین کچھ بھی نہ جگہ کی
فرہاد اثر دیکھ لیا کوہ کنی کا

تم سونے لگے تانکے وہان غیر کے ہمراہ
اور ہمکو یہان شغل رہا سینہ زنی کا

دل میرا وہ توڑے تو نہین اسکا گلا کچھ
ہے خوف مجھے یار کی خاطر شکنی کا

دعوی کا ہے ترے لب پہ اگر لعل کا اے ماہ
ہر دانت پہ شک ہے مجھے ہیرے کی کنی کا

کانٹے کی طرح جسم مین چبھتی ہے رگِ گل
یہ رنگ ہے اب یار کی نازک بدنی کا

تم لب پہ جمایا نکرو پان کا لاکھا
دل خون ہوا جاتا ہے عقیقِ یمنی کا

اب گالیان دیتے ہین سرِ بزم وہ لاکھون
ملتا ہے صلا مجھکو مری کم سخنی کا

ہندو نے اسلام کیا ترک جو وہبی
کیا عشق ہوا اسکو کسی راجنی کا

جبتلک مجھ سے مکدر وہ بتِ پرفن رہا
دشمنون کا ذکر کیا ہے دوست بھی دشمن رہا

کون ہین جو حسن کو کہتے ہین چلتی پھرتی چھاون
ایک صورت پر ہمارے یار کا جوبن رہا

جب ہوئی وحشت کسی پردہ نشین کے عشق مین
پردہ پوشِ جسمِ عریان دشت کا دامن رہا

ہوگئین تھین وصل کی شب مجھسے کچھ گستاخیان
عمر بھر اتنی خطا پر مجھ سے وہ بدظن رہا

محو تھا یہ وصفِ لبہائے مسی آلودہ مین
پیشِ چشم اپنے ہمیشہ تختۂ سوسن رہا

زندگی بھر مین اوسے جائے حرم سمجھا کیا
مونہہ سوئے کوئے صنم اس سے پس مردن رہا

اے جنون قائل ہون کیونکر تری امداد کا
چین ہاتھون کو نہ آیا جبتلک دامن رہا

ایک دم بھولا نہین ہمکو خیالِ زلفِ یار / خانۂ دل مین ہمارے مار کا مسکن رہا

ابر آ آکر برستا ہے فقط برسات مین / چشمِ گریان سے مری ہر فصل مین ساون رہا

نافِ اوس دریاے خوبی کے تصور مین ہی / ہاتھ مین گویا مرے گرداب کا دامن رہا

احتیاجِ روشنی گورِ غریبان پر ہو کیا / راتون کو داغِ جنون شمعِ سرِ مدفن رہا

اسقدر صدمے دیئے وسی بتانِ ہند نے / بار ہا عزمِ سفر اپنا سوے لندن رہا

احسان یہ مجھ پہ ہے مرے بختِ سعید کا / دیکھا جو تمکو دیکھ لیا چاند عید کا

سرنامہ پڑھتے ہی کیا قاصد کا سر قلم / انعام یہ عطا ہوا خط کی رسید کا

رونے مین اونکا ابروے پر نور آیا یاد / دیکھا ہے ہمنے چاند محرم مین عید کا

دکھلا خدا کے واسطے دیدارِ آخری / آنکھون مین دم ہے یار ترے محوِ دید کا

رازِ نہان کھلے گا ہمارے بیان سے / محتاج ہے یہ قفل زبان کی کلید کا

سمجھا ہے مجھکو آنکھ کا تارا وہ ماہرو / یہ اوج دیکھیے مرے بختِ سعید کا

عنقا کا نام سنتے ہین دیکھا نہین مگر / کیونکر نشان ملے دہنِ ناپدید کا

وسی وہی تو روزِ جزا ہوگا سرخرو / مداح دل سے ہے جو حسین شہید کا

دلنشین عشقِ بتِ غارتگرِ دین ہو گیا / پہلے جو کعبہ تھا اب بتخانۂ چین ہو گیا

دیکھکر آئینہ جب وہ محوِ تزئین ہو گیا / خال کا دانہ سپندِ چشمِ بدبین ہو گیا

زیبِ مشق جب کہ وصفِ زلفِ مشکین ہو گیا / ہمنے جو نقطہ دیا وہ نافۂ چین ہو گیا

عکس اوس چہرہ کی افشان کا پڑا جب باغ مین / تاک کا ہر خوشہ رشکِ عقدِ پروین ہو گیا

پہلے میری جان ہی لینے پہ آمادہ رہا / کیا غضب ہے اب وہ کافر دشمن دین ہوگیا
عکس ہاتھوں پہ جو اوس رنگ طلائی کا پڑا / طائر رنگ حنا بھی مرغ زرین ہوگیا
آئنہ بنکر مہ و خورشید آئے روبرو / محو زینت جب وہ رشک لعبت چین ہوگیا
دیکھکر خال تیرا ابرو پہ ہوتا ہے گمان / خانۂ کعبہ مین داخل آہوے چین ہوگیا
کنج مرقد بنگیا گھر یاد کوئے یار مین / ظلمت تربت خیال زلف مشکین ہوگیا
دور ہمکو پاس پہلو کے بٹھایا غیر کو / کچھ نیا رسم اور نرالا اونکا آئین ہوگیا
کیون نہو سارا جہان تاریک آنکھون مین مرے / آنکھ کی پتلی سواد زلف مشکین ہوگیا
کیون نظر آئے نہ گلزار شہادت کی بہار / دامن قاتل ہمارے خون سے رنگین ہوگیا
خانۂ دل مین نہین کچھ احتیاج روشنی / شمع کافوری خیال ساق سیمین ہوگیا
راست رو سفلہ نہین رہتا پیادے کی طرح / چال ٹیڑھی ہوگئی جسوقت فرزین ہوگیا
دیکھو اوس سرو کو حاصل کیا کمال حسن ہے / نور تن بازو پہ رشک عقد پروین ہوگیا
پشت توسن پر گیا جسوقت وہ رشک مسیح / حور سے پر نور بڑھکر خانۂ زین ہوگیا
دامن نظارہ ہر ساعت ہے پھولون سے بھرا / گلشن حسن حسینان کا مین گلچین ہوگیا

وسی اوس معشوق کو عکس گل رخسار سے
لو مبارک دامن نظارہ رنگین ہوگیا

قیدی یہ دل زار ہے زلفونکی رسن کا / بی شبہہ خطا کی جو لیا نام ختن کا
موقوف ہو دم بھر مین مرے دل کا دھڑکنا / بوسہ کوئی ملجاے اگر سیب ذقن کا
ہم ملک عدم مین بھی گئے ڈھونڈھنے لیکن / عقدہ نہ کھلا اونکی کمر کا نہ دہن کا
آتی ہے نہ موت اپنی نہ آتا ہے وہ مہرو / اب مجھپہ ہے یہ ظلم نیا چرخ کہن کا

شب صبح کو وہ مہوش آیا سیر گلگشت
رنگ اوڑ گیا شبنم کی طرح روے چمن کا

وہ رخ پہ جو وسی کبھی لٹکاتے ہیں گیسو
آتا ہے نظر لطف مجھے چاند گہن کا

پھیرا تا حلق پہ خنجر ہے جو ٹھہرا ٹھہرا
رقص بسمل ہے قاتل کو تماشا ٹھہرا

نہوا حل کسی شاعر سے یہ عقدہ اب تک
دہن یار بھی اک طرفہ معما ٹھہرا

مصر میں اونکی زلیخا نے لگائی قیمت
تیری بازار مین یوسف کا نہ سودا ٹھہرا

مرض ہجر کی اوسنے جو خبر سن پائی
پھر نہ اک دم مری بالین پہ مسیحا ٹھہرا

سختیان ہجر کی مجھ سے نہ سہی جائینگی
اے ستم کیا ترا پتھر کا کلیجا ٹھہرا

جان بچنے کی بھلا کون ہو صورت وسی
تمکو دن رات نظر بازی کا لپکا ٹھہرا

مین جاتا آپ سے گر وصل کا پیام آتا
بولاتے آپ تو آنکھون سے یہ غلام آتا

نصیب بیعت پیر مغان اگر ہوتی
شراب پینے کو تو زاہد مدام آتا

وہ ایک بات بھی گر شاعرون سے کر لیتے
کسیطرح کا دہن مین نہ کچھ کلام آتا

نہ پھنستا خال کے دانے پہ اپنا طائر دل
تمھاری کاکل مشکین کا گر نہ دام آتا

کلیجا موہنھ کو بھی آتا جو ہجر مین وسی
مجال تھی کہ شکایت کا لب پہ نام آتا

جانب ترکین ابھی دل آتے آتے آئیگا
آئنہ اونکے مقابل آتے آتے آئیگا

لے چل اے شوق شہادت رفتہ رفتہ تو مجھے
قتل گہ آج قاتل آتے آتے آئیگا

مین نکل آیا ہون آگے قیس پیچھے رہ گیا
عشق کی پہلی ہے منزل آتے آتے آئیگا

قتل ہو کر مین نہ تڑپا اس سے آزردہ ہو کیون
اے صنم اندازِ بسمل آستے آستے آئیگا

بیقرار اتنا نہو کچھ صبر کر قیسِ حزین
نجد مین لیلی کا محمل آستے آستے آئیگا

رفتہ رفتہ کان تک اوس گل کے پہونچیگی صدا
طرزِ افغانِ عنادل آستے آستے آئیگا

ہجر مین وسیم تری اختر شماری ہو عبث
آتا ہے وہ ماہِ کامل آستے آستے آئیگا

گو تھا دانشمند پر موذی کے دم مین آگیا
دل مرا اوس کاکلِ پیچان کے خم مین آگیا

دھیان ہے دلمین مرے اک گیسوئے خمدار کا
بال اب تو اسے حکیم اس جامِ جم مین آگیا

مین ہلالِ عید سمجھا اشتیاقِ قتل سے
خم اگر قاتل تری تیغِ دودم مین آگیا

لیکے وہ دیتے نہین ہین ہے یہی اسکی سزا
کیون دلِ ناداں ہمارا اونکے دم مین آگیا

لطفِ صحبت یاد کرکے روگئے وہ بے اختیار
تذکرہ جب اپنا یارانِ عدم مین آگیا

ہو جیے شب باش گر وعدہ کیا ہے وصل کا
لطف کیا ہے فرق جب قول و قسم مین آگیا

دلکے بہلانے کو کوئی بت نہ دیکھا جب وہان
چھوڑ کر کعبے کو مین بیت الصنم مین آگیا

صحبتِ بنتِ عنب کا پڑگیا ایسا مزا
چھوڑ کر سب زہد و تقوی شیخ ہم مین آگیا

زر کے دینے کے عوض دیتے ہین سائل کو جواب
فرق وسیم نیتِ اہلِ کرم مین آگیا

بیان کیا وصف کیجے ناوک اندازیِ جانان کا
اوڑا دیتا ہے سب دیکھے نشانہ تیرِ مژگان کا

وہ ایذا دوست ہین تکلیف مین راحت اوٹھاتے مین
کبھی منہ دردمندون نے ترے دیکھا نہ درمان کا

عذر ہے جا کون سے اے دستِ جنون مہلت جو غیرت سے
مری دامن دری پر بخیہ ہنستا ہے گریبان کا

وہ گریان ہون کہ اپنا سمجھتا ہے ہر اک اوسکو
جنون مین کوئی ٹکڑا اوڑ گیا تھا میرے دامان کا

کروگے گر نہ قتل اسکے کھلینگے کسطرح جوہر
ہمارا خون تمغا ہے تمھاری تیغِ بُرّان کا

تسلی کچھ تو ہو جاتی ہے میرے دلکو فرقت مین
کہ اوسکے درد سے لیتا ہون اکثر کام درمان کا

ستارا جب کوئی ٹوٹا صدا یہ چرخ سے آئی
قیامت ہے غضب ہے ٹوٹنا پیری مین دندان کا

گمانِ محملِ لیلی ہوا دیوانون کو وہبی
بگولا دشت مین اوٹھا جو خاکِ قیسِ نالان کا

آنکھون مین مری جان ہے منکا بھی ہے ڈھلکا
جلد آیئے یہ وقت نہین لیت و لعل کا

قاتل کے اس احسان کا رہا بار تو لیکن
سر کاٹ لیا جسم مرا کر دیا ہلکا

عصیان سے گرانبار ہون گو لیکن الٰہی
ہو دوشِ احبا پہ جنازہ مرا ہلکا

ظاہر ہوئی تن پہ جراحت کوئی لی جان
ابرو نے تری کام کیا تیغِ اجل کا

پوشیدہ رہا کرتے ہین اسرارِ محبت
مضمون کوئی سمجھے گا کیا میری زحل کا

جس روز سے وہ مہر لقا جلوہ فگن ہے
ہوتا ہے یقین گھر یہ مجھے برجِ حمل کا

مسند ہے نہ تکیہ نہ مسہری نہ بچھونا
انجام ترا خاک ہے یہ اہلِ دول کا

اک آئنہ رخسار کا رہتا ہے تصور
عالم ہے مرے سینے مین اب شیشہ محل کا

مین اوس سے شب و روز رہا کرتا ہون بخواب
کیا لیگا کوئی دختر قاضی کا مچلکا

رخصت وہ ادھر ہوتے ہین جاتی ہے ادھر جان
عالم سحرِ وصل مین ہے شامِ اجل کا

باور ہو تو کچھ دل کو ہمارے ہو تسلی
جھوٹا ہے ترا وعدۂ وصل آج بھی کل کا

ظاہر مین ملاقات ہے باطن مین عداوت
دل صاف نہین ہوتا ہے اصحابِ دغل کا

اے جان ترا دیکھ کے خالِ لبِ شیرین
ہوتا ہے تیقن مجھے زنبورِ عسل کا

ہے دلمین مرے اک رخِ روشن کا تصور
اوجیالا ہے اس خانۂ تیرہ مین کنول کا

آیا نہین اب تک وہ شب ہجر صنم مین — کیا سو گیا ہے پاؤن کوئی پیک اجل کا

دم بھر بھی جو اوس چاند کے ٹکڑے کا گذر ہو — ہو جائے مرے گھر پہ گمان نور محل کا

تارے یہ فلک پر نہین سوراخ ہوئے ہین — دکھلایا ہے نالون نے مرے توڑ زحل کا

وہبی مری آنکھون سے وہین گر پڑے آنسو
ساغر جو کوئی بادۂ گلرنگ کا چھلکا

کیون نہ سمجھون اونکو پتلا نور کا — زلف تو دودہ ہے چراغ طور کا

ہے تصور اوس رخ پر نور کا — دل ہے پروانہ چراغ طور کا

وصف لکھون اوس سراپا نور کا — گر قلم ہو شاخ نخل طور کا

رخ دکھاؤ تم تو ہم بھی دیکھ لین — سنتے ہین قصہ کلیم و طور کا

آب تیغ یار کا سنتے ہی ذکر — کھلگیا مونھہ زخم کے انگور کا

گور کا بہرام کرتا تھا شکار — ہو گیا لقمہ دہان گور کا

کاوش نیش مژہ سے یار کے — دل مرا چھتا بنا زنبور کا

عکس گر طوبیٰ قد موزون کا ہے — مصحف پرتو ہے رخ پر نور کا

آفتاب حشر کہتے ہین جسے — ہے وہ اک چھالا ہمارے ناسور کا

جب تصور مین ترے آتی ہے نیند — زیر سر پاتا ہون زانو حور کا

بزم سے ساقی کے محشر ہو گئی — شور قلقل مین ہے عالم صور کا

بادشاہ وقت وہبی رند ہین
جام کاسہ ہے سر فغفور کا

زبان بھی صاف ہوتی کچھ سمجھے طرز سخن آتا — لگائے عیب بلبل نادان وہ گل سوئے چمن آتا

وہ مردودِ خلائق ہین کہ گر غربت مین مرجاتے
ہمارا تذکرہ بھی کچھ نہ اے اہلِ وطن آتا

اگر وہ لوٹتا سو بار انگارون پہ غیرت سے
نہ ہرگز کبک کو اوس ماہ پیکر کا چلن آتا

حلاوت دی ہے خالق نے اوسے قندِ مکرر کی
مرا منہ بند ہو جاتا اگر ذکرِ دہن آتا

قیامت تک نہ ہوتا بلبلِ شیراز بھی گویا
کبھی باتین بنانے پر اگر وہ کم سخن آتا

مرے گھر بے بلائے آپ ہی وہ نوجوان آتا
اگر مجھ سے کشیدن راہ پر چرخ کہن آتا

اگر دلمین جگہ اوس غیرتِ شیرین کے کی ہوتی
پہاڑون سے ہمارے پاون چھونے کوہکن آتا

جو تو سوزِ محبت سے نہ عاشق کیطرح جلتی
تو پروانہ نہ تجھ تک کوئی اے شمعِ لگن آتا

لحد مین بھی دکھا دیتا مین اوسکو اپنی شہ زوری
پکڑ لیتا وہین ہاتھ اوسکا گر وہ دزدِ کفن آتا

لیے بوسے جو اونکے خیر گذری کچھ نہین ٹوکے
بگڑتے وہ اگر **وہبی** تو مجھ سے کچھ نہ بن آتا

دیکھنے والون سے بیکار ہے پردا اونکا
چار سو ہمکو نظر آتا ہے جلوا اونکا

دیکھنا کتنا بلند آج سے ہے رتبا اونکا
حورین کاندھے پہ اوٹھاتی ہین محافا اونکا

آنے جانے سے مرے کسلیے گھبراتے ہین
نہین داخل ہے کچہری مین محلکا اونکا

اونگلیان اوٹھنے لگین مجھ پہ نشانی جو ملی
کیسا انگشت نما کرتا ہے چھلا اونکا

اوسنے بولنے کی ہمسے قسم کھلوا لی ⁂
باتون باتون مین نیا چل گیا فقرا اونکا

دیکھین کس عاشقِ جانباز کے سر جاتی ہے
اب چڑھا رہتا ہے پائے پہ تیغا اونکا

نقدِ جان مانگتے ہی اونکے مین دیدونگا ابھین
ہر گھڑی کا نہ سہونگا یہ تقاضا اونکا

اوسے کسطرح او مین آنکھ کی پتلی سمجھون
لکھ لیا ہے ورقِ چشم پہ نقشا اونکا

تن پہ داغ کو گلزار نہ سمجھون کیونکر
ہر گھڑی دل مین لگا رہتا ہے کھٹکا اونکا

پاؤں بھی گھر سے نکالا نہیں اب تک لیکن ہر گلی کوچے میں ہونے لگا چرچا اونکا

آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی دیکھتا ہوں اوسکو مگر حُورِ جنت پہ مجھے ہوتا ہے دھوکا اونکا

مچھلیاں کان کے بالے کی نہ تیریں کیونکر باڑھ پر آیا ہے اب حُسن کا دریا اونکا

کھلگئی آج مہ و مہر کی قلعی ہم پر ایک دیوانہ ہے اور ایک ہے شیدا اونکا

جو کہ مشتاق تمھارے قدِ بالا کے ہیں گڑ گیا گلشنِ فردوس میں جھنڈا اونکا

غیر ممکن ہے کہ ہو جائے یہاں تصفیہ فیصلہ حشر کے دن ہوگا ہمارا اونکا

باڑھ رکھواتے ہیں وہ اپنی سروہی پہ عبث قتل کے واسطے کافی ہے اشارا اونکا

چوم لیتا ہوں اگر دیکھتا صانع کے ہاتھ نور کے سانچے میں ڈھالا ہے سراپا اونکا

للہ الحمد بر آئینگی مرادیں دل کی ٭ آج کی رات ہے کچھ اَور ارادا اونکا

حشر تک تشنہ دکھائیں مہ و خورشید اپنا دیکھ پائیں وہ اگر روے دل آرا اونکا

چاک کرتے ہیں گریبان جو غم سرو میں حشر کے روز خدا رکھے گا پردا اونکا

وہ بلاتے ہیں اگر غیروں کو ہر دم وسیم
سے لیا جائیگا اک روز مچلکا اونکا

ہر روز ترقی پہ ہے سودا مرے دل کا مشکل نظر آتا ہے سنبھلنا مرے دل کا

بوسہ نہیں دیتے تو نہ دو غمزہ نہ فرماؤ میرا ہے تقاضا نہ کہ تقاضا مرے دل کا

کس رنگ سے آتا ہے تصور ترا اے شوخ کچھ اَور نظر آتا ہے نقشا مرے دل کا

فوراً مرے سینے سے لپٹ جاتے ہیں آکر وہ خوب سمجھتے ہیں ارادا مرے دل کا

جز یادِ خدا اب نہ ہے یاد بتوں کی ٭ کعبہ کہیں ہو جائے کلیسا مرے دل کا

جس روز سے دیکھی ہے ترے کان کی مچھلی ہوتا نہیں موقوف تڑپنا مرے دل کا

بازارِ محبت مین نہین اوٹھتی ہے قیمت
تم کھیلو تو حاضر ہے کھلونا مرے دل کا

سینے مین نظر آئینگے وہ جان کی صورت
حبس سونگہ اوٹھ جائیگا پردا مرے دل کا

تم ہاتھ سینے فاتحہ رکھو تو ٹھہر جاے
قائم ہے لحد مین بھی تڑپنا مرے دل کا

گو آپکو وہ دلمین سمجھتے ہین بہت دور
لائیگا مگر کھینچ کے جذبا مرے دل کا

ہین لختِ جگر لعل ورم داغِ جنون ہین
معمور ہے دولت سے خزانا مرے دل کا

پھر پست نظر آئیگا یہ گنبدِ گردون
دیکھینگے اگر آپ پھپھولا مرے دل کا

آتش نفسی اپنی ہوا باندھ رہی ہے
اک روز بھڑک اوٹھیگا شعلا مرے دل کا

چھوڑی ہے مرا سوزِ جگر مینے گزک بھی
کھاتے ہین کباب وہ یہ دھوکا مرے دل کا

اغیار کی چٹکی نہ مرے سامنے لینا
اک ٹھیس کا محتاج ہے شیشا مرے دل کا

بجلی کو جو حیرت ہے تو سیماب کو سکتا
دیکھو تو کسی روز تڑپنا مرے دل کا

مظلوم ہون ہلجائیگا عرش آہ سے میری
اچھا نہین اے جان دکھانا مرے دل کا

پھرتی ہے نگاہون مین بہارِ خطِ عارض
ہیجو جبہ نہین بڑھتا ہے سودا مرے دل کا

دل کھو کے نکلے ہلجا یہن اگر آپ سے گلے ہے
کھلجاے ابھی وصل مین عقدا مرے دل کا

ہے نقشِ قدم بنکے حسینون کے گلی مین
کیا پوچھتے ہو مجھ سے ٹھکانا مرے دل کا

کشتی کے عوض لختِ جگر ترستے ہین وہبی
آتا ہے اگر باڑھ یہ دریا مرے دل کا

ردیف الباء موحدہ

اونکے آگے کیون ہے تنویرِ شعاعِ آفتاب
صاف ثابت ہے یہ تقصیرِ شعاعِ آفتاب

نشۂ مے سے نہین چہرہ ہے اونکا لال لال
ماہ پر کھینچی ہے تصویرِ شعاعِ آفتاب

اندنون اک غیرتِ عیسیٰ کا مین دیوانہ ہون | چاہیے پاؤن مین زنجیرِ شعاعِ آفتاب

چھوڑ دو رخسارِ روشن پر ذرا زلفون کے بال | کھینچ لون دل پر مین تصویرِ شعاعِ آفتاب

اونکے عکسِ رُخ سے آنسو ہوگئے آنکھون مین خشک | دیکھ لی ہمنے یہ تاثیرِ شعاعِ آفتاب

بام پر جو بے نقاب آیا وہ رشکِ ماہتاب | چھپ گئی نظرون سے تنویرِ شعاعِ آفتاب

جلوۂ رُخ دیکھنے کا جسکے اے وسیمی ہے شوق
رات دن کرتا ہون تقریرِ شعاعِ آفتاب

تا زبان آیا بار ہا مطلب ✤ | پر نہ اوس سے کہا گیا مطلب

نہ سُنا اوسنے یا سُنا مطلب | ہمنے قرا نیا سب کہا مطلب

پاؤن پر سر بتون کے رکھینگے | خطِ تقدیر کا یہ تھا مطلب

شرم کی اوسکی جب لکھی تعریف | دامنِ حرف مین چھپا مطلب

کبھی اِن مطلب آشناؤن سے | نہ بر آیا مرا ذرا مطلب

شکوۂ غیر سُنکے وہ بولے | ہمکو صاحب کسی سے کیا مطلب

رعبِ الفت سے عرضِ حال کے وقت | نہ زبان سے ادا ہوا مطلب

ایسے بھی لوگ ہین زمانے مین | جنکا بر آتا ہے دِلا مطلب

کیون فلک ہم بھی ہونگے شاد کبھی | کبھی اپنا بر آئیگا مطلب

ہمکو اوسنے گلے لگا کے کہا | آپ کا اب تو ہوگیا مطلب

کہے دیتے ہین دیکھو او ہمت | نہ زبان سے ہوا آشنا مطلب

وصفِ گیسو رقم مین کیا کرتا | واقعی بعید از تھا مطلب

جب زبان بند ہوگئی تو وہ آئے | دل کا دل ہی مین رہ گیا مطلب

کہنے بھی پائے تھے نہ کچھ کہ ہنسا
بے کہے وہ سمجھ گیا مطلب

باتون باتون مین پڑ گئی گتھی
لب تک آکر اولجھ گیا مطلب

جب تلک یار سے رہی رنجش
مجھ سے روٹھا رہا مرا مطلب

دم تحریر وصف گیسوے یار
لکھتے لکھتے اولجھ گیا مطلب

دیکھو تاثیر ہجر خط جو لکھا
حرفون سے ہوگیا جدا مطلب

خط مین لکھنا تھا ہمکو اے وہبی
دل کا قاصد سے کیون کہا مطلب

جتنا تھا شوق شہادت مین مرا دل بیتاب
اوتنا ہی قتل کو میرے ہوا قاتل بیتاب

چھوٹکر اک یم خوبی سے ہے یون دل بیتاب
مچھلیان ہوتی ہین جیسے لب ساحل بیتاب

عکس رخ سے ہوئی یونکر دل بسمل بیتاب
چاندنی پڑتے ہی ہو جاتا ہے گھائل بیتاب

عشق نے دونون پہ تاثیر برابر کی ہے
مضطرب مین ہون تو وہ حور شمائل بیتاب

جب بگولا کوئی دیکھا تو سمجھکر محمل
قیس پیچھے گیا اوسکے کئی منزل بیتاب

خاک پر چاندنی کیطرح لگا لوٹنے خود
دیکھکر اونکو ہوا ایسا مہ کامل بیتاب

ناقہ قیس نے دکھلائی یہ اپنی تاثیر
ناقہ بیخود ہوا اور صاحب محمل بیتاب

ہلتے دیکھی ہے ترے کان کی مچھلی جب سے
رات دن رہتا ہے سینے مین مرا دل بیتاب

کروٹین وہ بھی بدلتے ہین نہین آتی ہے نیند
بستر غم پہ جو ہے عاشق بیدل بیتاب

کیا صبا آج ہے اوس غیرت گل کی آمد
کیون نظر آتی ہین گلشن مین عنادل بیتاب

وحشت سے کوچہ جانان کی جو لی مین نے راہ
قیس ساتھ آیا مرے سیکڑون منزل بیتاب

شمع رو نے رخ انور سے اوٹھائی جو نقاب
ہو گیا رنگ دگرگون ہوئی محفل بیتاب

یاد قاتل نے کیا مجھکو مقر وہبی
خود بخود آج ہے سینے مین مرا دل بیتاب

ردیف الباء فارسی

عشقِ صادق نے دکھایا یہ اثر آپ سے آپ
ہو گئی اونکو مرے دل کی خبر آپ سے آپ

چشمِ جانان کی اگر یاد نہین آئی ہے
آ گئے جوش پہ کیون دیدۂ تر آپ سے آپ

کچھ مزہ پڑ گیا ہے اونکو کہ بیوجہ و سبب
وصل کی شب وہ کیا کرتے ہین شر آپ سے آپ

خفتہ بختی مری دکھلاتی ہے تاثیر اپنی
بجنے لگتا ہے شبِ وصل گجر آپ سے آپ

نہ مؤذن نے اذان دی نہ ابھی توپ چلی
دفعتاً بول اوٹھا مرغِ سحر آپ سے آپ

بخدا اونکی طرف سے نہین کچھ خواہش تھی
جان کا اپنی کیا تمنے ضرر آپ سے آپ

غیر کو تمنے بٹھایا تو نہین پہلو مین
آج اوٹھتا ہے یہ کیون دردِ جگر آپ سے آپ

تن بدن ایسا تپِ عشق نے پھونکا ہے مرا
ہر بُنِ مو سے نکلتے ہین شرر آپ سے آپ

جذبِ الفت تری تاثیر کا تب قائل ہون
دین تو وہ بوسۂ لب مجھکو مگر آپ سے آپ

للہ الحمد کیا آہ نے دشنا تو اثر ✢
بے طلب وہ چلے آئے مرے گھر آپ سے آپ

ہو گی تاثیر جو نالون مین تمھارے وہبی
تو چلا آئیگا وہ رشکِ قمر آپ سے آپ

سب کی نظرون سے نہان رہتے ہین آپ
میرے دل مین مثلِ جان رہتے ہین آپ

رحم کیجے خاکساری پہ مری
مجھ سے کیون دامن کشان رہتے ہین آپ

وصل ہو جاتا ہے ہر اک ماہ مین
اب تو ہم پر مہربان رہتے ہین آپ

لیجیے چلکر قسم درگاہ مین
وان مین ہر دم ہے تصور آپ کا
روز دروازہ رہا کرتا ہے بند

مجھ سے ناحق بدگمان رہتے ہین آپ
اب کہان اے جانِ جان رہتے ہین آپ
کچھ نہین کھلتا کہان رہتے ہین آپ

سرخروئی کی ہے اے وہبی یہ وجہ
وصفِ لب مین تر زبان رہتے ہین آپ

ردیف التاء فوقانیہ

غیرتِ برجِ قمر ہو یہ مکان آجکی رات
صبح تک عاشق و معشوق لپٹکر سو ئین
شام سے آتے ہین پیغام پہ پیغام تمھین
ہاتھ کو ہاتھ کسیکا نہ نظر آئیگا
آگ لگجائیگی گردون مین مرے نالون سے
تھا سرِ شام کا وعدہ نہین آیا ابتک
وصل ہونے سے کمر از کمی مرے ہاتھ آئی

آپ رہجائین جو اے جانِ جہان آجکی رات
سمجھو بجائے جو مؤذن کو اذان آجکی رات
سچ بتاؤ کہ بسر ہوگی کہان آجکی رات
میری آہون کا جو پھیلیگا دھوان آجکی رات
چھپ نہین سکنے کا یہ سوزِ نہان آجکی رات
جان لیگا مری وہ آفتِ جان آجکی رات
مجھ پہ ظاہر ہوا یہ رازِ نہان آجکی رات

دلمین اوس ماہ لقا کا ہے تصور وہبی
سامنا ماہ کا کرتا ہے کتان آجکی رات

آہ مین کچھ نظر آئی نہ اثر کی صورت
اپنی آغوش مین وہ ماہ لقا شام سے ہے
جوش آیا نہ مرے دل کی طرح سے اسکو

یہ وہ ہے نخل کہ دیکھی نہ ثمر کی صورت
یا الٰہی نظر آئے نہ سحر کی صورت
ابر برسا نہ کبھی دیدۂ تر کی صورت

کہ دیا ہے غم فرقت نے مجھے زار ایسا
گم ہون نظرون سے نگہ اونکے کمر کی صورت

سرخرو بین جو ہوا لفت شہادت پاکر
روسیہ ہوگئے اغیار سپر کی صورت

پھر فرشتے نہ کبھی حور کی صورت دیکھیں
دیکھ پائیں جو ترے رشک قمر کی صورت

پھوٹنے پھلنے کی امید تھی وہبی اکدن
کردیا عشق نے اب خشک شجر کی صورت

ہے خوفناک منزل عشق بتان بہت
اس راستے مین لوٹے گئے کاروان بہت

ہمسا نہ کوئی طالب بیداد پائیگا
پچھتائیگا مٹا کے ہمین آسمان بہت

صدمہ فراق یار کا اوٹھنا ہے اب محال
اس غم نے کردیا ہے مجھے ناتوان بہت

قاصد سے راز عشق کرون کسطرح بیان
مجبور ہون کہ دل ہے مرا بدگمان بہت

پچھتا رہے توبہ کرکے جوانی مین واعظو
یاد آتی ہے عنایت پیر مغان بہت

پایا یہان نہ جنسِ عذا ترس ایک بھی
اس شہر مین ہے رسم جفائے بتان بہت

ابنائے روزگار کا کیا پوچھتے ہو حال
راحت رسان تو کم ہین پر ایذا رسان بہت

لائی ہے دیکھنا مری قسمت کہان سے مجھے
جنس وفا و مہر گران ہے جہان بہت

بجلی تمھارے کان کی آتی ہے جب سے یاد
مانند برق سینے مین دل ہے تپان بہت

کیا پوچھتے ہو طول اسیری کی مجھ سے وجہ
صیاد میرے حال پہ ہے مہربان بہت

قاصد یہ کوئے یار کا ادنی سا ہے پتا
ہمسے شکستہ حال پڑے ہین وہان بہت

سمجھاتے ہین کہ ترک ایک نہ اک دن اوٹھائے گئے
عشاق کا کیا انکو امتحان بہت

کیا لینگے دشمنین کرن ہے ذمی حوصلہ حسین
جنس دل حزین ہے ہماری گران بہت

قسمت سے ہاتھ آتا ہے معشوق قدردان
یون تو برائے نام ہین یان دلستان بہت

اعانت کرے یا کسی ایسے افسر یا سپاہی کو اطاعت نہ کرنے یا فرایض انجام نہ دینے کے اغوا کا قصد کرے اوسکو قید دوام کی یا قید کی سزا دیجاسکیگی جسکی میعاد دس سال تک ہوسکیگی اور اوسپر جرمانہ بھی ہوسکے گا۔

بغاوت کی اعانت جب اوسکے باعث بغاوت کا ارتکاب ہو

دفعہ ۸۸۔ کوئی شخص جو بندگان اعلیحضرت کی فوج کے کسی افسر یا سپاہی کی بغاوت کرنے میں اعانت کرے اور اوس کے باعث بغاوت کا ارتکاب ہو اوس کو موت کی یا قید دوام یا قید کی سزا دیجائیگی۔ جس کی میعاد دس سال تک ہوسکے گی اور اوس جرمانہ بھی ہوسکیگا۔

اعانت اس شخص کی جو فوج کا افسر یا سپاہی اپنے بالادست پر حملہ کرے جب وہ اپنے فرایض میں مصروف ہو

دفعہ ۸۹۔ کوئی شخص جو بندگان اعلیحضرت کی فوج کے کسی افسر یا سپاہی کی اپنے بالادست پر اوسوقت حملہ کرنے میں اعانت کرے جب وہ اپنے فرایض کی انجامدہی میں مصروف ہو اوسکو قید کی سزا دیجائیگی جسکی میعاد دو سال تک ہوسکے گی۔ اور اوس پر جرمانہ بھی ہوسکے گا۔

ایسے حملہ کی اعانت جب حملہ کا ارتکاب ہو۔

دفعہ ۹۰۔ کوئی شخص جو بندگان اعلیحضرت کی فوج کے کسی افسر یا سپاہی کی اپنے بالادست پر اوس وقت حملہ کرنے میں اعانت کرے جب وہ اپنے فرایض کی انجامدہی میں مصروف ہو اور اوس اعانت کے باعث حملہ کا ارتکاب ہو اوس کو قید کی سزا دیجائیگی جسکی میعاد سات سال تک ہوسکیگی اور اوسپر جرمانہ بھی ہوسکے گا۔

[illegible] کی اعانت کرنا

دفعہ ۹۱۔ کوئی شخص جو بندگان اعلیحضرت کی فوج کے کسی افسر یا سپاہی کی اپنی نوکری سے فرار ہونے میں اعانت کرے اوسکو قید کی سزا دیجائیگی جس کی میعاد دو سال تک ہوسکے گی یا جرمانہ کی یا دونوں سزائیں دیجائینگی۔

مفرور افسر یا سپاہی کو پناہ دینا

دفعہ ۹۲۔ کوئی شخص جو یہ جانکر یا باور کرنے کی وجہ رکھکر کہ بندگان اعلیحضرت کی فوج کا کوئی افسر یا سپاہی فرار ہوگیا ہے اوس افسر یا سپاہی کو پناہ دے اوس کو قید کی سزا دیجائیگی جس کی میعاد دو سال تک ہوسکے گی یا جرمانہ کی یا دونوں سزائیں دیجائینگی۔

آنکھ لگتی تو ذرا دیکھتا صورت اوسکی
بخت خفتہ ہین مرے دیدۂ بیدار سے آج

تا قیامت نہین امید رہائی اوس سے
کیون اولجھتی ہے صبا طرۂ طرار سے آج

یاد مین اوس دُرِ دندان کے اگر مین رو دون
ابرِ نیسان ہو خجل چشمِ گُہر بار سے آج

جستجو لاکھ کی لیکن کوئی یوسف نہ ملا
نقدِ جان لیکے پھری مصر کی بازار سے آج

کل پہ رکھنا نہ کبھی بات کو اپنی وہبی
کر شفاعت کی طلب احمدِ مختار سے آج

ردیف الحاء مہملہ

جو آیا رات کو وہ مہ لقا تو کسطرح
تو میرے گھر مین ہوئی روشنی کسطرح

یقین ہے ٹھہر سکیگا اس آگ پر نہ وہ اک دم
کباب بھن نہ سکے گا مرے جگر کسطرح

کرے گا جذبِ محبت اگر اثر اپنا
ہمارے گھر مین رہینگے وہ اپنے گھر کسطرح

سوا عدم کے ملیگا پتا نہ ہستی مین
دہن بھی یار کا معدوم ہے کمر کسطرح

یقین ہے حشر تلک پھر فلک نہ گردش کھائے
جو ایک دور ہوا اوسکو ہمارے سر کسطرح

پھونکا ہے آتشِ فرقت نے اسقدر تنِ زار
نکلتے ہین نفسِ سرد بھی شرر کسطرح

کیا ہے زار یہ اک بیخبر کی اُلفت نے
مین اوڑتا پھرتا ہون ہر اک طرف خبر کسطرح

خدا کے واسطے اے بت نہ تو ڈرا مجھکو
جدا نہوگا ترے در سے سنگِ در کسطرح

ہمارے کلبۂ احزان مین رات کو آؤ
اندھیرے گھر کا تم اوجیالا ہو قمر کسطرح

گرہ جو کھولیگا دل کی وہ غیرتِ شیرین
لبون کو اوسکے مین چوسونگا نیشکر کسطرح

کبھی یہ بابِ اجابت تلک نہین پہونچین
مری دعائین بھی ہین آہ بے اثر کسطرح

ہزار ابر برستا رہا مگر اک دن +
جھڑی لگی نہ کبھی میری چشمِ تر کی طرح

آئی خیر سے قاصد وہان سے پھر آسکے
کرے نہ ذبح اوسے مرغِ نامہ بر کی طرح

نہین ہے خوف خدنگِ نگہ کا کچھ وہبی
دل اپنے سینے مین رکھتے ہین ہم سپر کی طرح

ہو نہ رسوا اسے زمانہ مہِ کامل کی طرح
میرے سینے مین رہو آکے مرے دل کی طرح

تیرے دروازے پہ اے غیرتِ لیلی و زنات
سر ٹپکتے رہے ہم پردۂ محمل کی طرح

اسقدر شوقِ شہادت نے مجھے دوڑایا
تھک گئے پاؤن مرے بازوے قاتل کی طرح

سیرِ نیرنگیٔ عالم کی نظر آجائے
میری آنکھون مین اگر آکے رہو تِل کی طرح

اک نظر دیکھ کے مونھ پھیر کے او صید افگن
دل تڑپتا ہے مرا طائرِ بسمل کی طرح

دو ترے ابرہم خوبی جو لگے مُنھ سے شراب
چھالے پڑ جائین حبابِ لبِ ساحل کی طرح

بدگمانی کا برا ہو کہ مرا حالِ تباہ +
کان رکھکر نہ سُنا قصۂ باطل کی طرح

وحشتِ دل سے ہو کیا عاشقِ گیسو کو نجات
جادۂ دشت لپٹتے ہین سلاسل کی طرح

قدر جانوگے محبت کی تب اے جانِ جہان
تم بھی جب رنج اوٹھاؤ گے مرے دل کی طرح

آپ کھِل کھیلے اگر مجھ سے شبِ وصل تو کیا
نہ کھلی دل کی گرہ عقدۂ مشکل کی طرح

رنگ لائے جو مرا خونِ تمنا وہبی
دامنِ حشر بنے دامنِ قاتل کی طرح

ردیف الدال مہملہ

عالم ہی کو نہین ہے کچھ اے ماہرو پسند
خود صورت آفرینِ جہان کو ہے تو پسند

تجکو جو ربطِ غیر سے ہے اے ماہرو پسند — کرلینگے ہم بھی اور کوئی فتنہ جو پسند

سچ ہے یہ اپنی اپنی ہے اے ماہرو پسند — رغبت تجھے رقیب سے ہمکو ہے تو پسند

جس روز سے ہوا ہے مرے دل کو تو پسند — مجھکو جہان بھر کے نہین خوبرو پسند

تیری پسند کیا کہ تجھے ہے عدو پسند — میری پسند دیکھ کہ مجھکو ہے تو پسند

لاکھون جوان کھا گئی چھن چھن کے اخرین — کس کس کو دیکھیے ابھی کرتی ہے تو پسند

وقتِ اخیر وقت ہے اپنی نماز کا — ہے آبِ تیغِ یار سے ہمکو وضو پسند

حیران ہین تینگ کہ دین کس پہ اپنی جان — مانندِ شمع تو بھی ہے اے شعلہ رو پسند

عاشق کا ساتھ گور تلک چھوڑتا نہین — اے داغِ دل بہت ہے ہمین اس سے تو پسند

آفت کی شوخیان ہین غضب کی حرارتین — تجھ سے بھی ہے زیادہ ہمین تیری خو پسند

پہنی ہین جب سے یار نے نتّت کی ہنسلیان — تجکو بہت جنون مین ہے طوقِ گلو پسند

آمادہ تیز یون پہ ہے دستِ جنون ہنوز — کیونکر ہو چاکِ جیب کو میرے رفو پسند

وہ سروِ قد ہو پاس تو ساقی بہار مین — صحبت شراب کی ہے لبِ آبجو پسند

یان دید کو ترستے ہین وان رات دن ہے عیش — اپنے نصیب سے تو ہے بختِ عدو پسند

حاضر ہے جان تک نہین ہمکو عزیز ہے — گر تیغِ یار کو ہے ہمارا لہو پسند

تیغِ نگاہِ کج سے جگر چاک چاک ہے — سوزن ترے مژہ کی ہے بہرِ رفو پسند

آئی ہے جسکے زمزمہ اپنے بدن مین روح — ہمکو ازل کے روز سے ہین خوش گلو پسند

پتھر جگہ پہ اسکے جو ہوتا تو زیب تھا — ملتا نہ آدمی کو دلِ آرزو پسند

جنت کہا نکی کیسی جنان خلد کیا ہے چیز — اے کوے یار ہمکو تو مرے ہے تو پسند

استادہ سرنگون سرِ مقتل ہین جان نثار — دیکھین پر اسے قتل کرے کسکو تو پسند

اپنا کی مین نے پائی ہین کیا کیا حلاوتین
کیونکہ شہ و نکو ہو مرے اسے ورد تو پسند

جو ہم سے پوچھتے ہو یہ ہم تم سے پوچھتے
آتا تمھین بھی کوئی اگر خوبرو پسند

یون تو حسین جہان مین بہت ہین مگر ہمین
جو خود لڑا اسے آنکھ وہ ہے جنگجو پسند

کیون پیار کر سکے اسے دل مشتاق خوش ہوا
اب تو کریگا تو نہ کوئی خوبرو پسند

کیا قابل اسکے تھا نہ زمانے مین کوئی اور
قسمت مین تھاری ہی دل آرزو پسند

اعنہ کو رخنہ پہ وہ ظاہر مین پڑ گیا
کسطرح کرتا دامن یوسف رفو پسند

پوچھون گا روز حشر یہ رضوان سے مین ضرور
جنت تجھے پسند ہے یا لکھنؤ پسند

محسن قبول شعر کو گر وہ عطا کرے
مذکور دوستون کا تو کیا ہو عدو پسند

کاسہ کو مہربان سمجھے گی تمھاری جان
یون ہی اگر کروگے ہر اک جنگجو پسند

موتنہ پھیر کر کیا نکو ہر گھڑی کلام
مجھکو یہ بیرخی کی نہین گفتگو پسند

یہ وضع یہ لباس یہ حسن بیان کہان
کیونکہ ہمارے دل کو ہو لکھنؤ پسند

ہے چھیڑ چھاڑ ہمکو تو وہبی نہین قرار
معشوق اسلیے ہے ہمین تندخو پسند

کیا قہر ہے وہ جائینگے گھر دو گھڑی کے بعد
سہنا پڑیگا درد جگر دو گھڑی کے بعد

فارغ ہونے پائیے گا قتل عام سے
ہوتا ہون مین بھی سینہ سپر گھڑی کے بعد

دم تک رہے تری قدر انداز ہین سب
بیکار ہو گا تیر نظر دو گھڑی کے بعد

حال شب فراق جو پوچھا تو بولے وہ
آئیگی زلف تا کمر دو گھڑی کے بعد

چار آنکھ کرکے گر وہ چھپائینگے اپنا موتنہ
رونا پڑیگا آنکھ بھر دو گھڑی کے بعد

بوسہ لیا ہے آپکی افعی زلف کا
دکھلائیگا یہ زہر اثر دو گھڑی کے بعد

اے عندلیب سیرِ چمن مغتنم سمجھ — صیّاد آکے نوچیگا پر دو گھڑی کے بعد
دنیا سے ایک آن مین کہ جاؤنگا سفر — جا بیٹھینگے اپنے گھر وہ اگر دو گھڑی کے بعد
یہ چلتے چلتے کہہ گئے تسکین کو مری — آئینگے ہم ضرور مگر دو گھڑی کے بعد

آنے کے وعدے پر اونھین وہبی نجانے دو
قابو مین کب رہیگا مگر دو گھڑی کے بعد

ردیف الراء المہملہ

عزیزو جان دی ہے ہمنے چشمِ مستِ دلبر پر — ہمارا فاتحہ دینا مئے گلگون کے ساغر پر
مجھے جو لوگ آکر دیکھتے ہین میرے بستر پر — گمان تارِ نگہ کا کرتے ہین اس جسمِ لاغر پر
ہمارے قتل کی نالش نہوگی اوس ستمگر پر — اوٹھا رکھا ہے ہمنے دعویٔ خون روزِ محشر پر
نہین چلتا کسیکا پیچ اوس زلفِ معنبر پر — اثر کرتے نہ دیکھا سحر کو چشمِ فسونگر پر
ادائے تیز رفتاری بلائے جانِ عالم ہے — گلے کٹتے ہین لاکھون کے مرے قاتل کے خنجر پر
رعایت کی ہے بیتابی فرقت مین بھی وحشت کی — اوٹھایا ہے جو سر بالین سے دے پٹکا ہے پتھر پر
نگاہون سے غضب کی اس دلِ بیتاب کو گھورا — برابر اوسنے دو شاہین چھوڑے اک کبوتر پر
وہ مئےکش ہین پکارینگے ملک محشر مین پہنچاؤ — شرابِ الفتِ حیدر کو مست آتے ہین کوثر پر
خطابِ جانِ عالم تجھ پہ زیبندہ نہو کیونکر — بہارِ حسن جوگن ہو کے بیٹھی ہو ترے در پر
جو نامہ لا کے دے اوس غیرتِ بلقیس کا مجھکو — بٹھاؤن تاج ہدہد کا ابھی فرقِ کبوتر پر
بہت ملتی ہے راحت یادِ مژگان مین پرستارو — نہ روکو لوٹنے دو مجھکو تم کانٹون کے بستر پر
وفاؤن سے سوا لذت اوٹھاتے ہین جفاؤن مین — ہمارا دم نکلتا ہے حسینانِ ستمگر پر

قدم پڑتے ہین کس کس ناز سے رفتار تو دیکھو — فدا ہین لاکھ جانین میری اوسکی ایک ٹھوکر پر

تمنائے شہادت لکھ کے لادعوی بھی جب لکھا — لہو سے مہر کی سر نامۂ مکتوب دلبر پر

رہا اندیشۂ سوزن بھی پاس اونکی مژگان کا — نکالا پاؤن سے کانٹا اگر تو رکھ لیا سر پر

حسین ہین قہر یون نے جب ترا اوٹہا سا قد دیکھا — کہین ہنس ہنس کے کیا کیا پھبتیان سرو و صنوبر پر

وہ مجرم ہین ہماری روبکاری کا جو وقت آیا — تو زردی چھا گئی ہیبت سے روئے اہل محشر پر

کہا تھا دیکے خط لینا بلائین بھی یقین یہ ہے — کہ اونکے سر کا چھپکا پڑ گیا کوئی کبوتر پر

دماغ اتنا کہان حوراو ٹھہ سکے در دسر دولت — کیا بالفرض گر سایہ ہما نے بھی مرے سر پر

خدا کے فضل سے محشر میں اس عاصی کو دیکھو گے — کھڑی ہونگی مرے لینے کو حورین خلد کے در پر

وہ ہین ذی آبروا سے زاہدو ہم میکدے والے — نماز اکثر پڑھین قدسی ہمارے دامن تر پر

طبیب آگاہ ہون تا گرمی تپہاے ہجران سے — کوئی اسپند مٹھی بھر چھڑک دے میرے بستر پر

شب مہتاب مین ہو میکشی کی اور کیفیت — اگر مینا گلابی سا قیا ہو ساغر زر پر

یہ خود ہی کو دکان سنگ زن سے چھیڑ کرتا ہے — بڑین پتھر آتی اس جنون فتنہ پرور پر

خوشامد کیون کرون گر جذب مین ہے کچھ اثر وحشی
تو سن لینا کہ وہ خود دوڑتے آئے مرے گھر پر

رخ ترا یاد آگیا گل دیکھکر — زلف کا دھیان آیا سنبل دیکھکر

چشم میگون یاد آتی ہے مدام — کیون نہ روئین ساغر مل دیکھکر

گریہ ہی اپنے جنون کا جوش ہے — بیڑیان جھنکیگے کاکل دیکھکر

یاد آتا ہے زوال حسن یار — ماہ کامل کا تنزل دیکھکر

جب نہ آئے وصل کی شب صبح تک — جان دی اونکا تغافل دیکھکر

اور بھڑکائی جنون نے دل مین آگ
جوشِ دود آتشِ گل دیکھکر

مجھکو تیغ یاس سے کشتہ کیا
قتل مین اونکا تامل دیکھکر

مجھ پہ ہوتا ہے فرشتون کو بھی رشک
بارِ الفت کا تحمل دیکھکر

ہم نگہ کو اونکی سمجھے شاہباز
خونفشان مژگان کا جنگل دیکھکر

ہم ہوئے مایوس وہبی قتل سے
جوہر تیغ تغافل دیکھکر

نہین ہوا سے دلِ ناشاد مستی لعلِ جانان پر
پڑا ہے بخت اسکندر کا سایہ آبِ حیوان پر

ہوا جس روز سے در پردہ اونکو شوقِ نظارہ
لگی رہتی ہین آنکھین رخنۂ دیوار جانان پر

ارادہ قتل کا گر فصلِ گل مین ہے تو لے قاتل
چمن بندی کے جوہر جا بجا ہین شمشیر بران پر

یہانتک ہے ترا پاسِ ادب او طفلِ نصرانی
نہین ہے آجتک ٹوپی سرِ مہرِ درخشان پر

سرِ شام آکے مہتابی پہ وہ جلوہ دکھاتے ہین
چھٹیگی ایکدن مہتاب روکے ماہِ تابان پر

مرے نالون پہ گر ہے صورِ اسرافیل کا دھوکا
گمانِ صبح محشر ہے مرے چاکِ گریبان پر

سمایا پاسِ ادب اس درجہ ہنگامِ شہادت بھی
پڑی اوسکے نہ خونکی چھینٹ تک قاتل کے دامان پر

اگر گھونگھٹ ہٹائینگے وہ اپنے روے روشن سے
گمان کیا کہ شب تاب ہوگا ماہِ تابان پر

جبینِ افشان جو پیشانی پہ چنسے ہین یہ حیران ہون
ستارونکی چڑھائی کیون ہوئی مہرِ درخشان پر

نظر آئے جو خالِ لب تو مین نے یہ کہی پھبتی
چڑھائی زنگیون کی ہوگئی شہرِ بدخشان پر

یہ طفلِ اشک کیا نٹ کا تماشا سیکھ آیا ہے
کبھی دامن پہ جاتا ہے کبھی ہے نوکِ مژگان پر

سبق جبسے پڑھا غنچون نے اوراقِ بہاری کا
یہ لڑکے معترض ہوتے ہین سعدی کی گلستان پر

رسائی ہوگئی اپنی کمندِ آہ سے وہبی

برنگِ ورزدہم جا بہونچے قصرِ شاہِ خوبان پر

چشمِ تر کے سامنے گر آئے ابر
سامنا برسات مین ہو جائے گرہ
اوسکی رحمت ہے جو تربت پر پری
مردمِ آبی مین ہو ذی آبرو
سایۂ تربت پر بہاری گر نہو
چشمِ گریان سے مری شرما گیا
سینۂ پُرسوزان سے گر آوے بخار
برق چمکے گر نکالون دل سے آہ

سبکی نظرون سے ابھی گر جائے ابر
دیدۂ تر سے مرے شرمائے ابر
شامیانے کیطرح سے چھائے ابر
میرے اشکون مین جو غوطے کھائے ابر
دودِ آہِ آتشین بنجائے ابر
اب یقین ہے پھر نہ مُنہ دکھلائے ابر
آگ پانی کے عوض برسائے ابر
مین جو رُودون تو ابھی گھر آئے ابر

میری چشمِ تر کا ہے وہبی یہ قول
موںنھہ چرٹھے میرے تو مُنہ کی کھائے ابر

ردیف الزاء معجمہ

آیا نہ میرے گھر مین وہ رشکِ قمر ہنوز
کوچہ مین اوسکے کٹتے ہین لاکھون ہی ہر ہنوز
رونکو نہین ہے جو ملال یہ میرے نظر ہنوز
ای بحرِ حُسن آپکے دانتون کی یاد مین
یہ سِرِّ غیب کچھہ نہ کھلا ہم پہ آجتک
وصلت مین بختِ خفتہ کی تاثیر ہے وہی

ای جذبِ دل دکھایا نہ تو نے اثر ہنوز
آیا نہ رحم پر جُبتِ بیداد گر ہنوز
میری طرف سے رہتے ہین وہ بیخبر ہنوز
موتی لٹا رہی ہے مری چشمِ تر ہنوز
وہم و گمان مین بھی نہین اونکی کمر ہنوز
بیوقت بول اوٹھتا ہے مرغِ سحر ہنوز

وجہی نجاؤگی لبِ لعلین کی دل سے یاد
بہتے ہین میری آنکھون سے لختِ جگر ہنوز

دکھلائی تھی جب آہ سنے تاثیر چند روز
تب مہربان رہا ہے وہ بے پیر چند روز

کیون مبتلائے عشق ہین یہ کچھ نہ پوچھیے
دیکھی ہے ہمنے آپکی تصویر چند روز

پابندِ عشق میری طرح قیس کب رہا
پہنی تھی اوسنے پانون مین زنجیر چند روز

تدبیر اونکے وصل کی تو کر چکے بہت
اب آزمائین جی مین ہے تقدیر چند روز

پھر تو وہی ہے بھول وہی چھپے وہی
گھبرانہ اور بلبلِ دلگیر چند روز

گھٹ گھٹ کے جانِ زار نکلجائیگی مری
برہم رہی جو زلفِ گرہگیر چند روز

اوس مہ جبین کا عشق رہے کچھ دن اور بھی
چمکا دے یا خدا مری تقدیر چند روز

ابرو کے عاشقون کو وہ دیتے ہین یہ سزا
گردن جھکی رہے تہِ شمشیر چند روز

وحشت پہ اپنے پھر نہ ہنسے قیس کو گھمنڈ
پہنے جو میرے پانون کی زنجیر چند روز

برسون وہ خواب مین بھی نہ آئے کبھی نظر
برگشتہ کیا رہی مری تقدیر چند روز

کس منہ سے حسنِ یار سے کرتا ہے سامنا
ہے ماہ چار دہ تری تنویر چند روز

رنگین بیان وہ ہو کہ جھڑین اوسکے منہ سے پھول
بلبل سنے جو آپکی تقریر چند روز

یہ کہکے وہ فراق کے ہوتے ہین عذرخواہ
وجہی یہی تھی خواہشِ تقدیر چند روز

ردیف السین مہملہ

اونکی فرقت کا جو ہے رنج و محن ایکی برس
کیا عجب گر ہو فراق جان و تن ایکی برس

گر نہ آیا بر مین وہ رشک چمن ابکی برس
گل کھلائیگا نیا داغ کہن ابکی برس

باؤلی ہے عقل میری اب جو اوسکی چاہ مین
کیا کنوئین مین جھکو ائیگا چاہ ذقن ابکی برس

دیکھیے لاتی ہے اپنے پیچ مین کس کا دل
بن کی لیتی ہے وہ زلف پر شکن ابکی برس

اک لب رنگین کا کشتہ ہون عجب اسکا نہین
سرخ ہو جائے اگر میرا کفن ابکی برس

پھول سے رخ کا تمھارے اینہ گر پڑ جائے عکس
کیا ہی پھولین میرے داغون کے چمن ابکی برس

عاشقون کو قتل کرتا ہے اشارون سے وہ ترک
یہ نئے انداز کا ہے بانکپن ابکی برس

کوہ و صحرا سرخ ہو جائینگے میرے خون سے
رنگ لائیگا مرا دیوانہ پن ابکی برس

فصل گل کا جوش اے وہبی اگر یون ہی رہا
دھجیان ہوگا ہمارا پیرہن ابکی برس

ردیف الطاء مہملہ

پہونچے کسطرح سے ہمارا خط
نہین لیتا وہ ماہ پارا خط

اونکے گھر کا پتا نہین ملتا
میرا پھرتا ہے مارا مارا خط

اپنی تقدیر کا لکھا دیکھا
جب پڑھا ہمنے اونکا سارا خط

دوسرا خون لینگے گردن پر
بھیجتے ہین اونھین دوبارا خط

تھا اشارہ کہ رو دو قسمت کو
سر پہ قاصد کے کھینچ مارا خط

دوستی ایک خط بے نقط کی
نہ لکھا پھر مجھے دوبارا خط

آب حیوان کی راہ بھولین خضر
دیکھ پائین اگر تمھارا خط

اپنی آنکھون مین نور آتا ہے
کسقدر اپکا ہے پیارا خط

کہا قاصد سے سر قلم ہوگا
لائیگا تو اگر دوبارا خط

قاصد آیا بدن میں جان آئی
ہوگیا زیست کا سہارا خط

رات بھر کیوں تڑپتے ہو وہبی
نہ لکھے گا وہ ماہ پارا خط ✤

ردیف العین مہملہ

روشن کرے جو ہاتھ سے وہ گلعذار شمع
پروانہ ساں ہو بخت پہ اپنے نثار شمع

دیکھا ہے بیحجاب جو اونکو تو شرم سے
گل ہوگئی ہے وصل کی شب بار بار شمع

آیا نہ اونکو رحم کبھی میرے حال پر
پروانے کے تو حال پہ ہے اشکبار شمع

اللہ رے اشتیاق سوے درنگاہ ہے
محفل میں کر رہی ہے ترا انتظار شمع

آیا نہ فاتحہ کو بھی وہ قبر پر مگر
روتی ہے بیکسی پہ مرے زار زار شمع

ہو دفن عاشق رخ انور جو دشت میں
قندیلیں چشم غول ہوں ہر اک غار شمع

وہبی بنائیگی کبھی عصیان کی تیرگی
روشن مزار پر جو ہمارے ہزار شمع

اونکے رخ سے ہوگئی ہے بے نور شمع
کیا عجب محفل سے ہو کافور شمع

پڑ گیا جو اوس رخِ انور کا عکس
بن گئی ہے شاخِ سنانِ طور شمع

چھپ رہا ہوں سوزِ غم سے میں تو آپ
پاس سے لیجاؤ میرے دور شمع

گر ہوس جلنے کی اوسکے دل میں ہے
دیکھ لے میرا تنِ محرور شمع

میرے داغِ دل کی سوزش دیکھکر
اب بنے گی صورت ناسور شمع

ہے یہ پروانون کی باعث سے فروغ — حسن پر اپنے نہو مغرور شمع

ساقیِ پاک کے عشق مین دیتا ہون جان — لائیگی تربت پہ میری حور شمع

اونکے استقبال کو جاتی ضرور — کیا کرے ہے پاؤن سے معذور شمع

مجھ سے سیکھا مردون جلنے کا طرز — تب ہوئی ہے خلق مین مشہور شمع

مجھکو یہ کہکر رولاتا ہے وہ شوخ — صبح ہوتی ہے ہوئی بے نور شمع

وادیِ ایمن سنے سارا جہان — گہ جلائے وہ سراپا نور شمع

ایک دم وہبی نہین تھمتے ہین اشک
کسکے غم مین ہوگئی رنجور شمع

ردیف الغین معجمہ

گلشن مین جاکے ہمنے حباب وسبو دکھائے داغ — لالے نے اپنے دل پہ خجالت سے کھائے داغ

پہلے پھپولا دل کا تھا ناسور اب ہوا — وہ ابتدائے داغ تھی یہ انتہائے داغ

چھریان بنو ہین پھولون کی اے گل ہمارے ہاتھ — ہمنے تمھارے چھلون کے اسطرح کھائے داغ

دامن نہ میرے خون کا محضر ہو حشر مین — قاتل رہے خیال کہین رہ نجائے داغ

ہو کسطرح نہ زیر نگین وادیِ جنون — سایۂ فلک ہے سر پہ ہمارے ہمائے داغ

کیا پوچھتے ہو عشق مین وہبی جو حال ہے
غم کے لیے جو دل ہے تو سینہ برائے داغ

سیراب دل ہے یہ کہ ہین جسپر ہزار داغ — کیا فخر ہے جو لالے کے دل پر ہین چار داغ

ساقی نہین چمن مین اگر اپنا ہمنشین — دیتی ہے میرے دل پہ نفس بہار داغ

گر بادشاہ چرخ کے سامنے ہین ہین تو کیا
رکھتے ہین اپنے سر پہ ترے دلفگار داغ

اس چرخ پیر کو بھی ہے اک نوجوان کا عشق
تارون سے اوسکے دل پہ ہوئے بیشمار داغ

محفل کا اپنے سر پہ چراغان بنائیے
مثل چراغ تن پہ ہین میرے ہزار داغ

اوس شعلہ رو کے ہجر مین وہبی یہ حال ہے
پھکتا ہے غم سے جسم مرا ور گنار داغ

ردیف الفاء

دیکھتے ہین جب سے ہم رخسار جانان کی طرف
رخ نہین پھیرے سے کرتے ماہ تابان کی طرف

پہلے تھا اوٹھا اشارہ میرے ایمان کی طرف
لیکے ایمان اب توجہ ہوگئی جان کی طرف

کوئے جانان سے وحشت مین بھی چھٹنے کی نہین
مثل مجنون ہم نہ جائینگے بیابان کی طرف

دونی وحشت ہوگئی ہے آتے ہی فصل بہار
خود بخود ہاتھ اپنے جاتے ہین گریبان کی طرف

رو ترا آتشناک دکھلائے اگر وہ رشک گل
پاؤن جلجائین جو پھیر جاؤن گلستان کی طرف

کہدو مانی سے کہ میری اسطرح کھینچے شبیہ
سر ہو سوئے پاے قاتل ہاتھ دامان کی طرف

جسنے دیکھین میری چشم تر کی گوہر باریان
آنکھ اوٹھا کر پھر نہ دیکھا ابر نیسان کی طرف

حشر برپا ہو گیا پازیب کی جھنکار سے
جب گذر اوسکا ہوا شہر خموشان کی طرف

مثل آئینہ اوسے حیرت سے سکتا ہوگیا
جسنے دیکھا اک نظر بھی جسم جانان کی طرف

بات ہنسکر کیجیے ملجائے سب کا خونبہا
ایکدن تو جائیے گنج شہیدان کی طرف

گر قسم لینا ہے لیجے مصحف رخسار کی
کیون اٹھائین ہاتھ اب ہم اپنا قرآن کی طرف

پشت لب پر اذن ہے سبزۂ خط کی نمود
ہے گذر اتنا خضر کا آب حیوان کی طرف

غیر ممکن ہے کہ جھپکے آنکھہ دم بھر بھی مری
بندھ گئی ہے ٹکٹکی اوس ساکِ دندان کی طرف

جان لیگی ایکدن وحشی تمھاری چشمِ یار
نشترِ مژگان کا رُخ ہے اب رگِ جان کی طرف

ردیف الکاف

کچھہ دور نہین ہے جو وہ آئین مرے گھر تک
جا سکنے لگی پھر آہِ رسا بابِ اثر تک

کیا ذکرِ رسائی نہوئی اوسکو خبر تک
مر رہیگے اگر آئے بھی ہم یار کے در تک

ہین شام ہی سے موت کے آثار ہویدا
بیمارِ محبت نہین بچنے کا سحر تک

محروم رہے وصل سے کھونے گئے ایسے
کیا ذکر دہن کا نملی اونکی کمر تک

سودائے سرِ زلف سے اے حضرتِ ناصح
مین باز نہ آونگا اگر جائیگا سر تک

بالین پہ رہا میرے اِک انبوہِ احبا
اے جان مگر تمنے نہ لی میری خبر تک

کیا شوقِ اسیری ہے کہ بے بال و پری مین
پاؤن سے چلا جاتا ہون صیاد کے گھر تک

زلف و رخِ جانان کا تصور ہے جو دل مین
ازشام سے ہم تجھہ کے روتے ہین سحر تک

عضو ایک سزا وارِ بہرعت اب نہین باقی
مژگان نے تری چھید دیا لختِ جگر تک

کب یاد دہن مین نہین رہتا ہون مین وحشی
آتا نہین کب سیل سرشک اپنی کمر تک

تیرے عاشق کی کبھی کرتی ہے تقدیر اتبک
وصل کی رات نہ آئی کوئی تدبیر اتبک

میرے دل سے نہین معلوم ہوئی کیا الفت
نہین سینے سے نکلتا ہے ترا تیر اتبک

اپنی شہرت کی ہنوز اونکو ہوس باقی ہے
لاش میری وہ کیا کرتے ہین تشہیر اتبک

پر سرِ رحم نہ وہ قاتلِ خونخوار آیا — نہ گیا حلق مین آب دمِ شمشیر اتبک

چاند کو روز رہا کرتا ہے گھٹ بڑھ لیکن — تو وہ ہے ماہ کہ یکسان رہی تنویر اتبک

چشمِ بد دور تغافل کے وہی ہین انداز — قتل مین میرے کیا کرتے ہین تاخیر اتبک

عمر گذری نہوا اونکا صحیفہ نازل — میرے پڑھنے مین نہ آیا خطِ تقدیر اتبک

بیگناہی کا مرے ایک یہ ادنی ہے اثر — خون روتے ہین ترے جوہرِ شمشیر اتبک

قیس کے بعد تو کب کا ہوا ہوتا ویران — مجھ سے آباد رہا خانۂ زنجیر اتبک

دام مین لا نگی سمجھے کیا کسی جانباز کا دل — بل کی لیتی ہے جو وہ زلفِ گرہگیر اتبک

اک زمانے کی تو کین مشکلین آسان مگر — کچھ نہ لی میری خبر حضرتِ شبیر اتبک

ہوگیا دردِ جدائی سے تو وحشی کا وصال
سوچتے ہی رہے وہ وصل کی تدبیر اتبک

ردیف اللام

وہ دل اب ہو کب دل لگانے کے قابل — نہین ہے جو صدمے اوٹھانے کے قابل

اوٹھایا جو آدم نے بارِ امانت — ملک کب تھے وہ بوجھ اوٹھانے کے قابل

مجھے قتل کرکے پشیمان ہے قاتل — رہا کون اب ناز اوٹھانے کے قابل

عجب کیا ہے گر ہجر مین جان دیدون — یہ صدمے نہین ہین اوٹھانے کے قابل

مین تھا طالبِ دید ہو قبر مین بھی — کوئی روزن آنکھین لڑانے کے قابل

گرہ اونکی نظرون سے بیزار ہوکر — کہ لاشہ نہین ہے اوٹھانے کے قابل

رہا ہے کیون اونکی فرقت مین جیتا — نہین اب ہون مین منہ دکھانے کے قابل

بہت شعلہ رو ہین زمانے مین لیکن / وہی شمع ہے لَو لگانے کے قابل

چھپایا کیے منہ شب وصل مجھ سے / نہ سمجھے مجھے منہ دکھانے کے قابل

امانت یہ ہے ایک پردہ نشین کی / نہین زخم دل ہے دکھانے کے قابل

اشارہ ہے مجھ سے یہ دستِ جنون کا / گریبان ہے پرزے اوڑانے کے قابل

یقین ہے کہ اب تو جواب خط آئے / ہوئے وہ کبوتر اوڑانے کے قابل

سہو رنج جو کچھ ہون الفت مین وہبی / یہ شکوہ نہین منہ پہ لانے کے قابل

رہتی ہے رات دن یہی اب تو دعاے دل / دشمن کا بھی خدا نہ کسی سے لگاے دل

سوچے ہوئے ہین آپ نئی یہ سزاے دل / ہو کر مسیح کچھ نہین کرتے دواے دل

مہمان رہا ہے روز خیال اک حسین کا / خالی نہین رہی کبھی مہمانسراے دل

پہلو سے اونکے اوٹھتے ہی کیا جانے کیا ہوا / اک درد ہو رہا ہے ہمارے بجاے دل

جاتا تو ہون مین آپ سے لیکن یہ خوف ہے / کوچے مین اوسکے جا کے کہین رہ نجاے دل

سوئے وہ پیٹھ پھیر کے قسمت کے پھیر سے / حاصل ہوا نہ وصل مین بھی مدعاے دل

اشکون کے ساتھ بہتا ہے خون ہو کے ہجر مین / کیون مبتلا ہوا تھا یہی ہے سزاے دل

نازل بلا ہو سر پہ تو اچھا ہے وہ مگر / زلفون کے پار پیچ سے خالق بچاے دل

اعضا فراقِ یار مین سب دے گئے جواب / کوئی نہین ہے پاس ہمارے سواے دل

ہمدرد کے سوا نہین دیتا ہے کوئی ساتھ / جز شمع کون میری لحد پہ جلاے دل

وہبی نہ باز آتے تھے عشقِ بتان سے تم / اب جان پر بنی ہے تو کہتے ہو ہاے دل

پیش نظر ہے جلوۂ جانانہ آج کل
گھر اپنا بنگیا ہے پریخانہ آج کل

رہتا ہے کس پری کا مجھے دھیان ہر گھڑی
قابو مین کیون نہین دلِ دیوانہ آج کل

کیونکر نہ کھائے پیچ دلِ صد چاک پیچ و تاب
ہمدوش اونکی زلف سے ہے شانہ آج کل

شوقِ شراب رہتا ہے اونکو بھی اب مدام
آنکھین نشیلی چال سے ہے مستانہ آج کل

وہ رندِ بادہ خوار ہون پھرتی ہو ہر گھڑی
آنکھون مین اپنے گردشِ پیمانہ آج کل

غیرت سے جلکے خاک نہ کیونکر رقیب ہو
مین اپنی شمع رو کا ہون پروانہ آج کل

کیونکر نہ میرے عشق کا شہرہ ہو قاف تک
رہتا ہون اک پری کا مین دیوانہ آج کل

اتنا اثر تو اون پہ کیا جذبِ شوق نے
سنتے ہین میرے عشق کا افسانہ آج کل

ہے فصلِ گل زبون ہو کسی بادہ خوار کا
ساقی نہ رکھیو ہاتھ سے پیمانہ آج کل

وحشی رہین ہر یکو ہو جاتی ہے شفا
دار الشفا ہے یار کا کاشانہ آج کل

ردیف المیم

بیتاب ہو رہے تھے جو دردِ جگر سے ہم
افسوس کچھ بھی کہہ نہ سکے نامہ بر سے ہم

اوس نونہالِ گلشنِ خوبی کی یاد مین
مل مل کے روتے پھرتے ہین اک اک شجر سے ہم

فرقت مین کی کے ہپونچے لبِ گور تو تک
پوچھین بتا عدم کا مسافری کر سے ہم

اس بوستانِ عشق مین گر نخلِ جسم کا
سر کٹتا ہے ثمر سے تو گذرے ثمر سے ہم

کس درجہ تھا طویل فسانہ فراق کا
کچھ لکھتے لکھتے بھول گئے نامہ بر سے ہم

اے چرخ تو نے کشتہ ہی آخر کو کر دیا
شوقِ لبے کے پائے نہ اوس سیمبر سے ہم

وحشی نہیں ہے روزِ جزا خوف کچھ ہمیں
رکھتے ہیں اعتقادِ شہِ بحر و بر سے ہم

ننگ سے رکھتے ہیں مطلب نہ کچھ اب نام سے ہم / عاشقِ زار ہیں ہم رہتے ہیں ناکام سے ہم

بسکہ تھی اپنے اسیروں سے محبت اوسکو / دام میں صیاد پھنسا چھوٹ گئے جب دام سے ہم

ایک کانٹا سا کھٹکتا ہے دلِ بلبل میں / رکھتے ہیں جب سے تعشق کسی گلفام سے ہم

ایکدم بھی نہیں ہم یادِ خدا کرتے ہیں / کام رکھتے ہیں تو کچھ اوس بتِ خودکام سے ہم

ساقیا دَور میں تیرے نہیں کچھ اور طلب / ہو گئے مستِ مے عشق بس اک جام سے ہم

شمع کیطرح سے رو رو کے سحر کر دی ہے / جبکہ بیٹھے ہیں تصور میں ترے شام سے ہم

کام رکھتے ہیں نہ دنیا سے نہ مطلب دین سے / عشق میں تیرے صنم اتنے گئے کام سے ہم

شامِ امید سحر بھی ہوئی پر آیا نہ وہ / کب تلک دیکھیے اوس شوخ دلآرام سے ہم

دَور میں چشمِ سیہ مست کے اوسکی وحشی
خوف رکھتے نہیں کچھ گردشِ ایام سے ہم

ردیف النون

جامِ حسرت جو مئے وصل سے جب بھر لیتے ہیں / ہمسے فرقت میں یہ وہ دیدۂ تر لیتے ہیں

دمِ قاتل مرے آگے جو بشر لیتے ہیں / ہاتھ سینے سے کلیجے پہ وہ دھر لیتے ہیں

صبح ہوتے ہی چلا وہ گلِ تر پہلو سے / ٹھنڈی سانسیں صفتِ بادِ سحر لیتے ہیں

جام خالی نظر آتا ہے ہمیں جب ساقی / خونِ دل آنکھوں کے پیمانوں میں بھر لیتے ہیں

نقشۂ حسن نے مدہوش کیا ہے اوسکو / کب کسی صورتِ محبت کی خبر لیتے ہیں

ہمسے کیا بعدِ فنا بھی ہے اون آنکھون کو خلش
سبزۂ قبر ہرن آسکے جو چر لیتے ہین

عزم کرتے ہین اگر ملکِ عدم کا جانباز
زادِ رہ تیرے غمِ عشق کو کر لیتے ہین

اے شہِ حسن سواری کو تری دیکھکے گل
مرکبِ شاخ سے گلشن مین اوتر لیتے ہین

کیا نزاکت ہے کہ آجاتا ہے چہرے پہ عرق
ہاتھ مین اپنے کوئی گل وہ اگر لیتے ہین

کیا تغافل ہے وہ آتے ہین عیادت کے لیے
جبکہ جانباز زمانے سے گذر لیتے ہین

گل پہ گل کھاتے ہین ہر روز نئے داغ پہ داغ
ہم یہ گلزارِ محبت سے ثمر لیتے ہین

نیل پر ہوتا ہے ہمکو کلفِ ماہ کا شک
بوسۂ رخ جو ہم اے رشکِ قمر لیتے ہین

کبھی زلفون کا ہے سودا کبھی عارض کا جنون
اک بلا سر پہ نئی شام و سحر لیتے ہین

نامہ کس لاج سے پہونچائے کبوتر میرا
وہ اوڑانے کو بھی کوئی نہین پر لیتے ہین

جسمِ زار اوسکی گلی تک نہین جبکہ پہونچے
اتنا احسان ترا ہم دیدۂ تر لیتے ہین

شبِ غم کٹتی نہین ہے تو سحر مین شکوہ کیا
ہم بھی اب صبحِ قیامت کی خبر لیتے ہین

ہچکیاں آکے چلی آتی ہین وسی شاید
اپنے محبوسے ہمدان کی پھر وہ خبر لیتے ہین

سمایا جب سے ہے وہ گلعذار آنکھون مین
ہر ایک گل نظر آتا ہے خار آنکھون مین

بتاؤ کسکا ہوا جامِ آرزو لبریز
کہ نشہ کا ہے ابھی تک خمار آنکھون مین

یہ کسکے دید کی مشتاق ہے دمِ آخر
کہ میری روح کو ہے انتظار آنکھون مین

جو چاہتے ہو عصا ایک کرلے بیمار
لگا کے سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین

وہ رشکِ گل جو نہین ہے ہمارے پہلو مین
ہے رنگِ خار سے فصلِ بہار آنکھون مین

تمھاری دید کے سودے مین آگیا شوحال
تڑپ تڑپ کے دلِ بیقرار آنکھون مین

اسی سبب سے تو کھلتی نہیں ہے آنکھ مری
پھرا ہی کرتی ہے تصویرِ یار آنکھوں میں

میں دیکھتا نہیں ہو جب سبزۂ نوخیز
کھبی ہے سبزۂ خط کی بہار آنکھوں میں

مثالِ مردمکِ چشم ہے یہ مدِ نظر
رہیں حضور ہی لیل و نہار آنکھوں میں

دعا یہ رہتی ہے وحشیؔ کہ اونکے تلوے کا
لگاؤں سرمے کی صورت غبار آنکھوں میں

اونکے وعدوں کا اعتبار نہیں
ہاں کبھی ہے تو بار بار نہیں

اپنے بر میں وہ گلعذار نہیں
کچھ بھی کیفیتِ بہار نہیں

دفن ہونگے تمھارے کوچے میں
کچھ ہمیں حاجتِ مزار نہیں

نہ چھپو مجھ سے مثلِ نکہتِ گل
میں تمھارے گلے کا ہار نہیں

جلد آؤ کہ جان جاتی ہے
دلِ بیتاب کو قرار نہیں

چھوڑیے آپ شاہبازِ نظر
مرغِ دل میرا کیا شکار نہیں

شبِ وصلت میں کرتی ہے بیچین
آپکی ایک ہاں ہزار نہیں

دستِ وحشت کی شوخیاں دیکھو
کہ گریبان میں ایک تار نہیں

میرے پہلو سے اوٹھکے وہ بولے
تجسے صحبت مری برار نہیں

وہی ہم تم ہیں پھر سبب کیا ہے
اب وہ باتیں نہیں وہ پیار نہیں

وصل ہو یا وصال ہو وحشیؔ
اب مجھے تابِ انتظار نہیں

گلِ عارض نہ کبھی سیبِ ذقن دیتے ہیں
بار دل کو مرے یہ غنچہ دہن دیتے ہیں

کشتۂ ناز کو وہ اپنی گلی میں ہر گز
نہ زمیں دیتے ہیں دو گز نہ کفن دیتے ہیں

بستے موتون نہین مل سکتا ہے بوسہ لب کا
نقدِ جان لیتے ہین تب لعلِ یمن دیتے ہین

کشتۂ چشم ترا جان سکے مجھکو احباب
پردۂ چشمِ غزالان سے کفن دیتے ہین

گلشنِ حسن لٹاتے ہین وہ اپنا ایسا
پھول مانگے جو کوئی اوسکو چمن دیتے ہین

غیر ممکن ہے کہ ناسمجھون کو ہو وقعتِ سخن
جو سخندان ہین وہی دادِ سخن دیتے ہین

چشمِ بددور یہ شہرہ ہے ترے حسن کا اب
مدترا آنکھین تجھے آہوئے ختن دیتے ہین

نہین ہوتی ہے اگر حب شفا سے صحت
بوسۂ خال بھی اے مشفقِ من دیتے ہین

بیڑیان توڑ کے کرتا ہون جو عزمِ صحرا
پانو جکڑنے کے لیے زلفون کی رسن دیتے ہین

خاک مین ملگیا وہبی نہ تجھے رحم آیا
رنج اسطرح بھی اے چرخِ کہن دیتے ہین

جان جاتی ہے مری اونکو خبر کچھ بھی نہین
تجھ مین اے نالۂ جانسوز اثر کچھ بھی نہین

تیغ ابرو وہ دکھا کر یہی فرماتے ہین
اسکے آگے جو ہو سینہ سپر کچھ بھی نہین

حالتِ نزع مین تم آئے ہو کیونکر دیکھون
نور آنکھون مین اب ہے نورِ نظر کچھ بھی نہین

گو خطا مین نہین ہین مجھ مرے پر سب کچھ ہین
ظلم و جور آپکے سب کچھ ہین مگر کچھ بھی نہین

تپِ فرقت نے یہان اپنا کیا کام تمام
بیخبر آج تلک تجھکو خبر کچھ بھی نہین

راتدن اوس رخ و گیسو کا تصور ہے مجھے
مشغلہ اسکے سوا شام و سحر کچھ بھی نہین

عارضِ حسن پہ نازان ہین عبث یہ مہوش
بات مہر و قمر کا عالم ہے سحر کچھ بھی نہین

منزلِ گور مین کیا دیکھیے ہم پر گذرے
غمِ عصیان کے سوا زادِ سفر کچھ بھی نہین

کیون ہم اشک مین ترسنے نہ ڈبویا مجھکو
آبرو اب تری اے دیدۂ تر کچھ بھی نہین

سچ ہے بیجا ہیچ جو سمجھے ہین اسے سب شاعر
غور سے دیکھتے ہین تو وہ کمر کچھ بھی نہین

عالم ہوا [illegible] کس طرح [illegible] ان کو سمجھون
کیون یہ سب کچھ نظر آتا ہے اگر کچھ بھی نہین

عاشقی کر کے نہ پھل پاؤ گے ہرگز وحشی
نخل الفت مین بجز داغ ثمر کچھ بھی نہین

گر ملی شمع [illegible] نہ ہون
مین چراغ طور کا پروانہ ہون

کیون نہ اب سمجھون سلیمان آپکو
تو پری ہے مین ترا دیوانہ ہون

نرگس بیمار کا بیمار ہون
آ مین عیسی بھی تو مین اچھا نہ ہون

جسمین ہے سوز و گداز شمع طور
روش چراغ حسن کا پروانہ ہون

مدتون دیر و حرم کی سیر کی
کچھ دنون سے وارد میخانہ ہون

کر لیا دورے مین ساقی نے شریک
مین نثار گردش پیمانہ ہون

شمع و گل ہین عارض و بینی یار
مین کبھی بلبل کبھی پروانہ ہون

چشم تر ہوتے ہے صدف سے ہمسری
اشک کہتا ہے کہ مین دردانہ ہون

آئنہ ہو سینہ یہ دل صد چاک کی
زلف وہ کہہ لین تو مین بھی شانہ ہون

مجھکو سمجھے ہین وہ اپنا آشنا
اسلیے مین آپ سے بیگانہ ہون

ہے خبث دہقان کو امید نمو
جسپہ بجلی گرتی ہے وہ دانہ ہون

آسیائے چرخ گردان نے جسے
مدتون پیسا ہے مین وہ دانہ ہون

خاک بھی ہو کر نہ نکلی آرزو
تا نہ لب پہونچا مین وہ پیمانہ ہون

دیکھے دل وحشی مصیبت مین پڑون
مین کوئی نادان نہین فرزانہ ہون

یہی تھی عشق کی دولت مری زیور لڑکپن مین
پڑی ہے پاؤن مین زنجیر لپٹے طوق گردن مین

عبث مایوس تو بیٹھا ہے مجنون ایک مدت سے
نظر کر جلوۂ لیلی ہے ہر سو نجد کے بن مین

جو کرنا ہے تو کر لے سیر چپکے ایکدم تو اے بلبل
خزان آئیگی گل باقی رہینگے پھر نہ گلشن مین

مقابل ہو سکین خورشید و مہ کب اوس پری رو کے
تجلی اسقدر بخشی ہے حق نے روے روشن مین

مری تصویر اور اوسکی فنا با اسطرح مانی
جو سر ہو پاؤن پر اوسکے تو ہو ہاتھ اوسکی گردن مین

صفت کب کرسکے وہبی دہن مین ناہی زبان تمام
ہزارون ناز اور انداز ہین اوس شوخ پرفن مین

نام خدا وہ ناز سے اترائے جاتے ہین
چوٹی کا دوجہب پہ شرف سے بل کھائے جاتے ہین

دلکو ہم اپنے کہکے یہ سمجھائے جاتے ہین
کر صبر تھوڑی دیر کہ وہ آئے جاتے ہین

کیا جانیے کہ وصل مین کیا بات ہو گئی
آنکھین نہین ملاتے ہین شرمائے جاتے ہین

صد شکر آج کرتے ہین ایفاے وعدہ وہ
محشر مین ہم بھی سامنے بلوائے جاتے ہین

کیسا ہے خوف اونکو رقیبون کا دیکھنا
بیٹھے بھی ہین وہ پاس تو گھبرائے جاتے ہین

پابند وضع وہ ہین کہ باوصف ظلم و جور
جی چاہتا نہین ہے مگر آئے جاتے ہین

کھائے و قسمین جو زلف تمھاری کبھی چھوئین
لو اب تمھارے سر کی قسم کھائے جاتے ہین

زلف سیہ کے پیچ مین کرتے ہین وہ اسیر
ہم کالے جیلخانے کو بھجوائے جاتے ہین

پہلے پہل جو وصل کی شب ہے تو دیکھنا
ڈرتے ہین مارے خوف کے تھرائے جاتے ہین

دل میرا لیکے کیا کہین بھول آئے ہین حضور
کھوئے ہوئے سے آپ تو کچھ پائے جاتے ہین

وہ عاشقون کو سمجھے ہین مزدور سے سوا
صدمے غم فراق کے اوٹھوائے جاتے ہین

کوئی قبا اونکے میل سے ہوگا شگفتہ دل
پھولون کے ہار چوک سے منگوائے جاتے ہین

بستر گلی سے اونکے اوٹھانے کو حکم ہے
ہم گلشن جہان سے نکلوائے جاتے ہین

وہبی کلیجا آتا ہے منہ کو فراق مین
اپنے کیے کی روز سزا پاتے جاتے ہین

مصروف رہا کرتے ہین وہ جور و جفا مین
رکھتے نہین بھولے سے قدم راہِ وفا مین

جانبر کوئی ہونیکا نہین خلقِ خدا مین
انداز نکالے ہین نئے ناز و ادا مین

کٹے عشقِ بتان مین نہ کٹی یادِ خدا مین
برباد ہوئی عمر عبث حرص و ہوا مین

کسطرح کہون مین یہ ضیا سے مقابل
ہے نور کی تنویر تمھاری کفِ پا مین

کھلجاتے ہین اون لوگون کے سب عقدۂ مشکل
دیتے ہین گرہ جو کہ ترے بندِ قبا مین

بجلی نہ گری اپنے رقیبون پہ کسیدن
دیکھی نہ یہ تاثیر کبھی آہِ رسا مین

نازک ہو تم ایسے جو چلو فرش پہ گل کے
چبھ جاے رگِ گل بھی تمھاری کفِ پا مین

وہبی عبث اغماض ہو مفلس سے غنی کو
کچھ فرق نہین زیرِ زمین شاہ و گدا مین

بیخود وہ یون ہین نشۂ حسنِ شباب مین
جسطرح مست ہوتے ہین کیفِ شراب مین

نورِ قدم سے بنگئی نور آ ہلالِ عید
اوس ماہ وش نے پاؤن جو رکھا رکاب مین

برسون خیال مین نہین آتے نہین سہی
صورت کبھی کبھی تو دکھا جاؤ خواب مین

تشنہ آبِ تیغ سے سیراب کیجیے
داخل جناب کیون نہین ہوتے ثواب مین

پیری مین شغلِ شیخ نہین ہم سیاہ کار
کرتے بھی ہین گناہ تو عہدِ شباب مین

زیبندہ ہے یہ اے فلکِ حسن آپ کو
ہون مہر و مہ کے عاشق و معشوق داب مین

یہ جان سے کہ پھر مجھے جیتا نہ پائیگا
قاصد جو تو نے دیر لگائی جواب مین

غل پڑگیا زمین پہ اوتر آیا آفتاب
چہرہ جو لال ہو گیا اونکا عتاب مین

ثابت ہوا کہ قطع محبت اب اوسنے کی
قاصد کا [illegible] جواب مین

بعد فنا بھی دل سے نہ یاد بتان ہو دور
[illegible] شباب مین

میکش یہ کون اوترا ہے دریا مین بہر غسل
ہے ساغر شراب کا [illegible] حباب مین

وحشت جو اپنی وحشت مجنون سے ہے سوا
دو چار حرف پڑھ لیے اسکی کتاب مین

گر شیخ جی نجات کے ہین آپ خواستگار
آ کر شریک ہو جیے بزم شراب مین

تشبیہ کسطرح گل عارض سے دے کوئی
یہ رنگ اور یہ بو نہین پاتے گلاب مین

کیون لن ترانی اونکا نہ تکیہ کلام ہو
بے پردگی سے لطف سوا ہے حجاب مین

آتا نہین ہے یار نہ آتی ہے مجھکو موت
یارب یہ دل پڑا ہے مرا کس عذاب مین

اب زیست سے ہین تنگ رئیسان لکھنؤ
یہ حال کب ہوا تھا کسی انقلاب مین

آئینگے میری قبر مین جب منکر و نکیر
ہونگا کبھی نہ بند سوال و جواب مین

وحیدی اگر ہے گلشن جنت کی آرزو
ہو فرش خاک جا کے رہ بوتراب مین

رہی اک غیرت لیلی کی دل مین جستجو برسون
برنگ قیس ہمنے خاک چھانی کو بکو برسون

نہ لائے کچھ زبان پر ہم خموشی نام ہے اسکا
کیا سینے مین ہمنے اپنے خون آرزو برسون

تساہل اسکو کہتے ہین تغافل نام ہے اسکا
گئی اکدم مین میری جان اور آیا نہ تو برسون

کہین اکدن جو مینے ہاتھ دوڑایا سوئے دامن
نہ آیا اوس پری رو کا تصور روبرو برسون

جو گھڑیون دانت پیسے ہین تو برسون ہونٹھ چبائے ہین
لب رنگین کے غم مین ہمنے تھوکا ہے لہو برسون

پریشانی پہ میری کچھ نہ رحم آیا اوسے ہرگز
کہا زلف دوتا سے حال اپنا مو بمو برسون

حسینون داستان میری سنی ہے عندلیبون نے
اوڑایا ہے گل تر نے تمھارا رنگ و بو برسون

کیا گر شغل میخواری کا تمنے غیر سے وہم بھر
بھرا خون جگر سے ہمنے جام آرزو برسون

کمر کا حل ہوا ہرگز نہ عقدہ موشگافون سے
رہی ہے مجھ سے اثبات دہن مین گفتگو برسون

در میخانہ محراب عبادت سمجھے ہم میکش
شراب حرز تکالی سے کیا ہمنے وضو برسون

کہین ماہ دو ہفتہ کی نظر مجھکو نہ لگجائے
نہ آیا بام پر اس خوف سے وہ ماہرو برسون

ادا ہو سجدہ محراب خم شمشیر قاتل مین
کیا اپنے لہو سے اسلیے ہمنے وضو برسون

تصور مین جو بوسے لیا تھا ہمنے ہونٹھون کا
رہا آزردہ اتنی بات پہ وہ تندخو برسون

نہین کچھ ایک دو دن کا ہون مین شاگرد داغ وہبی
تعلق سے شاعری مین مین زکی ہی گفتگو برسون

غیرون سے قدر گھٹنے مین کب ہم بڑھے نہین
کس روز مجھ پہ آپکے تیور چڑھے نہین

اپنی زبان ہی مین اثر کچھ نہین رہا
وہ کون اسم ہین کہ جو ہمنے پڑھے نہین

لگتی ضرور آگ مگر خیر ہو گئی
نالے ہمارے بام فلک پر چڑھے نہین

ہے شکر کا مقام کہ اس زندگی مین ہم
مردون کیطرح چار کے کاندھے چڑھے نہین

طالع ہمارا بڑا لگتا ہے یون ہی یار
کشتی پہ نوح کے بھی ہم اکدم چڑھے نہین

کنج لحد مین داغ جنون کی رہی بہار
گو پھول بھی تو قبر پہ اپنی چڑھے نہین

جھنڈے پہ ہم چڑھینگے یہی اونکو خوف ہے
قد سے تمھارے سرو چمن مین بڑھے نہین

دو گام اور سے وادی وحشت نہ طے ہوا
فرہاد و قیس ہمسے کسیدن بڑھے نہین

صحرا سے ہو لاک محبت مین سر فروش
پیچھے ہٹے جو پاؤن تو آگے بڑھے نہین

آمد پسند اپنی طبیعت سدا رہی
مضمون شعر ہمنے کسیدن گڑھے نہین

ان نوخطون سے رکھتے ہو وہبی عبث امید

دنی کو دیکھتے ہین ہم وہ مالا مال ہے
مقدرت لیکن کچھ ارباب کرم رکھتے نہین

سرفرازی پائی ہے کیا کبر ہے کس بات پر
پائمال ناز دلبر سر جو خم رکھتے نہین

وہ نگاہ ملتفت ہی تھی اور اب تیور ہین اور
اتنی بھی کیا آنکھ او بے دید ہم رکھتے نہین

قتل کرکے مجھکو وہ سفاک عالم ہوگئے
ہاتھ سے دم بھر بھی اب تیغ دودم رکھتے نہین

وقت وہ ہے کہ دشمن کا تو کیا مذکور ہے
دوستون سے بھی توقع کوئی ہم رکھتے نہین

جس جگہ شہر خوبان ہو یا کہ کوئے یار ہو
بھولکر بھی ایسے کوچے مین قدم رکھتے نہین

گو فنا قائل ہو جاتے ہین کہ فصل پر کیا کرین
ضعف سے چلنے کی طاقت وہ قدم رکھتے نہین

حوصلہ ہمکو خریداری یوسف کا ہے آج
گو کمر مین اپنی کچھ دام و درم رکھتے نہین

ایک خوش چشمی پہ نازان ہین اگر آہو تو کیا
وہ کمر وہ لوچ وہ ناف و شکم رکھتے نہین

قرض سے ہوتی ہے کسدن سیفر و شونکی نجات
پھرتے کب ہین رخت جسم ہم رکھتے نہین

یا شفیع المذنبین تو نہین ہین تیرے سوا
دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکھتے نہین

لکھتے ہین جب خط شوق اونکو نہین ہوتا تمام
ہاتھ سے اپنے کبھی دم بھر قلم رکھتے نہین

ہمتو دیوانے ہین اسکے جو ہمارے دلمین ہے
شوق دیر و میل محراب حرم رکھتے نہین

کرتے ہین دعوی خدائی کا یہ پھر کس بات پر
خصلت بندہ نوازی تو صنم رکھتے نہین

کھو کرین کھانا جو ہے تقدیر مین لکھا ہوا
سرکشان دہر سر کو اس سے خم رکھتے نہین

دولت ایمان سے وہبی وہ رہینگے بے نصیب
دل سے جو لوگ الفت شاہ امم رکھتے نہین

مونھ سے مونھ بیمار ہین اگر جو بلا دیتے ہین
کشتۂ حسرت کی میت کو جلا دیتے ہین

دو قدم چلکے وہ اک حشر مچا دیتے ہین
فتنۂ خفتۂ محشر کو جگا دیتے ہین

راست بازانِ وفا صادق الاقرار ہین سب
منہ سے جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین

ہم تو چیونٹی کو بھی تکلیف نہین تا مقدور
کون وہ لوگ ہین جو دل کو دُکھا دیتے ہین

جو ہنرمند ہین وہ قدرِ ہنر کرتے ہین
بے ہنر عیب زمانے کو لگا دیتے ہین

دیکھ رکھو یہ پریزاد ہین وہ شعبدہ باز
جو کہ انسان کو دیوانہ بنا دیتے ہین

حالِ عاشق ابھی کیا جانین نئے نگڑے ہین وہ
چاہنے والے تو معشوق بنا دیتے ہین

کیا کہون لذتِ سیبِ ذقن و پستۂ لب
یہ نئے پھل ہین کہ بے کھائے مزا دیتے ہین

اضطرابِ شبِ غم دیکھ کے میرا احباب
نوبتِ صبح سرِ شام بجا دیتے ہین

دودِ آہِ دلِ سوزان ہے زبس زینت بخش
کاجل آنکھون مین شبِ غم کی لگا دیتے ہین

ایسی ایذائے شبِ غم ہے کہ ہو کر ممنون
جو ہمین کوستے ہین اونکو دعا دیتے ہین

گرمیان کرتے ہین غیرون سے جو دکھلا کے مجھے
تن بدن مین مرے اک آگ لگا دیتے ہین

روشنی دل کی بری عیب سے کر دیتی ہے
شمع کے چور کو کب لوگ سزا دیتے ہین

غلبۂ شوق سے گستاخ جو ہو جاتا ہون
تو جھٹک کر وہ مرا ہاتھ ہٹا دیتے ہین

خالق ان قاتلون کو اجر دے اسکا کہ یہ لوگ
آبِ خنجر سے لگی دل کی بجھا دیتے ہین

تشبیہ بت رسیدہ کی طرح عاشق کو
سرد مہری سے وہ بے آگ جلا دیتے ہین

دیکھکر کہتے ہین معشوق ہمین ہین یہ وہ لوگ
آدمی کو جو پریزاد بنا دیتے ہین

موسمِ گل بھی عجب طرح کا ہے ولولہ خیز
بادہ کش بھٹیون پہ دھوم مچا دیتے ہین

آزماتے ہو محبت مین ہمین کیا صاحب
جان نثارانِ وفا جان لڑا دیتے ہین

سبزہ رنگانِ جہان جا لیے ہین آفت سے
حضرتِ خضر کو بھی راہ بتا دیتے ہین

نازِ حُسن یہ کرتے ہین وہ ہنگامِ زوال
ہم اوٹھا کر اونھین آئینہ دکھا دیتے ہین

کہ ہم پیر خرابات سے فصل گل مین ⁂ خم کے خم بادۂ گلگون کے لنڈھا دیتے ہین
خود فروشی سر بازار جو لاتی ہے اونھین ⁂ روز اک جبہ و خرقہ بدار لگا دیتے ہین

مائل قتل جو پاتے ہین کبھی ہم وہبی
پیش قاتل سر تسلیم جھکا دیتے ہین

واہ واہ کا شور آج اس انجمن مین کیون نہین ⁂ جو کہ آگے تھی وہ لذت اب سخن مین کیون نہین
سیر گلگشت چمن آیا ہے کیا وہ رشک باغ ⁂ وہ گلون کا رنگ وہ رونق چمن مین کیون نہین
ایک ہی جلوہ میان دیر و کعبہ ہے جب تو پھر ⁂ اتفاق رائے شیخ و برہمن مین کیون نہین
منحصر خط تو روش لب جان بخش پر موجود ہے ⁂ آب حیوان یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین
وہ ہی اعضا سب ہین پر پیری مین حیران ہون ⁂ جو جوانی مین تھی قوت وہ بدن مین کیون نہین
میکشون پہ تو ہے میخوارون کا مجمع رات دن ⁂ شور بلبل جوش گل صحن چمن مین کیون نہین
جیب کو کیا [illegible] ہے شوق اے دست جنون ⁂ جیب و دامان رخت عریانی تن مین کیون نہین
نالہ اپنا نالۂ بلبل سے پر تاثیر ہے ⁂ گل مین خوشبو ہے وفا اوس گلبدن مین کیون نہین

جس سے وہبی رہتا تھا دامان صحرا چاک چاک
اب کی وہ شورش مرے دیوانہ پن مین کیون نہین

دیدۂ تمنا کی جس شب خون فشان ہوتا نہین ⁂ موج انگیز آب جو سے کہکشان ہوتا نہین
ذکر تیری بیوفائی کا کہان ہوتا نہین ⁂ اشک خونین چشم پر نم سے کب روان ہوتا نہین
پھیر لی آنکھ اپنی غیرون سے بھی وہ میری طرح ⁂ اس طرح کا انقلاب آسمان ہوتا نہین
حاجت امداد غیر اصلا نہین خونریز کو ⁂ تیغ ابرو کا محتاج فسان ہوتا نہین
یاد چشم سرمگین مین رات دن نالان ہون مین ⁂ مجھکو حیرت ہے کہ کیون ضبط فغان ہوتا نہین

تیرہ بختی پردہ روئے ہنر کیونکر نہو ✣ زنگ سے تلوار کا جوہر عیان ہوتا نہین

فتنہ زا ایسا وہ قامت ہی کہ ہنگام خرام سایۂ تک ہمراہ اوسکے مہربان ہوتا نہین

گھر کے ہون پابند کیونکر عاشق رنگین مزاج طائر رنگ حنا کا آشیان ہوتا نہین

اونکے جانے سے پھری ایسی گلستان کی ہوا خندہ لب غنچۂ شگفتہ ارغوان ہوتا نہین

کون ہی آفاق مین ایسا وہ ای رزاق خلق جو ترے خوان کرم پر میہمان ہوتا نہین

جتنے روشندل ہین وہ سب رہتے ہین محو سکوت کچھ زبان شعلہ سے کار بیان ہوتا نہین

کیونکر ممکن ہے کہ رونے سے گل مقصد ملے اشک خون صحن چمن مین ارغوان ہوتا نہین

تو بڑھا کر ہاتھ اگر دیوے تو یہ مجھ تک ابھی آئے جام اپنے پاؤن سے ساقی روان ہوتا نہین

ساحل مقصد تلک پہونچینگے کیونکر بادہ کش کشتی مے کا تو ساقی بادبان ہوتا نہین

دلمین وہ گو ہین نگہ جلوہ سے اونکا جابجا پردۂ فانوس مین شعلہ نہان ہوتا نہین

ذکر اوروں کا تو کیا مجھ ناتوان کے بعد مرگ شمع تربت کا بھی اک افسردان ہوتا نہین

جو زمین پر چلتے ہین تن تن کے از راہ غرور اونسے برگشتہ کسی دن آسمان ہوتا نہین

دہر مین پاتا نہین کوئی کمال اصلا فروغ
جبتک اے وہبی ہنر قدردان ہوتا نہین

ردیف الواو

دلمین اوس بانی بیداد کے گھر ہونے دو رفتہ رفتہ مری آہون کا اثر ہونے دو

ابتو وہ فرط محبت سے یہ فرماتے ہین گھر کو جا بیٹھینگے جو ہوتی ہے سحر ہونے دو

شوق سے ہاتھون مین مہندی ملو تم تو اپنے خون ہوتا ہے اگر میرا جگر ہونے دو

زلفِ سرکا کو ذرا عارضِ تابان سے کبھی ❊ چاندنی رات کو اے رشکِ قمر ہونے دو
سردمہری سے نہ اک آن بھی باز آؤ تم ❊ روح میری ہے اگر گرمِ سفر ہونے دو
مہر و الفت بھی مین اسطرح کی ہوتے ہین کلام ❊ روز ہوتا ہے اگر وصل مین شر ہونے دو
تیغِ ابرو کے ابھی وار عبث کرتے ہو ❊ تم مجھے بھی تو ذرا سینہ سپر ہونے دو
مدتون سے وہ یون ہی ٹالتے ہین وعدۂ وصل ❊ شام ہوتی ہے تو کہتے ہین سحر ہونے دو

نہ کوئی فکر کسیطرح کرو تم **وہبی**
عمر جسطرح سے ہوتی ہے بسر ہونے دو

اگر دیکھا نہین اوسنے کبھی رخسارِ دلبر کو ❊ تو کیون ہے داغ دلبر رشک سے ماہِ منور کو
خدا کے واسطے یارو ملا دو میرے دلبر کو ❊ نہین اک دم قرار اپنے دلِ بیتاب و مضطر کو
تپش ہے اوس تیغِ تیز نور سے خورشیدِ انور کو ❊ خجالت ہے بناگوشِ صنم سے صبحِ محشر کو
حباب آسا نظر آنے لگے یہ گنبدِ گردون ❊ اگر آ جاے رونے کا خیال اس دیدۂ تر کو
زبس مخمورِ دورِ چشمِ مستِ یار رہتا ہون ❊ عوض مے کے جو دے ساقی نہ لون مین جامِ کوثر کو
گذر اپنا اک دن گر ہوا بزمِ حسینان مین ❊ کوئی بولا وہان بیٹھو کوئی بولا اودھر سرکو
سدا آمادۂ قتلِ جہان ہے تیغِ ابرو سے ❊ نہین مطلق لگاؤ رحم اوس شوخِ ستمگر کو
خیال آیا اگر اونکے مسی مالیدہ دندان کا ❊ تو مین گنتا رہا ہون رات بھر اک ایک اختر کو
کشاکش یہ جنون و صبر کے ہاتھون سے ہے اپنی ❊ وہ صحرا کو لیے جاتا ہے وہ کہتا ہے چل گھر کو
محبت ہے کہان حسن و سوزِ عشق مین باہم ❊ جلے یہ ہاے پروانہ کٹایا شمع نے سر کو
دلِ سنگین کو اوسکے ہی نہین یہ موم کر سکتی ❊ اثر ہے آہ مین اپنی کہ توڑے سخت پتھر کو
نہ تیرے دل مین رحم آیا کبھی رندون پہ اے ساقی ❊ چلے ہم دور مین تیرے ترستے ایک ساغر کو

تجھے وصفِ لبِ شیرین ہوا کہیر دہن وہبی
خدا نے یہ حلاوت دی ہے اس قندِ مکرر کو

یارب مری تقدیر مین وہ دن بھی لکھا ہو
ساقی ہو مے ناب ہو بدلی ہو ہوا ہو

جو کچھ کہ ہونا تھا وہ سب ہو چکا ہے بس
کیا جانیے اس عشق کے اب ہاتھون سے کیا ہو

یہ ظاہری الفت نہ نبھے گی نہ نبھے گی
ہم صاف کہے دیتے ہین خوش ہو کہ خفا ہو

اغیار رہا کرتے ہین اب آپ کے ہمراہ
ہو مجھ سے جو سٹ بھیر تو فرمایئے کیا ہو

جو زلف کے قیدی ہین رہین انکا یہ ہو حکم
زنجیر کا غل ہو نہ تو رونے کی صدا ہو

یہ قہر ہے عاشق کی نہ ٹھوکر کے اسے چل
اس چال سے ظالم نہ کہین حشر بپا ہو

کچھ اپنی طبیعت سے بھی انصاف ہے لازم
اچھا نہین ہم جان دین تم اور کو چاہو

ہم داغ محبت کا عبث رکھتے ہین دل پر
ممکن نہین ان ماہ جبینون سے وفا ہو

سفاک تری برقِ تبسم کی قسم ہے
بھولے سے بھی گر اک دہنِ زخم ہنسا ہو

آجاے اگر یار کی ابرو کا تصور
محراب حرم مین بھی نماز اپنی قضا ہو

وہ دل نہین جس دل مین نہو دردِ محبت
آنکھین وہ نہین تو نہ جن آنکھون مین رہا ہو

کیا دل پہ گذرتی ہے کوئی اوس سے تو پوچھے
جو میری طرح کشتۂ شمشیر ادا ہو

پیدا نظر آتا ہے زمانے کا مجھے رنگ
وہ خون بہائین مرا بد نام حنا ہو

تم وضع کے پابند بہت رہتے ہو وہبی
گر جان بھی جاے مگر الفت کو نباہو

تو تیر بڑھے سجدۂ شکرانہ ادا ہو
سر میرا اگر آپکے قدمون پہ فدا ہو

چپ چاپ اسی سے ہے روان قافلۂ عمر
ہشیار مسافر ہو اگر بانگِ درا ہو

بتخانے سے ہو کر کہیں کعبے نہ گیا ہو

اک طرح کا غم ہو تو کہوں پوچھتے کیا ہو
شکوہ ہو حیا کا کہ تغافل کا گلا ہو

اوس دل پہ فدا جان ہے جس دل مین وفا ہو
اون آنکھوں کے قربان جن آنکھوں مین حیا ہو

خم یاں سر تسلیم ہے تم تیغ بکف ہو
مختار ہو جو چاہو کرو پوچھتے کیا ہو

جسطرح رقیبوں سے بدل تمکو ہے الفت
مین بھی جو کسی اور کو یون چاہوں تو کیا ہو

پچتایا دکھا کر تمھیں تصویر تمھاری
مین جانتا ہوں تم مری صورت سے خفا ہو

کچھ خیر ہے باز آیا ملاقات سے ایسی
کیا خوب مین چاہوں تمھیں تم اور کو چاہو

دامن سے غبار اپنے نہ جھاڑو مرا اے جان
پاس اوسکا کرو کچھ تو جو دامن سے لگا ہو

آزاد اسیران ستم ہونگے سنا ہے
معلوم نہیں کون رہے کون رہا ہو

یون تو ہین سب انسان پر انسان ہے وہ جسکی
ہر بات مین لذت ہو طبیعت مین مزا ہو

آرائشیں اوس شوخ کی سب ہین مری قاتل
کاجل ہو کہ لاکھا ہو مسی ہو کہ حنا ہو

تم صحبت زہاد مین وہبی کو نہ ڈھونڈھو
خاک در میخانہ پہ دیکھو نہ پڑا ہو

گویا لب نازک سے جو وہ غنچہ دہن ہو
پھول ایسے جھڑیں منہ سے کہ گھر رشک چمن ہو

گر یاد قد یار دم فکر سخن ہو
ہر مصرعۂ تر روکش شمشاد چمن ہو

کیونکر یہ ترے دور مین اے چرخ کہن ہو
ساقی ہو مئے ناب ہو مطرب ہو چمن ہو

دیوانہ ترا بیڑیاں کس واسطے پہنے
جب زلف گرہگیر کی گردن مین رسن ہو

جھانکے جو کسی روز مرا غیرت خورشید
جو تیلی ہے چلمن کی وہ سورج کی کرن ہو

گو پاؤں زمین پر نہیں رکھتے ہین چکارے
دیکھیں جو تری آنکھ ابھی نشہ ہرن ہو

گر آج بھی ہو گل کی طرح وعدۂ فردا — تسکین دل بیتاب کو اے عہد شکن ہو

دانتون مین ہی وہ تاب کہ بے آب ہو گوہر — زلفون مین وہ خوشبو کہ خجل مشک ختن ہو

جب دوست ہون دشمن کیطرح درپئے ایذا — کیون شام غریبی نہ مجھے صبح وطن ہو

گھر گور سے بدتر ہو نہو پاس جو وہ ماہ — فرقت مین مجھے چادر مہتاب کفن ہو

سینے کی ہے داغ دل سوزان سے نمایش — گر شمع نہ روشن ہو تو کیا حسن لگن ہو

ہر عیب جو ہو فیض سے اوستاد کے وہبی
تو نقد سخن کا مرے عالم مین چلن ہو

دم اعجاز کب تم ناز سے تیوری چڑھاتے ہو — نئی صورت سے تیغ ابروے پرخم کساتے ہو

یقین ہوتا ہی جب آنکھون مین تم سرمہ لگاتے ہو — کہ شمشیر نگاہ ناز کو پتھر چٹاتے ہو

کہین تم روز راتو نکو نہین چھپ چھپ کے جاتے ہو — چلو بس چپ رہو کیون جھوٹی جھوٹی قسمین کھاتے ہو

کیا گر قتل عاشق کو تو پھر اسکی ندامت کیا — اوٹھاؤ سر کو زانو سے عبث شرمائے جاتے ہو

ہماری خاک کی اوس وقت تو ہے دیدنی حسرت — دم رفتار جب تم ناز سے دامن اوٹھاتے ہو

تمھاری بھی سمجھ کچھ ناصحو سب سے نرالی ہے — سمجھتا مین نہین پر تم مجھے سمجھائے جاتے ہو

غضب کو وقت روتے آتشین پر جب عرق آیا — مین سمجھا زہر مین تم خنجر ابرو بجھاتے ہو

ہمارے سامنے چشمک نہین کی تم نے غیرون سے — ادھر دیکھو ادھر منہ پھیر کر کیا مسکراتے ہو

ارادہ آج ہے کس بیگنہ کے ذبح کرنے کا — جو دامن باندھتے ہو آستینو نکو چڑھاتے ہو

صریحا بزم مین غیرونکو تمنے چشم پوشی کی — پھر آنکھون مین تم آنکھین ڈالکر کیا ہنسے جاتے ہو

شکر رنجی نہین کیا عاشق و معشوق مین ہوتی — لبپر آتی ہین اونکو دم تو کیون گھبرائے جاتے ہو

ہنسی سے ذکر فرقت کا کیا تھا چھیڑ دی تھی وہ

عبث رو رو کے وہبی اپنی تم آنکھین سجاتے ہو

گوا اونکے دلمین وصل سی انکار کیون نہو
جا بیٹھنگے ہم ضرور شبِ تار کیون نہو

کافر ہوا ہون اک بتِ ترسا کی عشق مین
مجھکو عزیز رشتۂ زنار کیون نہو

چلمن سے وہ دکھلانے لگے روئے آتشین
اب گرم اونکے حسن کا بازار کیون نہو

پیشِ نظر ہے اپنے بہارِ جمالِ یار
ہر گل ہماری نظرون مین اغیار کیون نہو

ہر سال فصلِ گل مین پہنتا ہون طبریان
سنت کا رسم ہے یہ سزاوار کیون نہو

ہر دل عزیز آپ کو اللہ نے کیا
یوسف ہزار جان سے خریدار کیون نہو

آتی ہی سانس لینے مین بھی اتتو لب پہ جان
جینا فراقِ یار مین دشوار کیون نہو

اے بت خدا کی شان یہ حسن و جمال ہے
عاشق ہر ایک کافر و دیندار کیون نہو

نظرون سے اپنی تمنے گرا کر سبک کیا
کاندھون پہ میری لاش گرانبار کیون نہو

عناب لب کی یاد مین بیمار ہو گیا
مجھکو مفید شربتِ دیدار کیون نہو

کمسن ہین بد مزاج ہین کچھ جانتی نہین
سو بار ایک بوسے پہ تکرار کیون نہو

مجھکو سسکتا چھوڑ کے قاتل چلا گیا
شاباش آفرین ہے ستمگار کیون نہو

بجلی مین جو چمک ہے وہی دردِ دلمین ہے
آہون کی یہ گھٹا ہے دھوان دھار کیون نہو

وہبی ہوا ہے میرا خمیر آبِ تیغ سے
مجھکو خیالِ ابروے خمدار کیون نہو

آئے جب روے کتابی سے برابر گیسو
لوگ سمجھے کہ ہوئے آج پیمبر گیسو

اونکے گیسو کی بھلا سکتے ہون ہمسر گیسو
سنبلِ باغِ جنان سی بھی ہین بہتر گیسو

اتتو دونو کی محبت مین ہی یکسان حالت
مین پریشان ہون تو ہین اونکی بھی ابتر گیسو

اونکے موںھ کو جو چھپایا مین ہوا پاس سے قتل
وصل مین میرے لیے بنگئے خنجر گیسو

صاف آتا ہے نظر سانپ کا جوڑا مجھکو
کبھی آتے ہین جو گیسو کے برابر گیسو

کوئی حلقہ نہین خالی جو گرفتارون سے
پھیر دین ہمکو ہمارا دل مضطر گیسو

دیکھین کتنون کے ہون مجموعۂ خاطر ابتر
بکھرے جاتے ہین سر بزم معنبر گیسو

زلف کا وصف ہی خط مین نہین کچھ اسکا عجب
برسے چوٹی کے نکالے جو کبوتر گیسو

قصد صحرا کا جو ہوتا ہے کبھی وحشت مین
ڈال دیتے ہین مرے پاؤن مین لنگر گیسو

ایک دن چشمۂ حیوان بھی نظر آئیگا
ہین اگر کوچۂ ظلمات کے رہبر گیسو

غل یہ ہوتا ہے سر شام ہوا چاند گہن
جب کہ ہوتے ہین نقاب رخ انور گیسو

سچ یہ ہے سانپ خزانہ سے نہین ہٹتا ہے
گنج اونکا رخ سیمین ہے تو اژدر گیسو

کبھی بالون پہ چھڑکتا ہے جو افشان وہ ماہ
آسمان ہنکے دکھا دیتے ہین اختر گیسو

ڈر یہ ہے کاتب اعمال نہ بھنسجائین کہین
اونکے شانون تلک آگئے ہین لٹکر گیسو

وعدۂ وصل ہے للّٰلہ نہ ترسائین مجھے
کیون نہین آکے بناتے ہین مرے گھر گیسو

جان دی زلف کے سودے مین وصیت ہو مری
اژدھا بنکے ڈسین قبر کے اندر گیسو

مختلط یار سیہ سے نہین ہوتے ذی فہم
خوف ڈسنے کا ہے لون ہاتھ مین کیونکر گیسو

موجزن ہوتا ہے جب حسن کا اونکے دریا
سانپ کیطرح سے رہتے ہین شناور گیسو

مردے چونک اوٹھتے ہین جب ہوتی ہے جنبش انکو
کیون بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر گیسو

اعجوبے اونکی نئے طور کی صیادی ہے
دام مین لاتے ہین عاشق کو دکھا کر گیسو

قبر کے مارے سلے سانپ کی بانبی مجھکو
تاکہ چھولین نہ تہ خاک بھی دم بھر گیسو

بوجھ چڑھنے سے کہ گردن مری ہوگئی ہانپی ہے
خود پریشان ہین وہ اپنے بڑھا کر گیسو

اوڑ کے ڈسنے کا مجھے خوف ہے ہر دم وہبی
سانپ کیطرح نکالیں نہ کہین پر گیسو

ردیف الہاء ہوز

سنگِ دریار کا ہوگا مرے سر کا تکیہ
نازنینون کے لیے چاہیے پر کا تکیہ

چاندنی مین جو پلنگ آپ نے بھجوایا ہے
چاند سے گالون کو لازم ہے قمر کا تکیہ

مسکرا کر وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
کیون ہٹا دیتے ہو ہر وقت ادھر کا تکیہ

ہو نہ کسطرح ترے خال کی قاتل مجھے یاد
جو سپاہی ہین وہ رکھتے ہین سپر کا تکیہ

اسی حسرت مین شب و روز مین سر دھنتا ہون
میرا زانو ہو کہین آپکے سر کا تکیہ

آہی جاتا ہے خیال ایک نہ اک دلبر کا
کیا مرا دل ہے کسی راہ گذر کا تکیہ

شعر گوئی مین ترا نام ہو کیونکہ وہبی
علم کا پاس ہے بستر نہ ہنر کا تکیہ

ردیف الیاء تحتانیہ

زخمی نگہِ یار کا یہ دل تو نہین ہے
کیون لوٹ رہا ہے کہین بسمل تو نہین ہے

جب دیکھیے اشکون کا چڑھا رہتا ہے دریا
آنکھ انکی حبابِ لبِ ساحل تو نہین ہے

سچ سمجھون نہ کسطرح ترے وصل کا وعدہ
تقدیر کا لکھا خطِ باطل تو نہین ہے

جاتا ہے یہ دل کیون طرفِ کوچۂ گیسو
پوچھو تو کہ مشتاقِ سلاسل تو نہین ہے

مے پینے مین کیون رند کرین شیخ کی حرمت
میخانہ ہے کچھ واعظ کی محفل تو نہین ہے

بیمار مجھے دیکھ کے کہتے ہیں اطبا
ہے عشق بتوں کا مرض سل تو نہیں ہے

حیران ہوں کیوں آج ہے یکتائی کا دعوی
آئینہ کہیں اونکے مقابل تو نہیں ہے

چھٹکی ہے اگر چاندنی کوٹھے پہ بلا سے
پہلو میں مرے وہ مہ کامل تو نہیں ہے

کیوں کان لگا کر نہیں سنتا وہ گل اندام
عاشق کی فغاں شور عنادل تو نہیں ہے

کیوں خون ٹپکتا ہے مری آنکھوں سے ہر دم
سینے میں مرا دل کہیں بسمل تو نہیں ہے

کسطرح سے وہ آئیں کہ نالوں میں ہمارے
تاثیر ہے لیکن کشش دل تو نہیں ہے

بالیں پہ وہ آئیں تو دم آسانی سے نکلے
جو حل نہو ایسی مری مشکل تو نہیں ہے

کیوں غم سے نہ سر اپنا دھنوں شمع کی صورت
محفل ہے مگر رونق محفل تو نہیں ہے

کسطرح سے ہو بوسۂ رخ ہمکو عنایت
دولت اونھیں اللہ نے دی دل تو نہیں ہے

رکھا تو قدم تمنے رہ عشق میں وہبی
منزل یہ کہیں گور کی منزل تو نہیں ہے

ہمتو حلال ہو گئے تیغ نگاہ سے
بیلے ہوئے جب آتے تھے وہ عید گاہ سے

کسطرح منفعل نہوں ایسے گناہ سے
دی ہمنے روے یار کو تشبیہ ماہ سے

ٹھکرا رہے ہو کاسۂ سر گام گام پر
اٹھکھیلیوں کی چال چلو راہ راہ سے

برگشتگی بخت نے چھوڑا نہ واں بھی ساتھ
قاتل نے مجھکو پھیر دیا قتلگاہ سے

رکھ لی پس فنا تری رحمت نے آبرو
روشن ہوئی لحد مری روے سیاہ سے

خم آگیا جو قبر میں اسکا عجب نہیں
قاتل نے مجھکو مارا ہے ترچھی نگاہ سے

آمادۂ سزا وہ ہوئے تھے بہت مگر
مجبور ہو گئے مرے عذر گناہ سے

روز جزا ہے یہ خیال آپکو ضرور
ہو جائے سامنا نہ کسی دادخواہ سے

ہم خاک چھانتے ہین گلیونکی پہلو مین تھے جب
ظالم آپکے سہینگے مگر راہ راہ سے

قصر جنان مین حور جب آئی مجھے نظر
رویا لپٹ لپٹ کے ترے اشتباہ سے

ہنگام قتل حسرت دیدار رہ نہ جائے
قاتل حلال کر مجھے نیچی نگاہ سے

نالے سے میرے پیر فلک کانپ اٹھا
ہل ہل گئی زمین مرے شور آہ سے

بجلی گرے بشر پہ تو اچھا ہے وہ مگر
خالق بچائے گردش تیغ نگاہ سے

افسوس اک نظر بھی نکی میرے حال پہ
چشم امید تھی مجھے جنکی نگاہ سے

سجادیان سب آپ پہ ہو جائین آئینہ
پوچھو ہمارا حال اگر گرد راہ سے

ہر اک کے پاس توشۂ اعمال نیک ہے
محروم ایک ہم ہین مگر زاد راہ سے

تخت شہی سمجھتا ہے وہ بوریائے فقر
تیرے گدا نے آنکھ ملائی نہ شاہ سے

ہوتی ہو میرے آگے رقیبون سے چھیڑ چھاڑ
باز آیا اسے حضور مین اس رسم و راہ سے

چاہی جہان مدد شہ مردان سے دشت مین
پیدا ہوا سوار وہین گرد راہ سے

شوق تھے نہین ہوتا تمکو وحی تم ایک پل
کیا آنکھ لگ گئی ہے کسی رشک ماہ سے

پھوڑا بنگئی اک آن مین مجھ بیگناہ سے
یہ چشم بد تھی نہ تمھاری نگاہ سے

دل کی کشش تو لا ہی چکی تھی انھین مگر
قسمت کی طرح پھر گئے وہ آکے راہ سے

دامن تلک ترے جو نہ پہونچا مرا غبار
رویا لپٹ لپٹ کے تری گرد راہ سے

اتنا تو دیکھیے ہوا پامال کون کون
رفتار ناز چلیے مگر راہ راہ سے

اوسکی گلی مین کہتے ہین افتادگان خاک
یارب کوئی گرے نہ کسی کی نگاہ سے

ای جان ہم پہ اب وہ تمھاری نظر نہین
تم آگئے دیکھتے تھے مجھے جس نگاہ سے

اسطرح دل ستانے کیکا نہ وہ کبھی
واقف جو ہوتے درد رسیدہ کی آہ سے

اونکو چمک دمک کا جو منظور ہے نکھار
کنگھی تو لین ہلال سے آئینہ ماہ سے

حسرت سے دیکھیو مجھے اوسیطرح اک نظر
کشتہ کیا تھا پہلے مجھے جس نگاہ سے

عالم کیطرح زیر زمین بھی ہے عزم قتل
ثابت ہوا یہ آپکی نیچی نگاہ سے

وہ بدگمان ہون لکھہ کر تو دیتا ہون خط مگر
قاصد کو پھیر لاتا ہون ہر بار راہ سے

ہرگز کبھی مزاج سے اونکے نہین گئی
اب بھی وہ دیکھتے ہین تو ترچھی نگاہ سے

جو جو کروگے ہم پہ ستم سب اوٹھائینگے
مطلب ہے مہربان ہمین تو نباہ سے

ٹوٹی ہے صورت دل بیکس جو بار بار
توبہ شکستہ دل ہے مرے ہر گناہ سے

سفاکیان ذرا مرے قاتل کی دیکھنا
آتی ہے الامان کی صدا قتلگاہ سے

وہبی ذقن سے خط کے سبب ہٹ گیا ہے دل
یوسف کو کاروان نے نکالا ہے چاہ سے

ایک کے دو دو کے ہونگے چار اوٹھتے بیٹھتے
تیغ ابرو کے جو ہونگے وار اوٹھتے بیٹھتے

اسطرح سے گر نہ اوٹھتا پردۂ شرم و حیا
ہم تمہارے پاس یون کب یار اوٹھتے بیٹھتے

عشق مژگان مین اگر جوش جنون اتنی ضعف ہے
طے کرینگے وادی پر خار اوٹھتے بیٹھتے

حاجت طاعت ہمین محراب کعبہ مین نہین
دیکھتے ہین ابروے خمدار اوٹھتے بیٹھتے

قتل عاشق ہونگے ان بانکی اداؤن پر تری
چلتے پھرتے ایک دو دو چار اوٹھتے بیٹھتے

بدمزاج آگے تھے اتنے بدزبان بھی ہوگئے
گالیان دیتے ہین وہ ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

کردیا وعدہ عبث تیغ نگاہ ناز سے
کب چھپیگا زخم دامندار اوٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو حال اب اپنا ہے مانند غبار
دیکھ ہی لینگے در دلدار اوٹھتے بیٹھتے

خفتگانِ خاک چونک اوٹھتے ہین اے جوشِ جنون
ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے

بارِ کاکل اوس سے کیا سنبھلے گا مین حیران ہون
جب لچکتی ہے کمر ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

قتل کرنا ہے تو ابرو کا اشارا کیجیے
کھینچتے ہین آپ کیون تلوار اوٹھتے بیٹھتے

گر نہ آتا دل مین اوس محراب ابرو کا خیال
بھولتے وسیمی نہ یون ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

قید اسکی کچھ نہین کعبہ ہے یا بتخانہ ہے
ہر جگہ ہمکو خیالِ جلوۂ جانانہ ہے

لختِ دل ہے لعل آنسو گوہرِ یکدانہ ہے
چشمِ تر اپنی بھی گویا اک جواہر خانہ ہے

مدتون کے بعد ہم پر آج یہ ثابت ہوا
جسکو ہم اپنا سمجھتے تھے وہی بیگانہ ہے

صاف ظاہر ہے نہین رونق مکان کی بے مکین
تو نہو جس دل مین وہ دل بدتر از ویرانہ ہے

ہجرِ ساقی مین نہین بھاتا مجھے دورِ شراب
گردشِ ایام مجھکو گردشِ پیمانہ ہے

دشمنی بھی دوستی سے یار کی خالی نہین
ظلم وہ کرتا نہین یہ نازِ معشوقانہ ہے

روز کی گردش کا کبھی ہو دھیان آنکھون کا کبھی
پیشِ چشم اپنے کبھی شیشہ کبھی پیمانہ ہے

قاف سے تا قاف ہو کیونکہ نہ شہرہ حسن کا
شمعِ عارض پر تمھارے ہر پری پروانہ ہے

دل مین یادِ حق کے بدلے ان بتون کی یاد ہے
آگے جو مشہور کعبہ تھا وہ اب بتخانہ ہے

عین وحشت مین ہو اوس روئے منور کا خیال
داغِ سودا ان دنون اپنا چراغِ خانہ ہے

چشمِ میگون جب سے دیکھی ہو تری اوے مستِ ناز
زاہدِ گوشہ نشین بھی ساکنِ میخانہ ہے

عاشقون کا طائرِ دل کیون نہو وسیمی اسیر
دام ہے وہ زلفِ مشکین خالِ عارض دانہ ہے

جب سے وہ خورشید طلعت رونقِ کاشانہ ہے
چرخ چارم سے بھی بالا اپنا بالاخانہ ہے

قیس وہ وامق عاشقی کی رسم سے واقف نہین
آجتک اونکو مری تعلیم اوستادانہ ہے

بے سبب ہرگز نہین ہے یہ مرا سوز و گداز
اندنون اک شمع رو پر دل مرا پروانہ ہے

کیون نہ نکلین شعلہ ہائے آتشین جائے نفس
سوزِ غم سے سینۂ پُر داغ آتشخانہ ہے

میکشی مین وہ تو ہین مشغول وان غیرونکے ساتھ
اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے

ہمصفیرو میری فرقت کا نہ اتنا غم کرو
بس مین ہون صیاد کی جبتک کہ آب و دانہ ہے

حال کی میری کہانی سُنکے بولے ناز سے
ہے تو جھوٹا پر بہت دلچسپ یہ افسانہ ہے

زاہدا لازم ہے یہ دل مین رہے اوس بُت کی یاد
فائدہ کیا ہاتھ مین گر سبحۂ صد دانہ ہے

ایک آتا ہے تو فوراً دوسرا لیتا ہے راہ
کیا سرائے دارِ فانی بھی مسافر خانہ ہے

ہمتو کوئے یار سے باہر نہین رکھتے قدم
قیس جو صحرا مین رہتا ہے عجب دیوانہ ہے

وصف لکھتا ہون جو مین اونکی نشیلی آنکھ کے
آج رفتارِ قلم مین لغزشِ مستانہ ہے

اسمین ہو جاتا ہے وہبی جان کا پہلے ضرر
عشقبازی مہربان کیا بازیِ طفلانہ ہے

عشق ابرو کا ہوا زلفِ رسا سے پہلے
کیا تماشا ہے کہ مرتے ہین قضا سے پہلے

دستِ رنگین کا لیا بوسہ اگر چوری سے
ہاتھ بندھوائے مرے دُزدِ حنا سے پہلے

اوسنے پوشاک پنہانے کا یہ انعام دیا
ڈال لی دل مین گرہ بندِ قبا سے پہلے

یون نہ ہاتھ آئیگا ہرگز کسی جانباز کا دل
کیجیے کچھ تو وفا عاشقِ جفا سے پہلے

کر دیا دردِ جدائی نے یہان کام تمام
ہم بُلاتے ہی رہے اونکو قضا سے پہلے

سنگِ جانان کا یہ احسان نہ بھولونگا کبھی
ہڈیان کھائین مری آکے ہُما سے پہلے

مشکلین نزع کی ہو جائین سب آسان ابھی
لطف فرمائین اگر آپ قضا سے پہلے

جذبِ الفت کی ہے تاثیر کہ ہاتھون مین ترے
رچ گیا خون مرا رنگِ حنا سے پہلے

پیچھے رخسارِ منور سے اوٹھیگا نقاب
پوچھ تو لیجیے آپ اپنی حیا سے پہلے

غیر کوئی نہین تکلیف نہ دو سیلے کو
ہاتھ کاندھے پہ رکھو لغزشِ پا سے پہلے

جب چلا قافلہ یارون کا سوے ملکِ عدم
ہمین تیار ہوئے بانگِ درا سے پہلے

عمر تو اوسکی بہت طول ہے مجھ سے لیکن
جھک گئی میری کمر زلفِ دوتا سے پہلے

خضر کو وادیٔ وحشت مین نہ رکھنا تھا قدم
پوچھ لینا تھا کسی آبلہ پا سے پہلے

اس بھروسے پہ گنہ کرتے ہین وہبی ہم رند
رحم کرتی ہے عطا اوسکی خطا سے پہلے

ادھر بھلایا کبھی دل سے باغبان میری
تلاش مین رہا ظالم کہان کہان میری

جو اپنے پھول سے رخ کا سمجھتے ہین بلبل
ہزار کانون سے سنتے ہین داستان میری

بری طرح سے نہ ہو جاے تو بھی دیوانہ
نہ کھائیو سگِ دلدار ہڈیان میری

نکالے موںھ سے نہ اک بات بھی کوئی عاشق
سوالِ وصل پہ کھینچی گئی زبان میری

وفاے وعدۂ وصلت پہ وہ یہ کہتے ہین
چہ خوش پکڑنے لگے آپ بھی زبان میری

کٹے ہی جاتے ہین سن سن کے شعر سب حاسد
زبانِ تیغ مگر ہو گئی زبان میری

حجاب آئیگا گر موںھ سے میرے کچھ نکلا
بس اب زیادہ نہ کھلوائی زبان میری

خیالِ موے کمر مین ہوا ہون زار ایسا
کہ موے سر سے بنتے ہین ہڈیان میری

تمیز کچھ بھی نہ آیا اگرچہ بلبل کو
ہزار بار سکھائی گئی زبان میری

گناہ کیا جو شبِ وصل کا سوال کیا
مثالِ شمع نہ کٹوائیے زبان میری

بتون کا عشق نہ یادِ خدا ہوئی دم بھر
تمام عمر ہوئی مفت رائگان میری

لکھا ہی کرتا ہون تعریف اونکے جوبن کی
مین ہون ضعیف طبیعت تو ہے جوان میری

قدِ خمیدہ نشانہ بناؤ مژگان کا
تمھارے تیر کے لائق ہے یہ کمان میری

قلق کے فیض کی تاثیر ہے یہ اے وہبی
پسند کرتے ہین اہلِ سخن زبان میری

کہتے ہین وہ قد اپنا دکھایا نکرینگے
ہم سرو کو جھنڈے پہ چڑھایا نکرینگے

جاتا ہون جو دم بھر کہین فرماتے ہین مجھسے
اوٹھوگے جو تم یون ہی تو آیا نکرینگے

فرماتے ہین تنگ آکے نزاکت سے وہ ہر بار
اب ہم تری آغوش مین آیا نکرینگے

لاتے ہین مجھے دام محبت مین یہ کہکر
گو آج سے ہم اپنا پرایا نکرینگے

عاشق ہوے وہ بھی تو ہوئی ہمکو یہ امید
اب دل کسی عاشق کا دکھایا نکرینگے

مستی کا تو کیا ذکر ترے سوگ مین وہبی
بھولے سے کبھی پان وہ کھایا نکرینگے

وہ خلوت ترک کرکے بزم عالم مین اگر آئے
تو ہم بھی شمع کی صورت سراپا بنکے سر آئے

معطر ہوکے زلفِ عنبرآگین سے اگر آئے
تو متوالے کی صورت جھومتی بادِ سحر آئے

وہ ان روزون بہت قطعِ محبت پر ہین آمادہ
عجب کیا گر جواب نامہ مین قاصد کا سر آئے

بتون کے عشق سے حاصل ہوا عشقِ خدا ہمکو
تماشا دیکھو ہم گمراہ ہوکر راہ پر آئے

وہ ہون بیتاب گر دکھلاؤن اپنے دل کی بیتابی
فلک تو زیر پا ہو اور زمین بالای سر آئے

گنے ہین شام سے تا صبح مین نے تارے فرقت مین
مرے گھر ایک شب بھی تم نہ اے رشکِ قمر آئے

مین یہ سمجھون کہ میرے دام مین عنقا پھنسا اکر
دم فکرِ سخن گر ہاتھ مضمون کمر آئے

گنہگارونکو جب مقتل مین اوس قاتل نے بلوایا
وہ مجرم ہین کہ ہم پہلے جھکائے اپنا سر آئے

ارادہ تھا صنم خانے کا ہم کعبے میں آ نکلے — کہاں جانا تھا ہمکو بھولکر رستا کدھر آئے

گلوئے خشک ہمنے رکھدیا شمشیر قاتل پر — لگی دل کی بجھائی جو کہ کرنا تھا وہ کر آئے

کسی صورت دل بیتاب کی تسکین نہیں ہوتی — وہ گر آتے نہیں تو پھر کے یارب نامہ بر آئے

ابھی تو پانی پانی ہوکے بہجائے ندامت سے — ہماری چشم تر کے گر مقابل ابر تر آئے

کھلے گر چشم وحدت بین دوئی کا دور ہو پردہ — نہ کوئی دوسرا ہمکو سوا تیرے نظر آئے

بتو انسان تو سمجھو آدمی تعجب یہ نہیں ہوتا — کہاں سے ہجر کے صدمے اوٹھانے کو جگر آئے

ترے زخمی کو آخر جانفشانی نے مار ہی رکھا — ہماری موت آئی تم نہ اے رشک قمر آئے

جو راحت گور میں ہو وہ کہاں تھی دار فانی میں
بڑی **وہبی** مسافت کر کے ہم اپنے گھر آئے

پھانسی کے ہا گلے سے مرے حرص و آز کی — کیا شان سے بعید ہے اوس بے نیاز کی

ہم رند بھی بستے ہیں میخانے کی طرف — حاجت وضو کی ہے نہ ضرورت نماز کی

پاس اپنے اس فریب سے اونکو بٹھا لیا — کچھ کان میں کہونگا یہ ہے بات راز کی

جب عشق میں کسی کے ستارا ابھی دل سے چلے — تب قدر ہو تمھیں مرے سوز و گداز کی

عشق صنم سے عشق خدا ہوگیا مجھے — ہوتی ہے زاہدو یہ حقیقت مجاز کی

جنکے سبب سے آپ ہوئے مجھ سے بدگمان — باتیں گڑھی ہوئی ہیں کسی فتنہ ساز کی

للہ رحم کیجیے **وہبی** کے حال پر
ہمکو قسم ہے غمزے کی عشوے کی ناز کی

جل بجھتی ہے کیوں شمع یہ کیا دل سے لگی ہے — بیشک اسے تو یار کی محفل سے لگی ہے

کیوں سست بقبضہ نہیں پھر ہوتا ہے قاتل — ہیہات ابھی گردن تن بسمل سے لگی ہے

کیا شوقِ شہادت ہے کہ ہر لحظہ مری آنکھ
مچھلی کیطرح بازوے قاتل سے لگی ہے

نازان ہو مجنون صفت آتش قدمی پر
تلوون سے وہان اور یہان دل سے لگی ہے

بوسہ حجرِ کعبہ کا منظور رہو کسکو
نیت تو مری یار ترے تل سے لگی ہے

بگڑا ہے مزاج اونکا بلاتا ہون قضا کو
بنجائے کہین جان پہ یہ دل سے لگی ہے

اک بوسے کے دینے پہ وہ لیتے ہین مرا دل
اس جنس کی قیمت بڑی مشکل سے لگی ہے

ہے عشقِ حقیقی کی بنا عشقِ مجازی
سیدھی سے یہی راہ کہ منزل سے لگی ہے

کیون حب کی تمنا مین کرون منتِ عامل
وہ آپ چلے آئینگے گر دل سے لگی ہے

ہر پردۂ چشم اپنا سراپردہ ہے اونکا
آنکھ اپنی سدا پردۂ محمل سے لگی ہے

اک وہ ہین کہ لیتے نہین چھوڑے سے مرا نام
اک مین ہون کہ یاد اونکی مرے دل سے لگی ہے

ولی جو گنا کرتے ہو تم رات کو تارے
کیا آنکھ کسی ماہ شمائل سے لگی ہے

تمہاری بزم مین دیکھین کب اپنی بار آئے
جو اوٹھ کے دو گئے پہلو سے اور چار آئے

جو فصلِ گل کی دعا مانگون ہون وہ سبز قدم
تو لیکے تازہ شگوفہ کوئی بہار آئے

لہو و سینے پہ پستیان ہوئے تو ہم سمجھے
نہال قامتِ دلکش مین اونکے بار آئے

کوئی شریک برے وقت کا نہین سچ ہے
عدو تو کیا نہ مرے کام دوستدار آئے

کوئی تو ایسی بھی چال ابلقِ سپہر چلے
فقیر خانہ مین جو خود وہ شہسوار آئے

کیا نہ وعدہ وفا بھول کر بھی کوئی کبھی
تمہارے قول کا پھر کیونکر اعتبار آئے

بنا دے ایک فلک اور ابھی تہ افلاک
تعلیون پہ ہمارا اگر غبار آئے

وہ ہم اسیر قفس ہین کہ مر کے چھوٹین گے
ہمین ہے ایک خزان آئے یا بہار آئے

میں نقدِ جان ابھی انعام میں دوں قاصد کو
جو لیکے خوشخبری وصالِ یار آئے

وہ آئینہ جو لگے دیکھنے تو میں نے کہا
تمھیں بتاؤ نہ کسطرح تم پہ پیار آئے

چڑھایا کرتے تھے تم جسپہ تیوریاں کل تک
لحد میں آج اوسے لوگ سب اوتار آئے

ہمارے دلمیں کسی سے نہیں کدورت ہے
یہ آئینہ وہ نہیں جسمیں کچھ غبار آئے

نہ دی کسی نے ترے گل سے گالوں کی بو باس
چمن میں پھول بھی ہر رنگ کے ہزار آئے

کوئی تو ایسا بتائے علاجِ دردِ فراق
کہ جس سے اس دلِ بیتاب کو قرار آئے

رہے نہ ہوش میں لڑتے ہی آنکھ ہم ایسے
ترے فریب میں اے چشمِ مستِ یار آئے

دھرا نہیں جگرِ دردمندِ عشق پہ ہاتھ
حضورِ گور پہ حاتم کی لات مار آئے

عدم سے آنے کا مطلب نہ تھا کچھ اور مگر
برائے سیرِ تماشائے روزگار آئے

مرے تماشے کو کہتا ہے بار بار وہ شوخ
کہ کوئی جا کے ذرا دیکھنا کہار آئے

غرورِ حسن کہاں تک چھپاتے پھریئے گا منہ
بہت قریب ہیں وہ دن بھی اے نگار آئے

کرینگے عرض یہ محشر میں جب طلب ہونگا
کہ تیرے آگے ترا ایک گناہگار آئے

حبابِ پیرِ مغان کا کرینگے دھوم سے عرس
ہم اپنے آپ میں اے دل جو ابکی بار آئے

سنا ہے نقدِ دل اپنا بھی حضرتِ **وہبی**
قمار خانۂ الفت میں جا کے ہار آئے

ظلم کا غم نہ شکایت مجھے بیداد کی ہے
کچھ اگر ہے بھی تو بیرحمی جلاد کی ہے

داغِ الفت کا لیے جاتے ہیں ہم سوئے عدم
ساتھ سوغات یہ اس گلشنِ ایجاد کی ہے

حکمِ چپ رہنے کا صیاد عبث دیتا ہے
مجھ میں طاقت ہی نہیں نالہ و فریاد کی ہے

حوصلے دل کے نکالیں ابھی ہم تو لیکن
دیر اے جانِ جہان آپکے ارشاد کی ہے

جب اوٹھا کوئی نگوڑا تو یہ مجنون نے کہا
خاک برباد کسی عاشقِ ناشاد کی ہے

سخت جانی نے مجھے قتل سے رکھا محروم
کچھ نہ خنجر کی خطا اسمین نہ جلّاد کی ہے

شعر بھی اپنے اوسیطرح سے رکھتا ہون عزیز
جسطرح دل سے محبت مجھے اولاد کی ہے

کوہِ غم سینے پہ جسطرح اوٹھایا ہمنے
ایسی ہمت نہ تو وامق کی نہ فرہاد کی ہے

موم دل ہوگئے پتھر کے کلیجے والے
دھوم عالم مین مرے نالہ و فریاد کی ہے

منہ سے بولون تو گلے پر ابھی پھر جائے چھری
اُف نکرنا یہ اجازت مرے صیّاد کی ہے

قید سے چھوٹے تو مدت ہوئی ہوتی مجھکو
پر ہون مجبور کہ الفت مجھے صیّاد کی ہے

آج مرکر کے مری حلق پہ کیون چلتا ہے
آب کیا اوتری ہوئی خنجرِ فولاد کی ہے

اونکی مژگان کا تصور جو رہا کرتا ہے
ہر رگ و پے مین خلش نشترِ فصّاد کی ہے

نہ کھچی شوخیون کی وجہ سے تیری تصویر
کچھ خطا اسمین نہ مانی کی نہ بہزاد کی ہے

ہوش اوڑتے ہین اگر نام کبھی لیتا ہون
دلمین خواہش جو مرے ایک پریزاد کی ہے

گرز کا حلق پہ مجھ تشنہ گلو کے تو پھیر
آبرو کچھ بھی نہین خنجرِ فولاد کی ہے

شادیِ وصل کا سامان بھی نظر آئے کبھی
مدتون سے یہ تمنا دلِ ناشاد کی ہے

بے سبب عشقِ حسینان سے نہین باز آیا
ظلم کی تاب نہ طاقت مجھے فریاد کی ہے

کیون سخندانون مین وہبی نہون مین نام آور
حال پر میرے عنایت مرے اوستاد کی ہے

شام کو گر وہ نقابِ رخِ انور اولٹے
جاتے جاتے سوی مشرق شہِ خاور اولٹے

اونکی دیوار کا سایہ ہے ہمین تختِ شہی
بیٹھے ہین مسندِ کمخواب و مشجر اولٹے

دشتِ وحشت مین جو اک روز ہوا میرا ساتھہ
دو قدم جا کے پھرے خضرِ ہمیر اولٹے

طفلِ نوخط کی یہی شوخیان کرتی ہین حلال
خط مین بھیجے ہین کبوتر کے تجھے پر اوسکے لیے

تو اگر آئے تو ہو جامِ تمنا لبریز
محفلِ عیش مین ہین شیشہ و ساغر اوسکے لیے

کب تلک ہوتا ہے خورشیدِ قیامت طالع
دیکھین کس روز نقاب اپنی وہ دلبر اوسکے لیے

سخت جانے کا برا ہو کہ شہادت نہ ملی
بل پڑے سیکڑون ہر دم دمِ خنجر اوسکے لیے

تم پھرے کیا کہ پھری ساری خدائی مجھ سے
اے بت مجھسا کسیکا نہ مقدر اوسکے لیے

کششِ دل نے اب اتنی تو دکھائی تاثیر
جاتے جاتے وہ پھر آتے ہین بگر گھر اوسکے لیے

سخت جانی سے یہی سوچ ہے مجھکو دمِ قتل
چلکے گردن پہ نہ قاتل دمِ خنجر اوسکے لیے

روؤن تقدیر کے لکھے کو نہ کیونکر **وہی**
یار لکھتا ہے مجھے شکوے کے دفتر اوسکے لیے

نکلونگا مین کبھی یارون کی تدبیرون سے
عاشقِ زلف ہون جکڑو مجھے زنجیرون سے

مین نہ چھوڑونگا طوافِ درِ مینا نہ کبھی
باز آؤنگا نہ ناصح تری تقریرون سے

طائرِ جان کے لیے شہپرِ پرواز نہین
ہاتھ لگجائین جو پر مجکو ترے تیرون سے

لعل کا دل لبِ لعلین سے نہ خون ہو کیونکر
چھین لیتے ہین ترے دانت چمک ہیرون سے

آجتک دامنِ فتراک سے کھولا نہ اونھین
کیا عداوت ہے مرے ترک کو نخچیرون سے

آ خدا کے لیے باقی ہے مری جانِ حزین
اب تو تسکین نہین ہوتی تری تحریرون سے

محو رہتا ہون تصور مین رخ و ابرو کے
کام کعبے سے نہ کچھ دیر کی تصویرون سے

چھیدڈالے دلِ عشاق دکھا کر ابرو
کام تیرون کا لیا ترک نے شمشیرون سے

آپ کیون چار نہین کرتے ہین آنکھین مجھ سے
خود مین نادم ہون شبِ وصل کی تقصیرون سے

آنے دو زورون پہ تم فصلِ بہار آتی ہے
صاف دیوانے نکلجائینگے زنجیرون سے

دھیان گر کر کے تری زلف کا مجھ وحشی نے
اک نیا سلسلہ پیدا کیا زنجیرون سے

دن جوانی کے ہین ڈرتا ہون نہ سو جائین نہ
وصل کی رات ملی ہے بڑی تدبیرون سے

تیرے اک جلوے نے بیہوش کیا ہے ورنہ
آنکھ جھپکی نہ کبھی طور کی تنویرون سے

سونے پایا نہ شب وصل لپٹ کر اوسنے
چلگئی مجھ پہ چھری شیخ کی تکبیرون سے

حکم ہے بزم مین اوس گل کا عنادل کو یہی
کترین گل شمع کے منقار کی گلگیرون سے

جنکے جورون سے جہان ہے تہ و بالا وہی
سابقہ مجکو پڑا ہے اونھین دلگیرون سے

تا بکے وعدہ فردا کی ہے اے یار مجھے
آج ہی اپنا دکھا دیجیے دیدار مجھے

اے جنون ہو گی نہ صحت کبھی زنہار مجھے
جو مرض قیس کو تھا ہے وہی آزار مجھے

مین وہ گریان ہون کہ دنیا سے جو اوٹھ جاونگا
رو ئیگی بیٹھ کے اوس شوخ کی دیوار مجھے

بندۂ بے درم اوسکا ہون مجھے عذر ہے کیا
بیچ دے گر مرا یوسف سر بازار مجھے

پاؤن چھوتا ہون تو کس ناز سے کہتا ہے وہ بت
کیون خدا کے لیے کرتے ہو گنہگار مجھے

ہون وہ مشتاق لگالون مین گلے سے اوسکو
نظر آئے جو برہنہ تری تلوار مجھے

ناز کرتا ہون محبت پہ تو فرماتے ہین
اک زمانے مین تمھین کہدو کیا پیار مجھے

کیا قیامت ہے کہ وہ چلتے ہین تلوار کی چال
قتل کر ڈالیگی یہ تیزی رفتار مجھے

اپنی آنکھون پہ بٹھاتے ہین وہ مجکو وہی
چشم بیمار کا جو سمجھے ہین بیمار مجھے

تیر نگہ کسیکا مقر نظر مین ہے
کچھ رات سے کھٹک سی مرے زخم جگر مین ہے

گم صورت نظر ہے وہ کسکی نظر مین ہے
معدوم ہے وہ خود جو خیال کمر مین ہے

صبحِ شبِ وصال قیامت سے کم نہین
چھوٹی نہ اوس سے میری جبین کاہ کی طرح
وہ اپنے گھر چلے تو اک اندھیر ہو گیا
دل مین جو ہے تصورِ حسنِ رخِ ملیح
مستون سے بچ کے جائیگی بنت العنب کہان
بادام کو سمجھتا ہون مین چشمِ مستِ یار
پیری مین ہیچ ہے مجھے بھی نہین لطفِ زندگی

انداز صورِ نالۂ مرغِ سحر مین ہے
تاثیر کہربا کی ترے سنگِ در مین ہے
مانندِ شامِ ہجر سیاہی سحر مین ہے
لذت کباب کی مرے لختِ جگر مین ہے
سب تاک مین ہین اوسکی وہ سبکی نظر مین ہے
کچھ فرق اندنون مرے نورِ نظر مین ہے
کا نورِ حسن نورِ چراغِ سحر مین ہے

وہبی خزانِ ہجر مین بھاتی نہین بہار
خوشبو نہ پھول مین ہے نہ لذت ثمر مین ہے

چشم جلوے سے ترے پُر نور ہے
ان بتون کا حب سے رہتا ہے نہان
مجھ سے کچھ نسبت نہین فرہاد کو
چار آنکھین بھی نہین ای شاہِ حسن
روز و شب روشن نہین شمس و قمر
عزم کیا شبخون کا ہے عشاق پر
آنکھ کی پتلی بنا یا یار کو
یاد مین ساقی کے روتے مین مدام
عاشقِ مرغ کو ترے جنت مین بھی
جان طلب ہون وہ صنم آتا نہین

آنکھ کا ڈھیلا بھی سنگِ طور ہے
سنگِ غم سے شیشۂ دل چور ہے
مین ہون عاشق اور وہ مزدور ہے
دل کے لینے کا یہی دستور ہے
جلوۂ رخسارہ پُر نور ہے
مانگ مین قاتل کے کیون سیندور ہے
سات پردون مین وہ اب مستور ہے
اشک کا ہر دانہ اک انگور ہے
کب تمنائے جمالِ حور ہے
ہے اجل نزدیک عیسی دور ہے

آفتابِ حشر کہتے ہین جسے *
نورِ شمعِ حسن روئے یار سے
وہ مرا داغِ تنِ محرور ہے *
داغِ دل رشکِ چراغِ طور ہے

اوسکی زلفون پر گرد وہبی نظر
کسقدر طولِ شبِ دیجور ہے *

ہون دفن مرکے کوچۂ جانان کے سامنے
بلبل کا آشیان ہو گلستان کے سامنے
شرماے اشکِ خون سے گل تر بہار مین
رنگِ چمن اوڑا مرے دامان کے سامنے
قمری کھڑا یا جگل خفا آتا ہے شرم سے
شمشاد میرے سرو خرامان کے سامنے
گر خطِ سبز لب پہ ترے خضر دیکھ پاے
پھر منہ کرے نہ چشمۂ حیوان کے سامنے
نظرون مین جوہری کے خذف ریزے بنگئے
لعلِ جگر ترے لب و دندان کے سامنے
دیکھے جو اوس پری سے مجھے گرم اختلاط
بلقیس منہ کرے نہ سلیمان کے سامنے
موسی نہین جو آنکھ جھپک جائیگی مری
آئین حضور دیدۂ حیران کے سامنے
روتے ہین ہم ادھر وہ ادھر ہنستے ہین کھڑے
بجلی چمک رہی ہے یہ باران کے سامنے
صدقے وہ مرے ہوگا ابھی کیسی ہمسری
کھولو تو بال سنبلِ پیچان کے سامنے
گھنڈی یہ ہو قبا کے نثار اختر فلک *
سجدے کرے ہلال گریبان کے سامنے
لگے مرے رقیب کو دستے ہو گا بیان
فقرے یہ کیجیے کسی نادان کے سامنے
اے گل چمن مین بات کی بلبل کو کیا مجال
غنچے نہ کھولین منہ لبِ خندان کے سامنے

موسی کیطرح تمکو بھی آئے نہ غش کہین
وہبی تجلۂ عارضِ تابان کے سامنے

تو نہ سینے جو مرسے میں پھٹے سے *
موت بہتر ہے امیسے سینے سے *

کاہش غم سے بنگیا ہون ہلال ✤ تم نہ آئے کئی مہینے سے ✤ ✤
ورنہ تکلیف اسکو سمجھے کی ✤ چاک دل بڑھ گیا ہے سینے سے
دل سے کسطرح جائے یاد اوسکی کب جدا نام ہو نگینے سے
تیرہ بختی کا آسمان سے گلا ✤ کیا مخاطب ہون مین کمینے سے
مجھ سے لپٹا وہ رشک گل شب وصل عطر کی آئی بو پسینے سے ✤
نہین پہلو مین گر وہ جان جہان باز آیا مین ایسے جینے سے
ابھی موقوف ہو تڑپ دل کی ✤ تم جو لپٹو ہمارے سینے سے
دوست دشمن نظر پڑین یکسان دل جو ہو جائے صاف کینے سے
کسطرح سر کے رہے یار سے زلف سانپ اوٹھتا نہین خزینے سے
دور بٹھلایا ہمکو غیرون کو پاس گر بلایا تو اس قرینے سے

عشق مین سیر ہو گئے وہبی ✤
غم کے کھانے لہو کے پینے سے

جو مر مٹے ترے کوچے سے فرد ہو کے اوٹھے غبار دل نہ بنے گرد یہ گرد ہو کے اوٹھے
رہا نہ عشق مین راحت طلب مزاج اپنا جو ہم جہان سے اوٹھے اہل درد ہو کے اوٹھے
تمھاری تیغ سے شرر بھی لوہا مان گئی ہم ایسے تڑپے کہ مقتل سے سرخ ہو کے اوٹھے
جب بیٹھے کوچۂ جانان مین ہم تو مثل غبار اوٹھے تو سینۂ بیکس کا درد ہو کے اوٹھے
جواب حسن مین یکتائے روزگار ہوئے تو ہم بھی عشق مین دنیا سے فرد ہو کے اوٹھے
حضور مجھ سے جو کچھ گرم اختلاط ہوئے رقیب محفل عالی سے سرد ہو کے اوٹھے
بنے وہ ناقۂ لیلی کا پردۂ محمل ✤ غبار سینۂ مجنون جو گرد ہو کے اوٹھے

تری گلی مین ہوا اپنا خاتمہ بالخیر
مثال قیس نہ صحرا نورد ہو کے اوٹھے

بنایا ضعف نے وہبی وہین پہ بستر خاک
جو ہم کبھی قدِ آدم بھی گرد ہو کے اوٹھے

جو یادِ زلف و رخِ گلعذار آتی ہے
نظر دو رنگی لیل و نہار آتی ہے

برنگِ گل نہون جامے سے کس روش باہر
چمن مین دھوم ہے فصلِ بہار آتی ہے

مزا فراق مین دیتا ہے وصلِ یار کا ذکر
کہ یاد لذتِ بوس و کنار آتی ہے

یہ کسکی زلفِ معنبر کھلی دمِ گلگشت
چمن سے آج صبا مشکبار آتی ہے

تڑپ تڑپ کے جو کاٹا بھی ہمنے روزِ فراق
تو پھر بلائے شبِ انتظار آتی ہے

نہ وصل ہوگا تو ہوگا وصال ہی اپنا
کہ ڈھونڈھنے کو قضا بار بار آتی ہے

امیدِ قتل مین کہتے ہین دیکھیے اے دل
ہمارے کام پہ کب تیغِ یار آتی ہے

نہین ہم اونمین جو ہاتھونسے زاہدونکے مُنڈین
ہمین بھی شیخ کی پگڑی اوتار آتی ہے

غمِ فراق کبھی لذتِ وصال کبھی
کبھی خزان کبھی فصلِ بہار آتی ہے

وہ غمین تو وصل کی شب بھی حیا ہے دامنگیر
نہین نہین کی صدا بار بار آتی ہے

جنون بڑھ گیا دل کا شگفتگی کیسی
کہ جان لینے کو میری بہار آتی ہے

ٹنکا ہو زلف کی تارون سے زخمِ دل شاید
کہ بوئے نافۂ مشکِ تتار آتی ہے

تمھارے آنے سے بالین پہ اے مسیحا دم
تنِ شہید مین پھر جانِ زار آتی ہے

اسے بھی شوقِ قدمبوس کیا ہے میری طرح
جو بڑھ کے پاؤن تلک زلفِ یار آتی ہے

لحد مین سوئیے کس طرح چین سے وہبی
کہ یادِ پرسشِ روزِ شمار آتی ہے

تلاش آپکی مجھکو کہان نہین باقی / زمین کا ذکر تو کیا آسمان نہین باقی

مذاق غمگوئی کے انداز ہین وہی اب تک / ہنوز ہے وہی اول کی بان نہین باقی

کدھر کو جاے یہ دیوانہ خاک اوڑاتا ہوا / نشان گرد سپہ کا روان نہین باقی

حذر ہی کیا تھا مین آنے سے میری میت پہ / کہ اب تو سانس بھی از روئے گمان نہین باقی

روان ہین مجھ سے صحرا سے مرغ شبخوان تک / سر مزار کوئی نوحہ خوان نہین باقی

ہماری آنکھون مین آ بیٹھو گھر تمھارا ہے / اگر حجاب حیا درمیان نہین باقی

ذلیل کر گئے چلکے رسوا کیا ہلاک کیا / ہمارا اب تو کوئی امتحان نہین باقی

حسین کوئی نہین لیتا کوڑیون کے مول / متاع دل کا مرے قدردان نہین باقی

ہماری عمر کا پیمانہ پر ہوے بے صہبا / جو قبل اوٹھے کہین پیر مغان نہین باقی

چھپاؤن راز محبت کہان تک اے وہبی / جگر مین طاقت ضبط فغان نہین باقی

لگا دی آگ اور سوز نہانی / دکھا دی گرمی عشق جوانی

ترے دیدار پہ جو غش ہین جانی / سمجھتے ہین وہ رمز لن ترانی

خضر نے کی جو تنہا زندگانی / ملا کیا لطف عمر جاودانی

سنا کچھ ایسا کانٹون کی زبانی / بھر آیا آبلون کے منہ مین پانی

کروگے ذبح گر تم بے رخی سے / گلے مین اٹکیگا خنجر کا پانی

عجب کیا ہے جو دنیا ترک کر کے / لحد پہ میری آ بیٹھے جوانی

اسیر زلف ہین سب دام ہم ایسے / انھین جانا پڑیگا کالے پانی

بہت مشکل ہے دل لینا کسیکا / ابھی سیکھو تو طرز دلستانی

جیے بے یار ہم دنیا مین تو کیا ‏ نہین درکار ایسی زندگانی

یقین ہے بعد میرے اسے ضعیفی ‏ ڈرا ماتم کرے میری جوانی

جو اونکے حسن کی کرتا ہون تعریف ‏ تو کہتے ہین تمھاری قدردانی

رہے سرسبز باغ دہر مین تو ‏ پھلے پھولے ترا نخل جوانی

اوٹھا کر آنکھہ کیا دیکھین کسیکو ‏ کہ ساتھہ اپنے ہے اونکی بدگمانی

ادب دان محبت جانتے ہین ٭ ‏ سگ جانان کا طرز میہمانی

بنے کانٹون سے سارے تلوے غربال ‏ یہ صحرا نے جنون کی خاک چھانی

رنگو گر رنگ زرد عاشقان مین ‏ تو زیبا ہو لباس زعفرانی

رہے شوقی ہی پر ہم عشق قد مین ‏ اوٹھایا کچھہ نہ حظ دار فانی

لحد پر میری لا لا کون دو پھول ‏ چراغ قبر نے کی گلفشانی

کرینگی بعد میرے عندلیبین ٭ ‏ بجائے نغمہ سنجی نوحہ خوانی

نہ مجنون ہے نہ وامق ہے نہ فرہاد ‏ سنائین کسکو ہم اپنی کہانی

ہوئی اپنی خزان تب ہم یہ سمجھے ‏ بہار زندگانی تھی جوانی

کیا تا دیر قاتل کا نظارہ ‏ ترا ممنون ہون اے سخت جانی

جو مجھہ غمکیش کی صحبت مین آئے ‏ بہت رنجیدہ ہوگی شادمانی

مین اک رنگ طلائی کا ہون کشتہ ‏ کفن بھی مجھکو دینا زعفرانی

غنیمت سمجھو اسکو اے حسینو ‏ بڑی دولت ہے حسن نوجوانی

نہ آوٹھے مر کے بھی کوئے صنم سے ‏ بڑے کام آئی اپنی ناتوانی

تجھے دیکھا جو گلگشت چمن مین ‏ تو باچھین کھل گئین غنچون کی جانی

نہ کھ امید راحت اوس سے وہبی
جسے منظور رہو ایذا رسانی ؛؛

بعد مُردن رحم اے گلچین مقرر چاہیے
برگ گل کی قبر پر بلبل کے چادر چاہیے

شوق کہتا ہے کہ چلیکر کوچۂ سفاک مین
آزمانا اپنے لونن اپنا مقدر چاہیے

بہر قتلِ عاشقانِ مضطرب او کینہ جو
نوکِ مژگان کی سنان ابرو کا خنجر چاہیے

باغِ جنت کی ہوا ہمکو خوش آنے کی نہین
گلشنِ کوئے صنم مین اپنا بستر چاہیے

شانۂ زلفِ یار مین ہو اس دلِ صد چاک کا
گوشِ دلبر کو مرے اشکون کے گوہر چاہیے

شیشۂ دل چور ہو لیکن نہ نکلے مُنہ سے آہ
عشقِ بت مین صبر کا چھاتی پہ پتھر چاہیے

حالِ بیتابئ دل لکھا ہے طفلِ شوخ کو
قاصدی کے واسطے لوٹن کبوتر چاہیے

ہجر مین مجھکو نہین درکار فرشِ مخملی
استراحت کو مرے کانٹون کا بستر چاہیے

دیدۂ تر سے ہمارے ہے بپا طوفانِ اشک
کشتئ افلاک کو اِن روزون لنگر چاہیے

بادہ نوشی کے لیے آیا ہے وہ گل باغ مین
غنچے مینا کی جگہ پھولون کے ساغر چاہیے

بادِ مژگان مین روان آنکھون سے ہی خونِ جگر
فصد کو میرے کب اے فصاد نشتر چاہیے

لے چکا ایمان و دل عقل و خرد تاب و توان
اور کیا اب تجھکو اے شوخِ ستمگر چاہیے

پھوٹنے دو اپنی تم کلیان جو آئی ہے بہار
اضطراب اتنا نہ اے مرغانِ بے پر چاہیے

دولسین رکھتا ہون تصورِ چشمِ میگون کا مدام
شیشۂ مے کی نہ حاجت ہے نہ ساغر چاہیے

جسمِ لاغر سمجھ کر اپنا ہو نیچے کوئے یار مین
رحم اتنا اے سرشکِ دیدۂ تر چاہیے

مجھکو ملجائے ابھی سر رشتۂ عمرِ ابد
ہاتھ مین میرے تری زلفِ معنبر چاہیے

اے قمر طلعت تمھارے عارضِ پُر نور کو
بدلے آئینے کے خورشیدِ منور چاہیے

ایک خط سے نامہ تسکین مری ہوتی نہین
پاس اونکے بھیجنا شکوون کا دفتر چاہیے

ہو شب مہتاب مین کچھ دیر نور آفتاب
مہربانی اسقدر ساقی کی مجھپر چاہیے

غم ہے تیرا اگر سوئے بیابان جنون
پا برہنہ چاہیے وسیمی کھلا سر چاہیے

شب وصل اونکین ضد اگر ہو گئی
نقاب اوٹھتے اوٹھتے سحر ہو گئی

شب وصل کیا مختصر ہو گئی
پلک مارتے ہی سحر ہو گئی

اگر اونکی ترچھی نظر ہو گئی
مری جان سینہ سپر ہو گئی

نہ کچھ موشگافون سے عقدہ کھلا
تماشا تمھاری کمر ہو گئی

لگی ہے جو اشکون کی ہر دم جھڑی
گھٹا کیا مری چشم تر ہو گئی

حرم چھوڑ کر مین گیا سوے دیر
طبیعت کدھر سے کدھر ہو گئی

نہین رحم اوس سنگدل کو ذرا
مری آہ کیا بے اثر ہو گئی

چھپایا بہت عشق ہمنے مگر
اونھین سب سے پہلے خبر ہو گئی

خبر لی نہ اوس غیرت ماہ نے
تڑپتے رہے رات بھر ہو گئی

نہین کاٹے کٹتی ہے فرقت کی شب
گھڑی مجھکو اک اک پہر ہو گئی

چھوے پاؤن مین نے جو اوس شوخ کے
خفا باعث درد سر ہو گئی

تو تمکو سجدے کیے اسقدر
ہماری جبین سنگ در ہو گئی

کیا اوس شکر لب نے اعجاز یہ
بجائی جو سئے نیشکر ہو گئی

جمایا جو وسیمی نے اپنا قدم
لڑائی محبت کی سر ہو گئی

تمنے گیسوئے پُرافشان جو سنوارے ہوتے
رات کو یون نہ درخشندہ ستارے ہوتے

میری جانب بھی تمھین ایسا نہین لازم ہے خیال
اَور کو پیار کروگے مین تمھارے ہوتے

چاندنی رات کا کیا لطف اوٹھاتے تا صبح
ہم تم اے ماہ جو دریا کے کنارے ہوتے

مجھ سے کی ہوتی کسیدن تو کوئی فرمایش
توڑ لاتا مین اگر عرش کے تارے ہوتے

کوچہ گردی جو تم اے ماہ نکرتے دنرات
کفشِ زرّین کے نہ گردش مین ستارے ہوتے

جان دینگے یہ گوارا نکرینگے یہ کبھی
آپکے گھر مین رقیب آئین ہمارے ہوتے

میرے قابو مین جو اے جان مرا دل ہوتا
یون مرے سامنے غیرونسے اشارے ہوتے

دیکھ لیتے جو کسیدن تمھین سوداگرِ مصر
نقدِ جان دے کے خریدار تمھارے ہوتے

کچھ بھی ہوتی اگر احوال پہ وحشی کے نظر
غیر اسطرح سے کب آپکو پیارے ہوتے

دل دکھائے ہین بتون کے آہ کی تاثیر نے
بے کمان اکثر کیا ہے توڑ اپنے تیر نے

میان سے باہر جو اے قاتل کبھی ہوتی نہین
کیا یہ جھینپ سے منہ چھپایا ہے تری شمشیر نے

کھینچے بیٹھا جو نقشہ اوسکا سکتا ہو گیا
رنگ مانی کا اوڑایا یار کی تصویر نے

حسنِ یوسف پر زلیخا کو فقط عاشق سنا
تو وہ ہے کلمہ پڑھا تیرا جوان و پیر نے

تیری پیدایش وجودِ خلق کا باعث ہوئی
ڈالدی جان اس مرقع مین تری تصویر نے

بیگناہون کے سوا کرتی نہین قتل اَور کو
یہ سنے جوہر نکالے ہین تری شمشیر نے

رنجِ دنیا سے ہون کیا واقف تری حسرت زدے
منہ نہین دیکھا خزان کا گلشنِ تصویر نے

سینے مین رہتی ہے یادِ نوکِ مژگان کی کھٹک
دل لگی اچھی نکالی ہے تمھارے تیر نے

روحِ مجنون دشت کو بھاگی ہے وحشی خوف سے

کھڑکھڑایا ہے جو ہم دیوانون کی زنجیر نے

نہ کیا آہ نے اثر کچھ بھی
نہین اونکو مری خبر کچھ بھی

غیر کا تو پوچھتے ہو کیا احوال
مجھکو اپنی نہین خبر کچھ بھی

دھیان ہے کسکی زلف شبگون کا
نہین آتا مجھے نظر کچھ بھی

نہ بلائے وہ آپ آئینگے
ہے محبت مری اگر کچھ بھی

تونے اپنے مریض فرقت کی
اے مسیحا نہ لی خبر کچھ بھی

وصل کی ہمکو ہے عبث امید
نہوا اون سے رفع شر کچھ بھی

جب مرے دن بشر کے ہوتے ہین
کام آتا نہین ہنر کچھ بھی

آنکھین غیرون سے وہ لڑاتے ہین
میری جانب نہین نظر کچھ بھی

کون جیتا ہے کون مرتا ہے
بیخبر تجھکو ہے خبر کچھ بھی

مجھ سے صیاد بدگمان ہے عبث
نہین نکلے ہین بال و پر کچھ بھی

کب لگی بجھ سکی مرے دل کی
کام آئی نہ چشم تر کچھ بھی

وصل اوس سیمتن کا ہو کیونکر
پاس اپنے نہین ہے زر کچھ بھی

جان و دل سے نثار مین تو رہا
قدر تمنے نہ کی مگر کچھ بھی

کیسے عاشق بنے تھے تم وہبی
نہوا جان کا ضرر کچھ بھی

نہین معلوم کہان جاتے ہین مرنے والے
کس سرا کے یہ مسافر ہین اوترنے والے

دیکھ لینا کہ بجز سر دیے مرنے والے
قدم اوس کوچے کے باہر نہین دھرنے والے

کبھی دل لینے کا اقرار ہے انکار کبھی
ایسے دیکھے ہین مُکر ہو کے مکرنے والے

اب بھی یون ہے تری تیغ کا پانی واللہ ❊ زندگانی کے مزے لوٹینگے مرنے والے

تجھکو کم سیکڑے ہین تاکہ نگے خالی ❊ ساقیا ون نہین ہم رندون کے بھرنے والے

نقد دل لیتے ہین قیمت سے زیادہ مگر ❊ باندھتے جاتے نہین کیا عجب کہنے والے

رکھدیا سر ترے خنجر کے تلے خود آکر ❊ دیکھا یون جان فدا کرتے ہین مرنے والے

ہمنو تیور ہی بھی چڑھی دیکھین تو پھر رنج نکرین ❊ لوگ وہ اور ہین نظرون سے اوترنے والے

جان دینے کو جو کہتا ہون تو فرماتے ہین ❊ منہ سے کہتے نہین جو لوگ ہین مرنے والے

جوہر او قاتل ملق اسکے ہمین بھی دکھلا ❊ تیری تلوار کا دم ہم بھی ہین بھرنے والے

اونکی آنکھون کی نظر کیون رخ انور پہ نہو ❊ یہ ہرن چاندنی کا کھیت ہین چرنے والے

غیر ہنستے ہین مرے دعوی جانبازی پر ❊ ابھی دیکھے نہین ان لوگون نے مرنے والے

دل صدچاک کو عشاق ہی کے ہے یہ کمال ❊ کہین شانے سے وہ گیسو ہین سنورنے والے

گھاٹ پر تیغ کے ہے کشتی عمر اپنی لگی ❊ ہم بھی دم بھر مین ہین اب پار اوترنے والے

کوئی جلاد طرحدار نظر آئے تو ❊ آج بھی سیکڑون موجود ہین مرنے والے

اونکی آنکھین نہ دم غیظ خدا دکھلائے ❊ شیر کیطرح یہ آہو ہین بپھرنے والے

شور ہے عالم بالا پہ زمین ہلتی ہے ❊ آج کوٹھے سے وہ نیچے ہین اوترنے والے

تیرگی دیکھ چکے ہین جو شب فرقت کی ❊ وہ اندھیرے سے لحد کے نہین ڈرنے والے

تیری اس بگڑی ادا کو بھی نہ پہونچیگا کوئی ❊ لاکھ بنکر اکڑین ہر وقت نکھرنے والے

جان دینگے رقیبون سے کہدو کے جو کلام ❊ جانتے ہو کہ ہین ہم بات پہ مرنے والے

لب جان بخش کے وصف اونکی زبان سے سننا ❊ بام گردون سے مسیحا ہین اوترنے والے

طفل اشک اپنا جوانمرد ہے تو ہو کیا غم ہے ❊ خود سنبھل جاتے ہین وہ جو ہین سنبھلنے والے

اپنے سائے سے بھی ہر دم وہ جھجک جاتے ہین
یہ پری رو نہین شیشے مین اوترنے والے

جوشِ گریہ سے دمِ قتل گلے مین ہے گرہ
آب خنجر کے نہین گھونٹ اوترنے والے

کیا عجب آئے اگر تازہ بلا اے **وہبی**
سنتے ہین بال ہین پھر اونکے سنورنے والے

داد کو پہونچین کرے ہمسیہ جو بیداد کوئی
ہاں پائین جو کرے قتل بھی جلاد کوئی

دیکھکر چشم کی گردش قدِ موزون کی روش
کوئی دیوانہ ہوا آپ کا آزاد کوئی

ہم ترے قد کے تصور مین لپٹ کر روئے
نظر آیا جو کسی باغ مین شمشاد کوئی

دشتِ وحشت مین بگولے کیطرح پھرتا ہون
مجھسا ہوگا نہ ہوا خواہ ہون مین برباد کوئی

اسطرح رد نہین کرتے ہین سوالِ سائل
نہین بوسہ تو ہو دشنام ہی ارشاد کوئی

وصل کی شب ہے حیا کیجیے موقوف اے جان
پاس لیٹے ہو تو بوسہ بھی ہو امداد کوئی

ایک صورت پہ نہین سارا زمانہ رہتا
شاد رہتا ہے اگر کوئی تو ناشاد کوئی

ایک مدت سے تمنائے گرفتاری ہے
طائرِ دل کو نہین ملتا ہے صیاد کوئی

سنکے آوازِ عنادل یہی کہتا ہے وہ گل
نالے کرتا نہو یہ عاشقِ ناشاد کوئی

عاشقون کا نہ رہا نام و نشان اے قاتل
اور ایجاد کر اب عالمِ ایجاد کوئی

مدتون سے نہین ہچکی تلک آتی **وہبی**
ہمکو بھولے سے بھی کرتا نہین اب یاد کوئی

شراب سے ہے اگر زاہدو وضو باقی
رہیگی حشر تلک بیعتِ سبو باقی

بجھاؤن خنجرِ قاتل کی پیاس مین کیونکر
نہین ہے جسم مین ایک بوند بھی لہو باقی

مقابلہ جو ہوا میرے دیدۂ تر سے
رہیگی تیری نہ اے ابر آبرو باقی

بھر آکر رونگا دم اوس جنگجو کے خنجر کا
رہیگی جب تلک اے دل رگِ گلو باقی

کھلی رہین مری آنکھین نہ بسبب پسِ مرگ
تمھارے دید کی تھی دل مین آرزو باقی

کریگا مشقِ کتان ٹکڑے ٹکڑے دل اب کون
جہان مین نہ رہا کوئی ماہرو باقی +

خیالِ زلف مین ذرات ہون مین سرگردان
یہ حال کہنا ہے اب اونسے مو بمو باقی

بگولا بنکے مری خاک اوڑتی پھرتی ہے
کہ بعدِ مرگ بھی ہے اونکی جستجو باقی

مین مثلِ بلبلِ شیدا نثارِ تم پہ رہون
رہے سدا گلِ عارض کا رنگ و بو باقی

حجاب جتنے تھے وہ تو سب اوٹھ گئے لیکن
کلام کرنا ہے اب اونکے روبرو باقی

لباسِ تن تو کیا پاک واعظو لیکن +
ابھی ہے جامۂ ہستی کی شست و شو باقی

زوالِ حسن نے اونکو تو کر دیا سیدھا
ترا ہے بل ابھی او زلفِ مشکبو باقی

حلال کرکے مری لاش بھی کرو تشہیر
تمھاری کوئی نہ رہجاے آرزو باقی

کھلونا جان کے عاشق کا دل مچلتے ہین +
ابھی تلک ہے لڑکپن کی اون مین خو باقی

پڑا رہون ترے کوچے مین مثلِ نقشِ قدم
ہے بعدِ مرگ یہی دل مین آرزو باقی

غمِ حسین مین روتے ہین جو کہ اے وسیمی
رہیگی حشر کے دن اونکی آبرو باقی

رسمِ الفت کی مگر دنیا سے عنقا ہو گئی
دو ہی دن مین اب وہ چاہت آپکی کیا ہو گئی

اک نظر دیکھا جسے کھونے گئے ہوش و حواس
آنکھ کی پتلی تری جادو کا پتلا ہو گئی

وہم مین آتی نہین گو کر رہا ہون مین تلاش
اب تو تشبیہِ دہن بھی مجھکو عنقا ہو گئی

دو قدم چلنے ہی مین غل شہرِ خموشان مین ہوا
اک قیامت آپکے قامت سے برپا ہو گئی

جان باقی مدتِ فرقت سے ملی مجھکو نجات
موت کیا آئی مرے حق مین مسیحا ہو گئی

شوقِ وصلت نے خنجر بھی رہا تک تھا سے مجھے
تیغِ قاتل مرکے آغوش میں تمنا ہو گئی

وصفِ دندان سے بڑھی میرے سخن کی آبرو
جب لکھا وصفِ دہن اک بات پیدا ہو گئی

اونکی مژگان کا تصور ایک دم جاتا نہین
جان میری تیرِ آفت کا نشانا ہو گئی

ہے بجا گر ماہ و اوجِ دلبری تمکو کہون
چاند سے رخ پہ تمھاری زلف ہالا ہو گئی

جب چھپا تھا در تو ہوتا تھا نظارہ دور سے
مین گلا کاٹون گا گر کھڑکی بھی تیغا ہو گئی

دل مرا چھین ہے اوسکا تڑپنا دیکھکر
کانکی مچھلی تو بجلی سے بھی بالا ہو گئی

سات پردون مین چھپایا ہے تمھین ای جانِ جان
آنکھ میری آپکی خاطر محافا ہو گئی

ہجر مین مرتا ہون اور وہ مجھ تلک آتی نہین
کیا قضا بھی میرے قاتل کا ارادا ہو گئی

ذرہ افشان کو شبِ گیسو مین چمکے اسقدر
جعدِ مشکین غیرتِ عقدِ ثریا ہو گئی

شورِ قلقل ہو گیا بندوق کی مجھکو صدا
فرقتِ ساقی مین گو تق بھی تینچا ہو گئی

جان جانا گو لکھا تھا عشق مین وحشی مگر
اونکی فرقت موت کا میری بہانا ہو گئی

ہر نفس مین نشے اپنے جامِ آنکھون مین پُرخون ہے
کہ بہ ساقی کے سبب کیفیتِ محفل دگرگون ہے

میانِ دشتِ اخضر سبزہ بیجا پھیر گردون ہے
تو وہ لیلی شمائل ہے کہ ہر اک تیرا مجنون ہے

دلِ پر داغ کو ہر دم خیالِ روے گلگون ہے
کہون کیا لالہ رو اسوجہ سے اپنا جگر خون ہے

ہر اک آنسو کا دانہ بنگیا ہے دانۂ مرجان
لبِ لعلین کے غم مین چشم اپنی چشمۂ خون ہے

نہ کیونکر زاہدانِ کعبہ آ آکر کرین سجدے
ترا حسن اے بتِ مسجودِ عالم شانِ بیچون ہے

نہین دیتا ہمین مین جام سے گر ساقیٔ مہوش
گلِ خورشید بھی اپنی نظر مین جام واژون ہے

کسی کو کہین جو وہ باتین مسخر کر لیا اوسکو
تری تقریر یا جادو کہ جسکے لئے طرفہ افسون ہے

نہین وہ زہر و وش تو بزم ہے اک وادی محشر
بزم شور قیامت ہمکو صوت چنگ و قانون ہے

مجھے سیر چمن باصل ہے او سکو فائے تنہائی
جگہ میری ہے کوئے یار صحرا جاے مجنون ہے

شنا ور نسر طائر ہے دبط و گرداب کی صورت
ترقی پر غضب سیلاب اشک چشم پر خون ہے

اندھیرا چھا گیا شب کیطرحِ دنیا وحشی اپنی نظروں مین
کبھی آئی جو نہین اپنی شام ہستی زلف شبگون ہے

پیا ہے مجتسب سیبت ہر اک جام واژون سے
کرامت میخانۂ عالم مین دو چشم میگون ہے

بلا کا شیخ مو باف آج زیب جعد شبگون ہے
ہماری کشور دل پر پیسا ان شب خون ہے

یو نہین چاک اپنی دست جنون گر روز افزون ہے
تو اک دن دیکھ لینا دھجیان دامان ناموس ہے

دل پر داغ کو اپنے خیال روئے گلگون ہے
عجب ہے گل پہ بلبل کیطرح طاؤس مفتون ہے

نگہ سے قتل کرتے ہین تبسم سے جلاتے ہین
خدائی کر رہے ہین بت دیکھیے کیا شان بیچون ہے

پڑا دم توڑتا ہے ہچکیان لے لے کے ہر ساعت
ترے بیمار ہجران کی بہت حالت دگرگون ہے

جو لاعقل ہی بہتر ہے کہ مین وہ اہل دانش ہے
یہ وہ میخانہ ہے جسجا ہر اک خم مین فلاطون ہے

صدائے نالۂ ماتم ہے شور قلقل مینا
تری فرقت مین ساقی ساغر مے چشم پر خون ہے

بناتے ہین عبث منعم عمارت دار فانی مین
کہان ایوان جمشیدی کہان قصر فریدون ہے

درم داغ جگر ہین لعل و یاقوت اپنے لخت دل
پس مردن بھی اپنا گنج مدفن گنج قارون ہے

مراز خم جگر بہ ہو گیا ہے خون کی دولت سے
نہین منت کش جراح نے مرہم کا ممنون ہے

چھٹا یا دشت وحشت خیز مین اس دیو فرقت نے
چھٹے سایہ پری کا وہ کہان بخت ہمایون ہے

پہونچ جائینگے ہم اے ماہ بالاخانے تک تیرے
ہماری آہ کا رشتہ کمند بام گردون ہے

اوٹھا مین کا ہشین سے نہایت عشق ابرو مین
کہ گھٹتے گھٹتے اب یہ جسم لاغر حلقۂ نون ہے

جو چہرۂ غیرتِ گلشن ہے عارضِ غیرتِ لالہ
نہین خالِ سیہ یہ لالۂ عارض کی افیون ہے

نہین ہے قافلہ نہین شور آواز جرس پیدا
تلاشِ ناقۂ لیلی مین نالان روحِ مجنون ہے

قیامت قد ہے سحر آنکھین نگہ آفت بلا گیسو
دگرگون سب نہین یارون ہے حال بیچ مسکون ہے

نہ آتا ہے وہ عیسی دم نہ دم اپنا نکلتا ہے
الٰہی کس غضب کی کشمکش مین جان محزون ہے

مرا دیوان بنا ہے کانِ گوہر وصفِ دندان سے
لڑی ہر سطر ہے ہر ایک نقطہ دُرِّ مکنون ہے

ہمین وصفِ دہن منظورِ خاطر ہے جو اے **وحشی**
اسیر اپنی کمندِ فکر مین عنقای مضمون ہے

جب سے کیا ہے اوسنے فلک نے جدا مجھے
کچھ اپنی زیست کا نہین ملتا مزا مجھے

سمجھا رہے ہین کسلیے سب آشنا مجھے
مرجاؤنگا جو اوسنے کرینگے جدا مجھے

کیون بیچ اوٹھاؤن انکی ملاقات سے حصول
ملنے سے کیا بتون کے ملیگا خدا مجھے

ایذا وہ ہجر کی ہے کہ زندہ رہے بشر
حیران ہون کہ بھول گئی کیا قضا مجھے

مرضی تری نہو تو قفس اس سے خوب ہے
صیاد بے دلی سے نکرنا رہا مجھے

بیخود یہ ہجر مین ہون کہ ذکر آور کا تو کیا
اپنی بھی اب خبر نہین رہتی ذرا مجھے

فرقت مین ایک نے بھی دیا نہین سے نہ ساتھ
صبر و شکیب پر تھا بھروسا بڑا مجھے

دیکھون تو پھر رقیب ٹھہرتا بھی ہے کوئی
اوسکی گلی مین لے تو چلو تم ذرا مجھے

کیا تو چھپتے ہو اپنی محبت کا مجھ سے حال
کوئی تو بھا گئی ہے تمھاری ادا مجھے

کس شرمگین کے وصل کی حسرت ہے سوچ تو
اے سوزِ ہجر آپ نکرون یون جلا مجھے

کرتا ہے توبہ کوئی بھی فصلِ بہار مین
بیٹھے بٹھاے نشے مین سوجھی یہ کیا مجھے

فرقت مین اوسکی جان دی ایذا نہ اوٹھ سکی
آخر کو درد ہی ہوا میرا دوا مجھے

رسوا کیا شراب کے صحبتون نے بارہا
سب لوگ جانتے تھے بڑا پارسا مجھے

سب حضرت فائق ہی کا وسیمی یہ فیض ہے
ورنہ شعور شعر کے فن مین ہے کیا مجھے

چھیلے کی دم وصل یہ عادت نہین اچھی
کچھ کیجیے تو کہتے ہین طبیعت نہین اچھی

مل مل کے رقیبون سے جلاتے ہو سر بزم
اے شمع رخو اتنی شرارت نہین اچھی

ڈر ہے کہ نہ لگ جائے کہین آگ فلک پر
آہ شرر افشان یہ حرارت نہین اچھی

مر جائے کہین عاشق گیسو تو وہ اچھا
الجھن نہین اچھی یہ اذیت نہین اچھی

کیا دیکھکے گلزار مین بہلاؤن دل اپنا
گل کی ترے رخسار سے رنگت نہین اچھی

گستاخ مجھے دیکھکے کہتے ہین دم وصل
سچ قول کسیکا ہے مروت نہین اچھی

اے دل نکر یون آنکھون کا ہر وقت تصور
بیمار سے بیمار کی صحبت نہین اچھی

حیران ہے پھر کس سے مقابل کرے وسیمی
صورت سے تری حور کی صورت نہین اچھی

عشقبازی نہ چھوٹے گی دل سے
ایسے بگڑے بنین گے مشکل سے

ہو گیا اتحاد اگر دل سے
دل لگی ہو گی تیر قاتل سے

صحبت غیر تم سے چھوٹے گی
سچ کہو کہتے ہو یہ کس دل سے

زیر خنجر نہ کسطرح تڑپون
خوش وہ ہوتے ہین رقص بسمل سے

مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا گذری
پوچھ تو بیقراری دل سے

واقعی شان بے نیازی کی
سیکھ لے کوئی ناز قاتل سے

مین وہ ناشاد ہون کہ نزع کے وقت
روئین ہل مل کے حسرتین دل سے

خونِ ناحق کا میرے بعد مرے
کوئی دعوی کرے نہ قاتل سے

مجھ سے کیونکر نہو اونھین اُلفت
دلکو اک راہ ہوتی ہے دل سے

راہرو اک طرف جنابِ خضر
بچکے چلتے ہین میری منزل سے

کیسے کیسے مزے اوٹھائے ہین
لذتِ دردِ پوچھیے دل سے

ایسی حسرت سے مرتے دم دیکھا
گر پڑے اشک چشمِ قاتل سے

مژدۂ قتل ہی سے مر گئے ہم
کیا ندامت ہوئی ہے قاتل سے

جان بچتے نظر نہین آتی
آج بگڑی ہے بے طرح دل سے

تیرے چاہِ ذقن مین ڈوب مرین
ملک آآکے چاہِ بابل سے

ابتو آ بیٹھے دیکھیے کب تک
مرکے اوٹھینگے کوے قاتل سے

ایک بوسے کے واسطے صاحب
کوئی منہ موڑتا ہے سائل سے

نعش پر نعش آج کشتون کی
چلی آتی ہے کوے قاتل سے

کر دیا شوقِ دل نے بیصبر ہم
ڈھب پہ لائے تھے اونکو مشکل سے

تجھ سے ملتا ہے اک مزا اے درد
آج پہلو تہی نکر دل سے

ہم اسیرِ ذقن ہونگے تو کیا
ملک آئینگے چاہِ بابل سے

یا ادھر یا اودھر ہو وہبی آج
فیصلہ کر تو چلکے قاتل سے

اونکی فرقت مین نہ موت آئی ندامت رہگئی
منہ دکھائیگی مری اب کون صورت رہگئی

چلتے چلتے رہگئے گنجِ شہیدان کی طرف
آتے آتے اونکے قامت سے قیامت رہگئی

کیا تماشا ہے تمناؤن نے تو لی اپنی راہ
دلکو بہلانے کو میرے ایک حسرت رہگئی

منع کرتے ہو مجھے عشقِ بتان سے بار بار
کیا ہی اے حضرتِ ناصح نصیحت رہگئی

کعبۂ ابرو کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال
دل کے ویرانے مین باقی یہ عمارت رہگئی

گو ہمارا نامۂ اعمال تھا بالکل سیاہ
آبرو اپنی بھی اشکون کی بدولت رہگئی

سخت جانی سے چلا رک رک کے خنجر حلق پر
اپنے قاتل سے مجھے اتنی ندامت رہگئی

کیا کرے اہلِ غرض سے اندنون کوئی شکوہ
شکر کے بدلے زمانے مین شکایت رہگئی

ایک عالم طے کیا اونکے سمندِ ناز نے
پائمالی سے مگر عاشق کی تربت رہگئی

گو بسر کی عمر سب دیر و حرم کی سیر مین
کعبۂ دل کی مگر ہمسے زیارت رہگئی

چین آئیگا نہ ہمکو ایک دم بھی زیرِ خاک
دلمین گر اوس آئنہ رو کے کدورت رہگئی

نیمچہ سفاک کا ٹوٹا جب آئی میری بار
قتل گہ مین بھی تمنائے شہادت رہگئی

جو خزانہ موتیون کا تھا لٹایا آنکھون نے
اب تو سینے مین فقط داغونکی دولت رہگئی

خنجرِ قاتل پہ ہمنے رکھدیا اپنا گلا
تیغ جا بازو نہین وہبی اپنی حسرت رہگئی

چلکے شمشیرِ خرام اسے سرِ قامت رہگئی
پائمالون کو تمنائے شہادت رہگئی

یار سے کرنی تھی جو مجھکو وصیت رہگئی
آرزو دلمین مرے بے وقتِ رخصت رہگئی

صبح کردی جھیلکر ایذائین ساری ہین سنے جب
اپنا سا منہ لیکے میری شامِ فرقت رہگئی

کرچکے ہین اوس خرامِ فتنہ زا کا امتحان
جب چلے دو گام وہ پیچھے قیامت رہگئی

لاکھ اطبا نے کیا اوسکا علاج اللہ رے سوز
نبضِ بیمارِ محبت مین حرارت رہگئی

سامنے سے ہٹگیا چاند اوتر و کوٹھے سے کہین
لو تمھاری اب تو ضد اے ماہ طلعت رہگئی

نامِ آدم جتنے تھے وہ خاکمین سب ملگئے
بہرِ عبرت ٹوٹی پھوٹی کچھ عمارت رہگئی

تیرہ بختی نے دکھایا بعد مُردن بھی اثر
شام سے گُل ہو کے میری شمع تربت رہگئی

مال و مکنت پر کرو غرّا نہ تم اے منعمو
کسکی دولت رہگئی کسکی حکومت رہگئی

سیکڑون ہون جسکے خواہان اوسکا سودا کیا نے
جنس دل کی مٹ کے تونے پائی قیمت رہگئی

چاٹتا ہون ہونٹ ہردم اب تک لعل شیرین یاد
بوسۂ لب کی زبان پر میری لذت رہگئی

ذبح گر مجھکو کیا قاتل نے تو منہ پھیر کر
زیر خنجر بھی تمنائے زیارت رہگئی

قتل کرنا تھا تو تسمہ تک لگا رکھنا نہ تھا
تیغ قاتل سے مجھے اتنی شکایت رہگئی

نکلگئے تو لطف ہے پروا نکلنے کی نہین
اب فقط دنیا مین منہ دیکھے کی الفت رہگئی

ہوگئی بے پوچھے ہم تر دامنون کی مغفرت
آبروئے جوشش اشک ندامت رہگئی

بخت نے دکھلائی باغ نامرادی کی بہار
داغ بنکر سینے مین اک ایک حسرت رہگئی

کم ملاقات ہمسے کی وہبی بڑھا غیرونسے ربط
دور کی بس اونسے اب صاحب سلامت رہگئی

حسینون سے تمنا اپنے دلکی کوئی کیا نکلے
انھین جب آزمایا ہمنے حد سے بیوفا نکلے

ملی راہ حقیقت صحبت رندان میکش سے
جنھین گمراہ ہم سمجھے تھے وہ ہی رہنما نکلے

نہین معلوم انکے کیا کدورت ہے حسینون کو
ملے گر خاک مین عاشق تو دلکا حوصلہ نکلے

ہوا جب امتحان دونون کا حسن و عشق مین باہم
نہ کچھ ہم اونسے کم نکلے نہ وہ ہمسے سوا نکلے

ہماری قبر پر وہ فاتحہ پڑھنے اگر آئین
عجب کیا گر کفن کو پھاڑ کر دست دعا نکلے

پُر ارمان وہ ہون اے وہبی کہ مرنے پر مرے دل سے
نہین ممکن تمنائے حصول مدعا نکلے

کھلے کیا پیچ اوس زلف دوتا کے
معطر آج ہین جھونکے ہوا کے

ہماری خاک سے پرہیز ہے یہ
جو آئے بھی چلے دامن اوٹھا کے

ہوا اب اونکو دعویٰ نبوت
مسیحا بنگئے مُردے جلا کے

تمہیں کچھ خوف لازم ہے خدا کا
ملے گا کیا ہمارا دل دُکھا کے

لیا جب میان سے قاتل نے تیغا
تو آگے ہم بڑھے گردن جھکا کے

کھڑے ہین دیر سے مشتاقِ دیدار
ذرا تو دیکھ لو چلمن اوٹھا کے

تمھارا سایۂ دیوار بس ہے
نہین مشتاق ہم ظلِّ ہما کے

نہ نکلے وصل مین بھی دلکے ارمان
رہے پابند وہ شرم و حیا کے

تپِ فرقت سے اب دم ہے لبون پر
دِکھا دو تم ذری دیدار آ کے

کہین کیونکر نہ ہمکو آفتِ دہر
کہ ہو شوخ ابتدا مین انتہا کے

گیا سب قافلہ یارون کا وہبی
رہے ہم منتظر بانگِ درا کے

گِلے تم سے کرین کیا ہم جفا کے
کہ یہ سب ہین قصور اپنی وفا کے

قفس تک تو ہے گل لائیگی اکدن
ہوا خواہون مین ہین بادِ صبا کے

تمہو واللہ کتنے سنگدل ہو
بہت پچتاے تم سے دل لگا کے

حقیقت برہنہ پائی کی میری
کوئی خارِ جنون سے پوچھے جا کے

ہوئے جاتے ہین دل پامالِ انداز
یہ عالم ہین تمھارے نقشِ پا کے

کرون دعوت سگِ کوئے صنم کی
رہین گر استخوان مجھکو ہما کے

ارے او بانکی ٹوپی والے گبرو
اِدھر بھی دیکھتا جا آنکھ اوٹھا کے

دلون پر عرش پر گردون پہ ہین نقش
یہ نقشے ہین تمھارے نقشِ پا کے

اگر یہ جانتے تو دل نہ دیتے +
وہ نکلے بے مروت انتہا کے

خرام ناز سے برپا ہے اک حشر
نئے انداز ہین تیری ادا کے

جو ہم سے یار روئے مثل شبنم
ہنسے غنچے چمن مین مسکرا کے

بسر رہتے ہین سرگردان پئے رزق
سلے ہین انکو کیا جنت آسیا کے

ہوئے جاتے ہین گل جامے سے باہر
کھلے ہین بند شاید اوس قبا کے

کیا زخمون نے میرے پیار کیا کیا
گلے سے تیغ قاتل کو لگا کے

تری دزدیدہ نظرین لیگئی ہین
مرے سینے سے نقد دل چرا کے

صبا نے کہدیا کیا کان مین کچھ
یہ غنچے رہگئے کیون مسکرا کے

بنایا اونکو خود ہین ہمنے **وہبی**
بہت پچھتائے آئینہ دکھا کے

پہلو مین جو وہ غیرت شمشاد نہین ہے
گر باغ ارم بھی ہے تو دل شاد نہین ہے

کس طرح سے صدمے شب فرقت کے اوٹھاؤن
دل موم سے بھی نرم ہے فولاد نہین ہے

اے غیرت گلزار ترا خواہون مین ترے
مجھ سے تو زیادہ کوئی برباد نہین ہے

اس درجہ ہین ہم محو تجسس مین تمھارے
رہتے تھے کہان اب ہین کہان یاد نہین ہے

کیون لاش کو ٹھکرا کے نہین چلتا ہے اوسکی
وہبی ترا کیا کشتۂ بیداد نہین ہے

غم فراق کا کھٹکا وصال یار مین ہے
خزان کا خوف ہمین موسم بہار مین ہے

نکلکے جسم سے آنکھون مین آکے ٹھہری ہے
ہماری روح روان کسکے انتظار مین ہے

کسیکو نقد شہادت نہ دے سکی اب تک
برائے نام یہ کوڑی تری کٹار مین ہے

کدورت اونکو ہے مجھ سے یہ صاف ثابت ہے
جو خط لکھا ہے تو وہ بھی خطِ غبار میں ہے

شبِ فراق کے صدمے اوٹھاونگا کیونکر
سکت ذرا بھی نہیں اب تو جانِ زار میں ہے

گناہگار رہوں صدقے ہوتی ہے رحمت
وہ دوزخی ہوں کہ جنت بھی اختیار میں ہے

نجات ہے گا کہ میں دور دور رہتا ہوں
تصور آپکا ہر دم مری کنار میں ہے

دم آکے آنکھوں میں دیکھے تو راہ اونکی مگر
غضب یہ ہے کہ تغافل مزاجِ یار میں ہے

شبِ فراق کا پوچھو نہ حال مجھسے وسیمی
زیادہ حشر کے دن سے مرے شمار میں ہے

ابھی تڑپ میں جان دونگا نجاؤ مجھسے ملال کرکے
ملال کرکے اگر چلے ہو تو جاؤ مجھکو حلال کرکے

ہوئی نہ ہشیار ایکدم بھی عجیب غفلت میں عمر کاٹی
حیات ہے اپنی خواب باطل یہ خوب دیکھا خیال کرکے

دیا جو خط میرا جاکے اونکو قلم کیے ہاتھ نامہ بر کے
گیا کبوتر جو نامہ لیکر تو اوسکو پھینکا حلال کرکے

نہیں کسیکے حواس برجا کسیکو غش ہے کوئی ہے ساکت
ہر اک قدم پہ ہزاروں ہی مل کھا دیے پائمال کرکے

بتاؤ کس سے ہوا ہے وعدہ کہاں پہ گذری ہے آجکی شب
نجانے دونگا میں غیر کے گھر چلے تو ہو مجھسے چال کرکے

کسیکو بوٹا سا قد دکھایا کسی پہ ڈالا بدن کا سایہ
یہ لطف دیکھو چمن سے آئی وہ ہر شجر کو نہال کرکے

لبوں کا بوسہ جو اونسے مانگا ملا نہ مجھکو بھی جرات وسیمی
کھلا نہ عقدہ دہن کا اونکی خجل ہوا میں سوال کرکے

لکھوں جو وصف ابروے خمدار یار کے
جوہر دکھائے تیغ زبان ذوالفقار کے

اوصاف جب لکھے قدِ دندانِ یار کے
حرفوں کے نقطے بنگئے دانے انار کے

آتے نہیں ہیں آپ تو جائیگی میری جان
صدمے سہے گا کون شبِ انتظار کے

ہیں لوثِ ظاہری سے بری ساکنِ عدم
جاتی ہے روح جامۂ ہستی اوتار کے

وہ خفتہ بخت ہون کہ شب وصل آئی نیند — ارمان دل مین رہگئے بوس و کنار کے

آتا ہے یاد عاشق بیدل کا شور و شین — سنتا ہے جب وہ گل کبھی نالے ہزار کے

پرسان ہوا نہ کوئی ترے سوگوار کا — آنسو کسی نے پونچھے نہ شمع مزار کے

جانبازیان مری جو اونھین یاد آگئین — روئے بہت وہ قبر مین مجھکو اوتار کے

بیوجہ مجھسے آپنے پھیری نہین ہے آنکھ — بیٹھے ہوئے ہین گردش لیل و نہار کے

ہو روز حشر وعدہ دیدار ہو وفا — دن گن رہا ہون اسلیے روز شمار کے

وحشی لحد مین بھی نہ ہمین چین آئیگا — انداز گر یہی ہین دل بیقرار کے

کیون دل سے بیوفا کی جدائی مین روئیے — کھو بیٹھے آپ اسے تو اب آنکھین بھی کھوئیے

کیون جان اکیلے ہجر مین رو رو کے کھوئیے — اورون کو بھی رلائیے اسطرح روئیے

مائل ہوئے ہو اوس پہ جو ہے شوخ سفلہ خو — اب آبرو سے حضرت دل ہاتھ دھوئیے

فرماتے ہین لحد مین وہ مجھکو اوتار کر — پھیلا کے پاؤن چین سے اب خوب سوئیے

آیا ہے یہ وہ وقت ہنسی کا تو ذکر کیا — مہلت نہین ہے اتنی کہ جی بھر کے روئیے

خرمن سے میرے برق ہی کو کچھ نہین ہی لاگ — ملجاے خود نصیب سے جو تخم بوئیے

جن جن سے لطف زیست کا تھا سب وہ مرگئے — کس کس کو یاد کیجیے کس کس کو روئیے

تاثیر خفتہ بختی کی دیکھو شب وصال — کہتے ہین ہنسکے وہ کہ ذرا ہٹ کے سوئیے

آئے زبان تلک نہ کوئی حرف مدعا — اتنی سی بات کے لیے کیون بات کھوئیے

فرمائش اب یہ شوق خلش کی ہے اے جنون — ہاتھون سے اپنے پاؤن مین کانٹے چبھوئیے

آئے نہ رحم اوسکو کبھی مثل کوہکن — اے دل اگر پہاڑ کے پتھر بھی ڈھوئیے

آنکھ اوس پری کے گوہرِ دندان پہ ڈالیے
تارِ نگاہِ شوق مین موتی پروئیے

سودا نہ مول لیجیے اُلجھی زلف کا *
آپ اپنے حق مین پھر فدا بس نہ بوئیے

آخر حضور حد بھی ہے کچھ قتلِ عام کی
بس خونِ بیگناہ سے اب ہاتھ دھوئیے

ہر وقت ماتمِ دلِ ناشاد کیجیے *
تا صبحِ حشر شام کے مُردے کو روئیے

گلشن مین چلکے کیجیے نوروز اب کی سال
بلبل کو رنگِ گل مین سراسر بھگوئیے

جوتیان اوٹھاتے ہین ہم اس لحاظ سے
کیا نامِ خاندانِ محبت ڈبوئیے

جی چاہتا ہے یاد جب آتی ہے اگلی عیش
وہبی لپٹ لپٹ کے گلے خوب روئیے

اب نہ رغبت ہی رہی اونکو نہ چاہت میری
مری تقدیر نصیبا مرا قسمت میری

اونکے دل مین نہ رہی کچھ بھی محبت میری
غیر سے ربط بڑھا کم ہوئی صحبت میری

جیتے جی آپ نہ آئے تو نہین اسکا گلا +
آکے پامال تو کر جائیے تربت میری

خدارا آپ رقیبون سے جو پڑھواتے ہین
ہے یہی آپکی نظرون مین حقیقت میری

منہ چھپاؤنگا مین اب کنجِ لحد مین جا کر
دیکھنا ہو جسے وہ دیکھ لے صورت میری

جب زبان بند ہوئی تب پوچھتے ہو حال مرا
مرتے دم آپ نے کی خوب عیادت میری

شکر کرتا ہون عنایات کا مین تو لیکن
تم کیا کرتے ہو غیرون سے شکایت میری

آپ مختار ہین مردود کرین یا مقبول +
بندگی کی تو رہیگی یہی عادت میری

منہ چھپاؤگے اگر مجھ سے تو نہین دو دو روز
چار ہی دن مین نہ پہچانوگے صورت میری

آپکا نام ہے دن رات مجھے وردِ زبان
ہے یہی میرا وظیفہ یہی طاعت میری

خاک ہو جائے ابھی گنبدِ گردون جلکر
آہ کھینچی ہے اگر دیکھو حرارت میری

تمکو مرنیکا مرے گر نہیں آتا ہے یقین
گھر تک بند کفن دیکھ لو صورت میری

دیکھو تاثیر کہ دل اونکا بھی بھر آتا ہے
دیکھتے ہین جو کبھی حجر مین رقت میری

غم نہین اب جو عداوت پہ کمر باندھے ہین وہ
آہی جائیگی کبھی دل مین محبت میری

ایکدن سمجھوگے گو آج نہین تمکو ہے قدر
غیر کے پیار سے بہتر ہے عداوت میری

تم چلے گھر تو مری جان بھی ہمراہ چلی
دیکھ لی آپ نے آنکھون سے رفاقت میری

سچ ہے چھپتا نہین بیمار سے بیمار کا حال
آپکی آنکھون سے ظاہر ہے نقاہت میری

غیر سے ہنسکے رولاتے ہو مجھے محفل مین
کسطرح تمکو گوارا ہوئی ذلت میری

آپ جانیکا ابھی نام عبث لیتے ہین
کچھ ٹھہر جاؤ کہ نزدیک ہے رخصت میری

شامیانہ ہے نہ چادر نہ مجاور ہے کوئی
بیکسی آپ بتا دیتی ہے تربت میری

کشتۂ چشم سمجھتے ہین جو مجھکو آہو
اپنی آنکھون سے لگا لیتے ہین تربت میری

کیا کہون عشق نے جو حال کیا ہے میرا
منہ نہ کھلواؤ فقط دیکھ لو صورت میری

مین سمجھتا ہون اسے فیض فلق کا وزیر
کہ ہوئی شہرون مین اسطرح سے شہرت میری

جو ہم موجد ہین الفت کے تو نکلی ہے جفا تم سے
نہونگے باوفا ہم سے نہونگے بیوفا تم سے

تماشا ہو کہ میرا سا تمھارا حال ہو جائے
منا و منتین کرکے مجھے مین ہون خفا تم سے

ہمارے کعبۂ دل کو کلیسا کر دیا تمنے
عوض اسکا لئے تمکو تو سمجھے خدا تم سے

کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے
کرین کیونکر تمنائے حصول مدعا تم سے

زمین و آسمان کا فرق ہے انسان و حیوان مین
سبھے گا کبک بڑھکر کسطرح اسے مہ لقا تم سے

خدا نے خلق عالم مین کیا ہے فرد دونون کو
نہ ہم سے باوفا عاشق نہ کلرو بیوفا تم سے

علاجِ دردِ دل موقوف ہے صاحب جمالون پر
نہ ہوگی اس مرض کی حضرتِ عیسیٰ دوا تم سے

کوئی معشوق جور و ظلم سے پہلے نہ تھا واقف
ہوئی ہو اس ستم کی اسکے پیرو ابتدا تم سے

بڑے اونکے جگر ہین جو غمِ فرقت اوٹھاتے ہین
ہمارے دم پہ بن جائے جو ہون ہم بھی جدا تم سے

گرہ عاشق کے دل کی وصل مین کس طرح کھولوگے
جب اپنے ہی گلے کھل نہین سکتے صنم بندِ قبا تم سے

وہ اکثر ناز سے ارشاد کرتے ہین کہ اے **وہبی**
نہ جیتے فرقت مین جیتے آخر کیا ہوگا بھلا تم سے

اندنون گشت مین اوقات بسر ہوتی ہے
رات بھر سیر اب اے رشکِ قمر ہوتی ہے

خط وہ پڑھ لینگے غیرون سے یہ معلوم نہ تھا
کسکو تقدیر کے لکھے کی خبر ہوتی ہے

عارض و زلف کی لیتا ہون بلائین اب تو
عیش و عشرت مین شب و روز بسر ہوتی ہے

یون کبھی بہرِ عیادت وہ نہین آتے ہین
جان سے جاتا ہے عاشق تو خبر ہوتی ہے

ہے شبِ تار جو مانع مرے گھر آنے کی
چاندنی رات بھی اے رشکِ قمر ہوتی ہے

پیشوائی کے لیے جانِ حزین جاتی ہے
دل کو جب آپکے آنے کی خبر ہوتی ہے

نہ تو بت شاد ہین مجھ سے نہ خدا راضی ہے
کیسی غفلت مین مری عمر بسر ہوتی ہے

رنگ کیون چہرے کا کافور ہوا جاتا ہے
کیا شبِ وصل اب اے ماہ سحر ہوتی ہے

موشگافون سے یہ عقدہ نہوا حل اب تک
کس جگہ پر قدِ جانان مین کمر ہوتی ہے

کان ہر وقت لیا کرتے ہین اونکی آہٹ
آنکھ فرقت مین مری جانبِ در ہوتی ہے

تار برقی سے زیادہ ہے مری آہ رسا
اونکی اک دم مین مرے دل کو خبر ہوتی ہے

سانپ چھاتی پہ لوٹتا ہے تری زلف کی یاد
رات بھر میری اذیت مین بسر ہوتی ہے

زلف و عارض کے تصور مین نہین کچھ معلوم
شام ہوتی ہے کدھر صبح کدھر ہوتی ہے

جو کہ عابد ہین انھین ہو تو ہو طاعت پہ غرور
ہم گنہگاروں کی رحمت پہ نظر ہوتی ہے

حشر میں وعدۂ دیدار ہوا ہے داغ
دیکھین اب روز نظر روز گذر ہوتی ہے

تمھین یاد او مجھے جلوہ جو نہین محفل مین ہے
میرے دل مین بھی وہی ہے جو تمھارے دل مین ہے

واعظا تیری نصیحت سے نہ باز آؤنگا مین
عشق پیوند دل سے میری آب و گل مین ہے

ہے زمین و آسمان کا فرق کیا تشبیہ دون
اونکا چہرہ صاف اور دھبا مہ کامل مین ہے

ایک بوسہ مانگا جسکو اوس سے حجت ہوگئی
فاصلت حسب شفا کی کیا تمھارے تحمل مین ہے

مین یہ حیران ہون کٹیگی کسطرح سے راہ عشق
خضر کی حالت دگرگون پہلی ہی منزل مین ہے

قیس جنگل مین نگوڑے کسطرح پھرتا ہے کیون
دلمین دیکھا نہ ذرا لیلی اسی محمل مین ہے

خود زبان تیغ میرے قتل کی ہو گی گواہ
خون کا دھبا نہین گردامن قاتل مین ہے

اک اشارہ کرتے ہی دل میرا دو ٹکڑے ہوا
کاٹ خنجر سے زیادہ ابروے قاتل مین ہے

شام ہی سے پوچھتا ہے منتین کرکے وہ شوخ
سچ بتاؤ آج داغ کیا تمھارے دل مین ہے

سر کے بل جاتا ہون شوق شہادت دل مین ہے
قتل مشکل ہو گیا اب قبضۂ قاتل مین ہے

ولولہ گھٹتا نہین بڑھتا ہے ہر دم اشتیاق
سچ ہے بڑھکر لطف اونکے وعدۂ باطل مین ہے

وصل کی شب آپ پر ہو تیرے رعب حسن سے
منہ پہ آسکتا نہین جو کچھ ہمارے دل مین ہے

ہے ہم آغوشی کی حسرت اور تقاضا مرگ کا
یا الہی اب ہماری جان کس مشکل مین ہے

ہو گیا سینے مین خون اسکا بھی شاید دل کے ساتھ
آج کچھ انداز بسمل اضطراب دل مین ہے

ہو جہاں تک جیتے جی کر لیجیے اونکی تلاش
بیٹھنا تو تھک کے آخر گور کی منزل مین ہے

ایکدم قطبی نہیں غافل جو اونکی یاد سے
اندنوں تخفیف کچھ کچھ اضطراب دل میں ہے

شیشۂ ساعت کا تصور کب ہمارے دل میں ہے
شمع مینا روشن اے خمار اس محفل میں ہے

قند کچھ اس غذا کی اہل دل سے پوچھیے
کس زبان سے ہو بیان لذت جو درد دل میں ہے

گو نظر آتا نہیں ہر وہ سین سے مگر کیا کیجیے
عشقبازی کا مزا اب تک ہمارے دل میں ہے

قتل کرنے سے ہمارے سب پہ ثابت ہو گیا
جوہر مردم شناسی خنجر قاتل میں ہے

حیف بخت وحشت طلب ہے گو کچھ اقتدار شوق
قیس کو دیکھو کہا ہوا لیلی اسی محمل میں ہے

دیکھیے قسمت کی گردش شیشۂ ساعت کیطرح
صاف ہیں ظاہر میں وہ لیکن کدورت دل میں ہے

شورش آہ رسا کی ہر جا دل سے کوے یار میں
راہ میں آواز نالہ سے جرس منزل میں ہے

پوچھتا ہے نہیں ہم گریہ اک اشک سے
اوس نگہ کا زخم تو آنکھوں کی طرح سے دل میں ہے

جب تجسس کیا ہمارا شوق [illegible] حاجت نہیں
دل میں مجنوں کے نہیں لیلی تو کیا محمل میں ہے

آئینہ میں جو کہتا ہوں حسن آنکھوں کا تری
تل میں پتلی کی جگہ ہے اور پتلی تل میں ہے

اوس تڑپ کو اور اس بیکسی سے دیکھیے
طرز بیتابی دل کچھ طائر بسمل میں ہے

[illegible] کان میں یہ قول وہ
جان شکل تیغ یعنی قبضۂ قاتل میں ہے

مضمون اگر فلک پہ زہرہ کوشش
صورت ماہ ذقن کچھ کچھ چہ بابل میں ہے

ناخن تدبیر سے بھی جسکا کھلنا ہے محال
قطبی ایسا کونسا عقدہ مری مشکل میں ہے

گو نہیں غافل ہوں دم بھر وصل کی تدبیر سے
بس مگر انسان کا چلتا نہیں تقدیر سے

عمر بھر زلف مسلسل کا مجھے سودا رہا
پاؤں تک نکلا نہ باہر خانۂ زنجیر سے

جلوہ گر ہے شب اوس پری کے گیسوئے پرخم کے پاس
خال کو تشبیہ دون مین دانۂ انجیر سے

کوئی پھنسے حلقہ مین قید اوسکے دل مضطر نہین
کم نہین زلف مسلسل دام ماہیگیر سے

جان دی مجھ عشق مژگان مین وصیت ہے یہی
پاٹنا میری لحد کو شاخ چوب تیر سے

میری بے تقصیر کا قاتل کو بھی مرے سے ہے ملال
اشک گر پڑتے ہین چشم جوہر شمشیر سے

یاد مین اوس زلف پرخم کے جو رویا مین کبھی
رنگئے نالے اوچھلکر عرش کی زنجیر سے

قد نکالا جسنے یان اوسکو ملایا خاک مین
نوجوان دیکھے نہین جاتے ہین چرخ پیر سے

حضرت دل جوش وحشت مین ابھی ہین ہوشیار
سلسلہ پیدا کیا ہے زلف کی زنجیر سے

میری آہون سے ہو سد راہ گئی زنجیر عرش
چونک چونک اوٹھے فرشتے نالۂ شبگیر سے

کچھ نہ پوچھو جان پر پروانے کی گذری جو کچھ
شمع کا جسوقت سر کاٹا گیا گلگیر سے

تجھ پہ جیا کی کا لگایا ہاتھ جب سفاک نے
دھو گیا خط جبین آب دم شمشیر سے

وصل کی شب صبح ہوتے ہی چھری مجھپہ چلی
نالۂ مرغ سحر بھی کم نہین تکبیر سے

کھینچے بانی بیٹھکر مجھ غمزدہ کی گر شبیہ
خود بخود آنسو رواں ہو دیدۂ تصویر سے

باڑھ پر کیا آب تھی قاتل کہ جو ہنگام ذبح
ہو گیا اچھو مجھے آب دم شمشیر سے

سانپ سے کٹواتے ہین میری زبان اس جرم پر
زلف کی تعریف کی اوجھی ہوئی تقریر سے

جان دی ہی او وزیر اک ابروئے عرق آلودہ پر
غسل میت چاہیے آب دم شمشیر سے

بوسۂ لب شیرین کا ارادہ نہین کرتے
تم وصل مین بھی میرا دل شاد نہین کرتے

بے فصل بہاران کی بھی زورون پہ سودا ہے
تدبیر مری اب تک فصاد نہین کرتے

صیاد یہ بہتر ہے ذبح کر چھری پھیرے
ہم کنج قفس مین بھی فریاد نہین کرتے

کیون عاشق بیدل کے آتے ہو نہین دل مین
اوجڑی ہوئی بستی تم آباد نہین کرتے

کیا نشتر مژگان سے لی فصد رگ جان کی
جو کام کیا تمنے فصاد نہین کرتے

آسئے ہو تو دکھلاؤ اعجاز مسیحائی
کلمہ کوئی میت پہ ارشاد نہین کرتے

یہ عشق کی کونسی ست قانون ہوا جاری
بت زلف کے قیدی کی میعاد نہین کرتے

کیا حق یہ عاشق کے رگ رگ کو چھری پھیری
یہ ظلم تو اے ظالم جلاد نہین کرتے

سبب اونسے یہ کہتا ہون آتی ہے مجھے ہچکی
فرماتے ہین تمکو تو ہم یاد نہین کرتے

کیا خوب ہوا باندھی اب فصل بہاری نے
گلشن مین گذر اپنا صیاد نہین کرتے

امید نہین اونسے بس یہی غنیمت ہے
گر شاد نہین کرتے ناشاد نہین کرتے

فرقت کا بیان ہونا اچھا نہین وصلت مین
بھولی ہوئی باتون کو ہم یاد نہین کرتے

وحی نہ کلام اپنا ٹکسال سے باہر ہو
ہم کوئی نیا مضمون ایجاد نہین کرتے

فقیر خانے مین مانا کہ آ نہین سکتے
وہ اپنے پاس بھی ہمکو بلا نہین سکتے

کلمہ کی یاد مین ایسا ہوا ہون آوارہ
کہ غصے سے بھی مجھے رستہ بتا نہین سکتے

وہ سب گمان ہین نرکھینگے پاؤن بھی ہرگز
اسی نظر سے ہم آنکھین بچھا نہین سکتے

یہی ہے خوف کہین راز عشق فاش نہو
ہم اونکے ہجر مین آنسو بہا نہین سکتے

ہمارے سر پہ بٹھاتے ہین آپ غیرون کو
یہ ناز آپکے بیجا اوٹھا نہین سکتے

خیال ہے کہ نزاکت سے چھل نجائے کہین
وہ لب پہ پان کا لاکھا جما نہین سکتے

وہ ہنسکے کہتے ہین اور آگے تمسے کیا ہوگا
فراق کے بھی تو صدمے اوٹھا نہین سکتے

تمھاری زلف کے سودے مین یہ ہوئی حالت
کہ نالے ضعف سے لب تک بھی آ نہین سکتے

رقیب محفلِ عالی مین باریاب ہین اب
حضور ہم درِ دولت پہ آ نہین سکتے

وہ خوف کھاتے ہین آزارِ عشق کا شاید
مسیح بھی مری بالین پہ آ نہین سکتے

کرین وہ قتل عجز سے خم کیے ہین ہم
گنہگار ہین گردن اٹھا نہین سکتے

یہ زار ہون ملک الموت کا بھی خوف نہین
وہ ڈھونڈھین لاکھ مگر مجھکو پا نہین سکتے

تمھاری تیغِ حجازی مین یہ حرارت ہے
کہ زخم بھی مرے پانی چھپا نہین سکتے

ہم اونکے جور و ستم روز سہتے ہین لیکن
دل اپنا اونکی طرف سے ہٹا نہین سکتے

وہ شاہِ حسن ہین کیونکہ نہ رعب غالب ہو
ہم اونکو وصل کی شب بھی جگا نہین سکتے

خدا کے فضل سے انسان وہان پہونچتے ہین
جہان ملک کے فرشتے بھی جا نہین سکتے

کیا جو شکوۂ تقدیر تو بولے ناز سے وہ
لکھے ہوئے کو کسی کے مٹا نہین سکتے

یہی ہے خوف سرِ دست خون کسیکا نہو
وہ اپنے ہاتھون مین مہندی لگا نہین سکتے

نہین ہے مدِ نظر قتلِ عام اے وہبی
ہم اونکی آنکھون مین سرمہ لگا نہین سکتے

مرنے پہ بھی ملیگی نہ کوئے بتان مجھے
دو گز زمین دیگا نہ یہ آسمان مجھے

وصلت کی شب ہے آؤ ہم آغوش ہوجیے
بھاتی نہین ہے آپکی یہ این و آن مجھے

کس منہ سے شکر اونکی عنایت کا ہو ادا
دیتے ہین اپنے وصل کی اتنی زبان مجھے

آغوشِ گل مین ہون کبھی دوشِ صبا پہ ہون
نکہت کیطرح کچھ نہین قیدِ مکان مجھے

احباب چل بسے نہ لیا مجھکو اپنے ساتھ
سمجھا سبھون نے گردِ پسِ کاروان مجھے

وہبی بہار مین جو بیابان کا عزم ہو
ہو جائین موجِ نکہتِ گل بیڑیان مجھے

حاصل ہوا تھا اوج یہ پہلے کہان سے مجھے / اوس مہر نے زمین سے کیا آسمان سے مجھے

ہستی مین تو بلا نہ کسی دلفشان سے مجھے / لیجائیگا عدم مین بستر اٹھ وہان سے مجھے

دشت عدم سے کھینچکے لایا یہان سے مجھے / لیجائیگا یہ جوش جنون اب کہان سے مجھے

فصل بہار باغ کا گو رنگ سے یہ بھی / کرنی پڑیگی بیعت پیر مغان سے مجھے

بوسے نہ ہوسکے جو نہال لب یار کے نصیب / ابکی کہان کھینچنے لگی نکہت روان سے مجھے

قید قفس سے اپنی رہائی محال ہے / یکسان ہے اس سبب سے بہار و خزان سے مجھے

بیجا نہین جو آہ رسا پہ ہے مجھکو ناز / گویا ہے بام عرش کی یہ نردبان سے مجھے

میرا بھی دل شگفتہ ہو جبتک کھلے ہین پھول / مانع نہ سیر باغ سے ہو باغبان سے مجھے

تیغ کھینچینگے قامت موزون کی یاد مین / گوشہ نشین نکر گیا وہ ابرو کمان سے مجھے

شکل خدا کی اوسنے یہ پیدا ہوا ہے رشتہ / رب اپنے جسم کی وہ سمجھتے ہین جان سے مجھے

فصل بہار مین بھی گریبان نہ پھٹ سکا / زور جنون نے خوب کیا ناتوان سے مجھے

تیجو مونگا مین ضرور ترا سنگ آستان / کھینچے گا دار پہ بھی اگر دربان سے مجھے

کیونکر سنون مین حضرت ناصح کی پند کو / اتنو نہین ہے طاقت ضبط فغان سے مجھے

اے ضعف دیکھ بھال کے تن کو گھلا ئیو / درکار ہین یہ سنگ یار استخوان سے مجھے

یان فرط ضعف سے نہین اوٹھتی ہین پلکین تک / صدا او تو پہنچاتا ہے کیون ہڈیان سے مجھے

وحی غزل کہونگا یہ لکر ردیف اور / منظور اپنی طبع کا ہے امتحان سے مجھے

دیکھا نہ ایک رنگ پہ باغ جہان کبھی / آئی بہار گل کبھی فصل خزان کبھی

ابرو دکھائیے کبھی نوک مژہ کبھی / خنجر لگائیے کبھی مجھکو سنان کبھی

اے جان یہ بھی ماتم عاشق کا رسم ہے
تربت پہ بھی نہ آکے ہوئے نوحہ خوان کبھی

تم اپنے گھر چلے ہوئے ہمراہی عدم
دیکھی تھی یون مفارقت جسم و جان کبھی

اس درجہ لٹ گیا ہون تصور مین زلف کے
ڈھونڈھے اگر اجل تو نپائے نشان کبھی

جلجائے نان مہر سیاں تنور چرخ
گر ہو بلند نالۂ آتش فشان کبھی

دکھلائے شوخیان جو مرا توسن جنون
مجنون نہ دشت عشق مین ہو ہمعنان کبھی

کرتی نہ یاد مصحف رخسار یار اگر
بلبل نہ بھولتی سبق گلستان کبھی

رخسار یار خط سے رہیگا ہمیشہ صاف
اس شعلہ کا نظر نہین آتا دھوان کبھی

اے دل وصال یار اگر ہے نصیب مین
لپٹینگے اوس سے مثل خط توامان کبھی

وسلامت مین بھی نہ غنچۂ خاطر کبھی کھلا
منہ سے نہ منہ ملا نہ زبان سے زبان کبھی

فرما دو کس امید پہ عاشق کو صبر ہو
سنکر سوال وصل کہا تمنے ہان کبھی

ہم کاہشون سے ہجر کے گھٹکر بنے ہلال
لیکن وہ ماہرو نہوا مہربان کبھی

جسنے ہمارا حال سنا ایکبار بھی
فرہاد و قیس کی نہ سنی داستان کبھی

گلچین کے مثل خشک شجر ہاتھ ہون قلم
چھوڑا نہ شاخ گل پہ مرا آشیان کبھی

کردیتی حال سوزش پروانہ سب بیان
گویا جو شمع بزم کی ہوتی زبان کبھی

پہونچے سفینہ عمر کا میری قضا کے گھاٹ
دو ہاتھ آب تیغ اگر ہو روان کبھی

سہرے نثار لائے در گل ہزار بار
بلبل سنے جو یار کا رنگین بیان کبھی

وہبی مزار مین بھی نہ بھولی بتون کی یاد
سینے سے ہٹ سکا نہ یہ سنگ گران کبھی

بنی بتخانہ مین اوس بت کی جب تصویر پتھر کی
ہر اک کہنے لگا کیا جاگ اوٹھی تقدیر پتھر کی

حرم مین سنگ اسود دیر مین بت دونون پتھر ہین
جہان دیکھا نظر آئی ہمین تو تیسر پتھر کی

کبھی عاشق کی حالت پر نہ پگھلا موم کی صورت
تمھارے دل مین شاید آگئی تاثیر پتھر کی

سنا گر وصل کا پیغام تو بت بن گئے فوراً
وہ چھپ چپ بیٹھے ہین جیسے ہو کوئی تصویر پتھر کی

ملا بعد فنا گر سنگ تربت تو غنیمت ہے
نہ کوئی ساتھ اپنے لیگیا تعمیر پتھر کی

اگر باتین نہین کرتا وہ بت تو اسکا کیا شکوہ
سوا اعجاز کے کسنے سنی تقریر پتھر کی

اگر وہ طفل تا بہ وسیمی دے اجازت سنگساری کی
ابھی بوچھار کردے سر پہ چرخ پیر پتھر کی

الفت آفت ہوئی ہے جی کی
صورت نہین بھولتی کسی کی

مین کیا ہون جو تم سے دل لگاتا
اک بات تھی یہ بھی دل لگی کی

گریان ہین محتسب تمھارے ہر دم
عادت ہی نہین انھین ہنسی کی

زلف مشکین مین دل جو پھنس جائے
کیا اسمین خطا ہے آدمی کی

بیمار کی تیرے او مسیحا
صورت نہین کوئی جانبری کی

کس مرتبہ اوسکو ضد ہے مجھ سے
جو بات کہ منع کی وہی کی

پھر آتا ہے یانے گور پر کون
ہے رسم یہ ساری جیتے جی کی

کچھ نزع مین کہہ سکے نہ اوس سے
جی مین ہی رہی ہمارے جی کی

سودائی نہین ہوے ہین بے وجہ
ہے دھیان مین زلف اک پری کی

تو بہر خدا نہ چھیڑ ناصح
الفت اوس بت سے ہمنے کی کی

پھر دیکھ لین اوس صنم کی صورت
دے مہلت اجل جو اک گھڑی کی

تم ہم سے جو بولتے نہین ہو
عادت ہے ہمین بھی خامشی کی

آیا نہ وہ شوخ راستی پر | مجبور ہوں کجنت سے کجی کی
دندانۂ زلف پہ ابھارے | کیا کیا زنجیر نے کڑی کی

زاہد سے نہ سن سکے پند واعظ
وہبی حرکت محبت بڑی کی

شب فراق میں رویا کیا سحر کے لیے | ترس ترس گئیں آہیں مری اثر کے لیے
الٰہی خیر سے اوسکی خبر ملے مجھکو | چھری ہے تیز وہاں مرغ نامہ بر کے لیے
بجا ہے بوسے کا گر نیل لگیا رخ پر | یہی تو داغ مناسب تھا اس قمر کے لیے
مریض ہجر تو دی جان تیری غفلت سے | نہ آیا ایکدن اوسکی خبر کے لیے
زیادہ فرط نزاکت سے سرگران وہ ہوئے | لگا لیا کبھی صندل جو درد سر کے لیے
پیام اوس بت شیریں ادا کا جب لایا | بڑھا کی ہاتھ قدم ہمنے نامہ بر کے لیے
جو مہر حشر مرے داغ دل کا پھاہا ہو | روا ہے ابر کا رومال چشم تر کے لیے
خیال زلف میں ذرات ہم ہیں سرگرداں | ازل سے تھا یہی سودا ہمارے سر کے لیے

دعائیں مانگتا ہوں جتنی مانگ لے وہبی
کھلا ہے باب اجابت ابھی اثر کے لیے

اے پری رو جو ترے در کا گدا ہوتا ہے | مرتبہ اوسکا سلیمان سے سوا ہوتا ہے
پھنسکے دل کب کسی عاشق کا رہا ہوتا ہے | پیچ گیسوئے مسلسل کا بلا ہوتا ہے
یہ ہمیں تھے کہ ہوئے قتل ترے ہاتھوں سے | کون اب کشتۂ شمشیر ادا ہوتا ہے
حالت نزع مری دیکھ کے فرماتے ہیں | آج لو خاتمۂ مہر و وفا ہوتا ہے
بادشاہ اسکو سمجھتے ہیں ترے حلقہ بگوش | سایۂ زلف اونھیں بال ہما ہوتا ہے

دمبدم کاٹتے عشاق گلا رستے ہین
خونِ ناحق ترے ہاتھون سے خفا ہوتا ہے

پرتو ناخنِ پا بنتا ہی گردون پہ ہلال
بدر تنویر مین عکس کفِ پا ہوتا ہے

جان نکلیگی نہ حسرت مین ہم آغوشی کے
ملک الموت اگر آئین تو کیا ہوتا ہے

کیون خفا ہو جو کیا شکوہ فرقت مین نے
کہ محبت ہی مین ایجان گلا ہوتا ہے

بوئے گل کو بھی ترستے ہین اسیرانِ قفس
اسطرف کب گذرِ بادِ صبا ہوتا ہے

آئنہ آج مقابل ہے خدا خیر کرے
مین یہ حیران ہون کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے

تیری مستانہ روش کی جو صفت لکھتا ہون
ہاتھ مین بھی اثرِ لغزشِ پا ہوتا ہے

آگئے بھی سامنے تو ڈالی ہوئی منہ پہ نقاب
کیا یہی ہین وعدۂ دیدار وفا ہوتا ہے

چشمِ میگون تری پھر جاتی ہے آنکھون کے تلے
جام جب مئی گلگون سے بھرا ہوتا ہے

وقتی آنکھ چرا تا تو بڑا جرم کیا
ظلم جو ہوتا ہے مجھ پر وہ بجا ہوتا ہے

جیتے جی لی نہ خبر عاشقِ مضطر کی کبھی
اب جو آئے ہو عیادت کو تو کیا ہوتا ہے

گھٹتے گھٹتے بنتا ہے ترے ناخنِ پا کی صورت
ماہِ نو اسلیئے انگشت نما ہوتا ہے

لب پہ ہر وقت رہا کرتی ہے جانِ شیرین
دل کے لگنے مین وسی یہ مزا ہوتا ہے

مرے ارمان نکلنے کی بھلا اب کون صورت ہے
مجھے شوقِ ہم آغوشی ہے اونکو اس سے نفرت ہے

شبِ وصلت مین بھی اونکو ہم آغوشی سے نفرت ہے
کہا گر کچھ تو تیوری سے بے مزہ میری طبیعت ہے

ترے عاشق کی بھجا دی ستم ایجاد تربت ہے
مجاور حورِ جنت شامیانہ ابرِ رحمت ہے

بنی تھا رِ شتا ہی آج ہر پسلی جو چلمن کی
مقرر جھانکتا کوئی تکی سے کوئی حور طلعت ہے

چلے جب جب قدم وہ غل ہوا شہرِ خموشان مین
قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے

نہ دم بھر قبر مین بھی چین پاؤنگا پس مردن
نہ روئین وہ مری غم مین یہی میری وصیت ہے

تمھارا کچھ نہ جائیگا تمھارا کچھ نہ جائیگا
ہماری جان جائیگی یہی گر درد فرقت ہے

نہ جائے تمنا آخری دیدار کی دل مین
ابھی رخصت نہو صاحب کہ اپنا وقت رخصت ہے

نہ کیونکر چونک اوٹھے گھبرا کے خواب مرگ سے مجنون
مری زنجیر کی غل سے بپا شور قیامت ہے

وبال اونکو نہو کسطرح ہر اک بال چوٹی کا
کمر دوہری ہوئی جاتی ہے کیا فرط نزاکت ہے

اگر کہتا ہون شکوہ گرمجوشی رقیبان کا
تو فرماتے ہین وہ ہنسکر کہ اپنی اپنی قسمت ہے

غرور حسن سے کیون چار آنکھین تم نہین کرتے
ادھر دیکھو کبھی کی ہمسے بھی صاحب سلامت ہے

عجب کیا گر ہماری خاک پہونچے چرخ چارم تک
ہمین شبنم صفت وہبی تلاش مہر طلعت ہے

اسطرح کے جینے سے حیا بھی نہین آتی
وہ جاتے ہین اور ہمکو قضا بھی نہین آتی

احباب تو سب بڑھ گئے ہم رہ گئے پیچھے
افسوس کہ اب بانگ درا بھی نہین آتی

عشاق کا خون جان کے وہ کرتے ہین پرہیز
اب ہاتھون مین ملنے کو حنا بھی نہین آتی

عاشق کی اسیری اوسے منظور نہین ہے
اب پاؤن تلک زلف رسا بھی نہین آتی

ہوجاے وہی اپنی شفاعت کا وسیلہ
ہمکو تو کوئی ایسی خطا بھی نہین آتی

کسطرح اسیری مین کھلے غنچۂ خاطر
اوس گل کی گلی سے تو صبا بھی نہین آتی

ٹھکرا کے نہین چلتے ہین وہ میت عاشق
کیا کہیے اونھین طرز جفا بھی نہین آتی

کسطرح کوئی عشق مین جان اپنی گنوا دے
مرتے ہین حسینون پہ قضا بھی نہین آتی

تاثیر کرے اپنی جو اوس شوخ کے دل پر
ایسی تو کوئی ہمکو دعا بھی نہین آتی

اوس شوخ کے آنے کی اب امید ہو کیونکر
فرقت مین مرے پاس قضا بھی نہین آتی

محفل میں ہیں روتی ہوئے آتی ہے غیرت
تم ہنستے ہو غیروں سے حیا بھی نہیں آتی

جب کہتا ہوں اک روز حضور آئیں مرے گھر
فرماتے ہیں وہ میری بلا بھی نہیں آتی

صحت ابھی ہو جاے جو دیں خال کا بوسہ
عیسی کو مرے میری دوا بھی نہیں آتی

کسطرح اوتارو گے مرے تن سے مرا سر
تیوری تمھیں اے جان چڑھا بھی نہیں آتی

کسطرح کریں ہم کسی گلرو سے محبت
ان پھولوں سے اب بوے وفا بھی نہیں آتی

تو آج تلک ہجر میں زندہ رہا **وہبی**
بے شرم تجھے شرم ذرا بھی نہیں آتی

خیال اسکا بھی دل میں ذرا جناب رہے
گناہ غیر پہ ہم مورد عتاب رہے

تمھارے مصحف عارض سے کچھ بھی مس ہو اگر
تو زاہدوں کی بغل میں نہ پھر کتاب رہے

نصیب ہو نہ کبھی چاند کی طرح گھٹ بڑھ
ہمیشہ آپکا جوبن ہی پر شباب رہے

نظر لگے نہ کہیں مہر و ماہ کی اونکو
بجا ہے گر رخ پر نور پر نقاب رہے

شراب وصل سے اکدن تو کیجیے مسرور
کہانتک آتش فرقت سے دل کباب رہے

بنائیں آپ نے جس روز شام کو زلفیں
تمام رات مرے دل کو پیچ و تاب رہے

غم فراق سے جیتا نہ پائیگا مجھے +
جو آپ اور یوہیں برسر عتاب رہے

شب وصال کا اوسوقت لطف حاصل ہو
نہ مجھکو شرم نہ کچھ آپکو حجاب رہے

ہمارے گھر کبھی بھولے سے بھی نہ آئے تم
تمھارے واسطے ہم دربدر خراب رہے

مقابلہ نہوا ابر سے تو گھبراتا +
ہمیشہ جوش پہ یہ دیدۂ پر آب رہے

اٹھا جو ابر تو رندوں نے یہ دعا مانگی
ہمارے سر پہ سدا دامن سحاب رہے

نکل ہی آئے مرے سینے سے در مضمون
صدف میں چھپکے نہ یہ گوہر خوش آب رہے

اب اوسنے اسلیئے ہاتھ مین سر کے کھوسے ہین بال — کہ قبر مین بھی مرے دل کو پیچ و تاب رہے

گلو سے خشک رگڑتے ہین آج ہم وہبی
یقین ہے خنجر سفاک مین نہ آب رہے

کسیطرح سے ہو اونکو مرا خیال تو ہے — بلا سے میل نہین ہے نہو ملال تو ہے

ہم اپنی جان پہ کھیلے ہین خوف کیا اسکا — اگر نہ وصل میسر ہوا وصال تو ہے

ہمارے واسطے اتنا ہی خونبہا ہے بہت — جو قتل ہمکو کیا اونکو انفعال تو ہے

مین اپنی جان سے کسطرح ہاتھ دھو بیٹھون — وہ آئین یا کہ نہ آئین پر احتمال تو ہے

حباب نے جسے کہتا ہون فرقت مین چھٹ گئی ہو غذا — وہ ہنسکے کہتے ہین چہرہ ترا بحال تو ہے

مین جان دے کے لیا چاہتا ہون بوسۂ لب — وہ دین نہ دین مگر اونسے مرا سوال تو ہے

رقیب نے تو یہ چاہا تھا دشمنی ہو جاے — ہزار شکر مرے اونکے بول چال تو ہے

اسی سے رکھتا ہون مین جان سی زیادہ عزیز — تمھارا غم مرا ہر دم شریک حال تو ہے

نہ دونگا چاند کو اوس رخ سے مین کبھی تشبیہ — اسے زوال اوسے حسن مین کمال تو ہے

لڑا کہین وہ رقیبون سے چھیڑے دریا مین — ہمارے ڈوبنے کو آب انفعال تو ہے

غریب جان کے دیتے ہین مجھکو بوسۂ خال — جو روز کا نہین معمول خال خال تو ہے

بھلا سے رہتا ہون دل سی اگرچہ اے وہبی
خیال زلف مری جان کا وبال تو ہے

وحشت نے اپنے پاؤن جو زندان مین رکھ لیے — دل قیس و کوہکن کے بیابان مین رکھ لیے

اونکو ہمارے داغون کی اوسوقت آئی یاد — جب پھول توڑ توڑ کے دامان مین رکھ لیے

ایذا دہی کو اوسنے مرے چند استخوان — قط گیر کی جگہ پہ قلمدان مین رکھ لیے

گل ہو گئی خندان تو وہین بہر یادگار
کچھ کانٹے توڑ توڑ کے دامان مین رکھ لیے

صیاد جب نہ کی تو اسیران زلف نے
اپنے کفن بھی ساتھ ہی زندان مین رکھ لیے

اتنا اثر تو اونپہ کیا شور عشق نے ✣
لخت جگر ہمارے نمکدان مین رکھ لیے

قاتل نے سرفروشون کا جب امتحان کیا
جانباز ہمسے چھانٹ کے میدان مین رکھ لیے

جوش جنون کو ہے ورسے سینے سے کیا خلش
لخت جگر جو نیچۂ مژگان مین رکھ لیے

مایوس اونکے وصل سے جسوقت ہم ہوئے
سینے پہ ہاتھ ہی شب ہجران مین رکھ لیے

آوارہ ہون نکلکے نہ یہ طفل اسلیے
ٹپکے جو اشک گوشۂ دامان مین رکھ لیے

جن جن کا بیگناہ کیا خون اونکے نام
سرخی سے لکھ کے اوسنے قلمدان مین رکھ لیے

افشاے راز عشق کا تھا جنسے ہمکو خوف
مضمون وہ اپنی طبع سخندان مین رکھ لیے

صیاد ہمسے نے لگا بلبل پہ جب چھری
آنکھون پہ ہاتھ ہمنے گلستان مین رکھ لیے

وہبی کلام یون تو ہے نازک بہت مگر
جو شعر صاف صاف تھے دیوان مین رکھ لیے

دیوان تمام شد

مخمس غزل حضرتِ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی سلطانِ عالم و عالمیان واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

پا نیچے ناز سے یون جان اوٹھاتے نکلو
پنڈلیان نور کی اسطرح دکھاتے نکلو
جانِ پروانہ پہ بجلی تو گراتے نکلو
جگرِ عاشقِ دلسوز جلاتے نکلو
شمع کو محفلِ عشرت مین رلاتے نکلو

رنگِ گلزار دمِ سیر مٹاتے نکلو
شوخیِ چشم سے نرگس کو چھپاتے نکلو
مسکراتے ہوئے یون ہونٹھ چباتے نکلو
دُرِ دندان سے تو شبنم کو رولاتے نکلو
غنچۂ بند کو گلشن مین ہنساتے نکلو

دمِ مہمیز قیامت اجی ڈھاتے نکلو
بیٹھکر گھوڑے پہ یون باگ اوٹھاتے نکلو
شہسواری مین تو اعجاز دکھاتے نکلو
سمِ رہوار سے مُردون کو جلاتے نکلو
سوتے فتنے کو تم اے یار جگاتے نکلو

زلف اگر چہرے پہ آجاتی ہے تو آنے دو
صورتِ شانہ تم اے جان نہ اوتنا الجھو
سرِ مو پیچ نہین اسمین فدا سمجھو تو
تیرہ بختون کا دلِ چاک سبک کرتے ہو
بارِ گیسو رخِ نازک پہ اوٹھاتے نکلو

سنگدل صورتِ شیرین تو نہ تم بنجاؤ
مین تو پرویز نہین ہون کہ جو دل ترساؤ

میٹھی باتون سے نہ عشاق کا دل للچاؤ
مثل فرہاد نہ تم کوہ کنی کرواؤ
جوئے الفت لب شیرین سے بہاتے نکلو

باغ مین ساتھ مجھے لاکے تم اے ماہ لقا
شوخیان کرتے ہو پر مجھکو ہے کھٹکا اتنا
نو اسیری ہے ابھی خوب نہین رام ہوا
قفس تن مین مرا طائر دل پھڑکے گا
چٹکیون مین گل و بلبل کو اُڑاتے نکلو

سیکھے سکھلائے ہو سکھلائیے کیا سودا ہے
ساری دنیا کا چلن آپکے زیر پا ہے
کج خرامی سے کمر لچکے نہ ڈر اتنا ہے
سیدھی رفتار سے بس لف مین بل پڑتا ہے
باغ مین سرو رواں خاک اوڑاتے نکلو

خفتہ بختون کو نہین رہنی دو تم گور قریب
نہ مسہری ہے نہ بستر نہ پلنگ انکو نصیب
مثل روباہ کے مکار ہین یہ گرگ عجیب
خواب خرگوش ہی غفلت مین پڑے ہین یہ قریب
آہوے چشم سے مُردون کو جِلاتے نکلو

دیکھکر قامت و رفتار کی یہ جلوہ گری
سرو خجلت سے گڑے جاتے ہین اور رشک پری
مست طاؤس ہین بیہوش ہین سب کبک دری
موج گل سے تہ و بالا ہے نسیم سحری
قد و بالا سے تو یون خاک اوڑاتے نکلو

خوب صیادی پہ ہے چشم فسون گر مائل
تیور اس غمزہ و انداز سے ڈوا سے قاتل
ہدف تیر نگہ ہو گئی جان بسمل
خلش ناوک مژگان سے پھنسا طائر دل
بے زبان کو قفس تن مین ستاتے نکلو

چشم پر دور بلا ناز ہے یہ انداز یہ آن
صدقے اس ناز کے اس شرم و حیا کے قربان
محو دیدار ہیے جاتے ہین ہر دم ہر آن
سرمگی چشم نہ زلفون مین چھپاؤ اے جان

نغمہ ہمراہ تو ہین بات بناتے نکلو

خوشخرامی کرو آئے ہو جو فرصت کی جگہہ ۔ چال دکھلاؤ یہ ہے جلوۂ قامت کی جگہہ
جمع ضدین کا ہونا ہے قیامت کی جگہہ ۔ مار گیسو سے ہو عشق خصومت کی جگہہ

رہروی مور کو گلشن مین سکھاتے نکلو

کشتۂ دل مین رواج انکا تھا کثرت سے صنم ۔ یہ کھے جاتے تھے یہ صرف محبت سے صنم
بٹنے لگنے لگا اب انمین بھی ندت سے صنم ۔ سکۂ داغ کھرے تھے تری طینت سے صنم

یہ چلین گھوٹا ہے بد ذاتی یہ آتے نکلو

بانکا انداز ستم ڈھاتا ہے اے رشکِ قمر ۔ چلکے نیچون کے بھل اتنا نہ بنو تم خود سر
تیغِ رفتار سے کیا ٹکڑے اوڑاؤگے جگر ۔ ٹھوکرون سے ہمین پامال کروگے تنکر

ہاتھہ ملواؤگے سینے کو اوٹھاتے نکلو

نغمہ پیرائی کا دعوی تھا بڑا بلبل کو ۔ یہ یہ انداز سخن آئیگا کیا بلبل کو
کچھہ یہ وحیدؔ کر سناؤن تو صدا بلبل کو ۔ باغ مین آئے ہو گارو تو فدا بلبل کو

غزلِ اخترؔ خوش لہجہ سناتے نکلو

ایضاً

برنگِ روح قیام دل و جگر کیجے ۔ خیال بنکے کبھی آنکھون مین بسر کیجے
ذرا ہماری طرف سے اونھین خبر کیجے ۔ ادب سے محفلِ عشاق مین گذر کیجے

مثالِ مردمکِ چشم دل مین گھر کیجے

ریاضِ حسن ہے اے گل ترا رخِ نیکو ۔ دہن کو غنچے سے تشبیہ دون تو زیبا ہو

شمیم گل کہون باتون کو تیری اے خوشخو
بناؤن موتیا کا پھول تیرے دانتون کو
یہ جی مین ہے تری مسواک نیشکر کیجے

زوالِ حسن سے شرمندہ ہے وہ حورجمال
شروعِ حسن ہے ایسا بڑھا ہے اوسکا کمال
وہ لاکھہ حور ہین پہ رحم چاہیے ہرحال
ہمارے آنے کا لازم ہے اونکو استقبال
کہِسک کے قاصدِ خوشخو ذرا خبر کیجے

ہمارے عشق کو سے ہے وہ لوٹے لیتے ہین
شبابِ رشک دو سے وہ لوٹے لیتے ہین
ہر ایک چیز ہر اک شے وہ لوٹے لیتے ہین
متاعِ وصل جو کچھہ ہے وہ لوٹے لیتے ہین
یہ ٹھوانکہ زن بھی ہین کتوال کو خبر کیجے

تسکا تین نہین شاہِ حسن سے غیرو
مقابلہ ہے کہین شاہِ حسن سے غیرو
منھو ملول و حزین شاہِ حسن سے غیرو
مقامِ شکوہ نہین شاہِ حسن سے غیرو
یہ دستخط ہوئے اب اونکا رفع شر کیجے

کچھہ ہین دوسرے سے مشورہ نہین درکار
صلاحِ وقت مناسب جو ہو وہ کیجیے کار
خدا کے فضل سے صاحب ہین خود طبیعت دار
اطاعت آپ ہین کرنے نکرنے کے مختار
جہان مین دھوم ہی مچوا دیئے اگر کیجے

رقیب سحر بیانی پہ اپنے ہین مغرور
نظر کرین نہ سخن سازیون پہ اونکے حضور
جتاتے دیتے ہین بندہ نوازتا مقدور
اب اونسے صلح نہ کیجے جو جنگ ہے منظور
صلاح ہمتو دیتے کبھی مگر کیجے

یہ بیحیائی تعین جو زبان سکھاتی ہے
خفیف ہوتے ہو آواز تھرتھراتی ہے
کہو تو آج کہان سے سواری آتی ہے
کسی مہینے کی نوچندی خالی جاتی ہے

کدھر نیاز چڑھائی ادھر نظر کیجے

تمھاری آتش فرقت مجھے جلاتی ہے — دل و جگر کے ہمارے دھوئین اڑاتی ہے
زیارت آپکی کسکو میسر آتی ہے — کسی مہینے کی نوچندی خالی جاتی ہے

کدھر نیاز چڑھائی ادھر نظر کیجے

سفر کیا ہے تو سامان اسمین کیا صاحب — رفیق درد و الم غم ہے آشنا صاحب
یہ تمنے مصرع موزون بنا کہا صاحب — نقارہ کوچ کا چھالا ہے پاؤن کا صاحب

مقام منزل عشاق سے سفر کیجے

حصول دین بھی کرو فعل بد سے ہو تائب — مقیم کعبہ ہو یا سیر دیر پر راغب
خدا کی یاد کرو یا بتون سے ہو طالب — دو رنگی خوب نہین ایکسو رہین صاحب

ادھر لگائیے اس دلکو یا ادھر کیجے

تمھاری یاد سے بھر بھر گئی ہر اک رگ و پے — تعین مدام ہے غیرون کے ساتھ صحبت مے
بتو خدا سے ڈرو ظلم و جور یہ تا کے — جفائین آج ہین اک روز باز پرس بھی ہے

وہ دن ہے یاد قیامت کا الحذر کیجے

بتاؤن فکر علاج اپنی مین نے جو کی ہے — وہ صنم پہ گیسون چلکے سر یہ سوجھی ہے
کسے دماغ ہے طاقت کہان یہ باقی ہے — بسے گا مجھ سے نہ صندل وہ خاک کافی ہے

مجھے یہ تاب کہان اتنا درد سر کیجے

غضب ہے باندھے یہ ابروون اونکی تیغ شتاب — یہ مرغ صدرہ سے کہتا ہے وہ نگار خطاب
کمان ابروے پرخم کا لطف دیکھین جناب — ہماری پلکون سے چھوٹے اگر یہ تیر شہاب

تو آپ دورہ مہتاب کو سپر کیجے

اگرچہ حلقۂ گیسو ترا ہے حلقۂ دام
پر آشیانے سے مجھکو سوا ملا آرام
یہی ہے آرزوِ طائرِ دلِ ناکام
بسیرا آج یہین کیجیے ہوئی ہے شام
مثالِ جنبتِ ہما نمانے مین بسر کیجے

ہزار شکر خدا نے یہ دن دکھایا ہے
ابھی یہ وصل کا مژدہ مجھے سنایا ہے
جواب خط کا نہین جانِ تازہ لایا ہے
مسیح بنگیا قاصد مجھے جلایا ہے
مزہ وہ پایا ہے احسان عمر بھر کیجے

زبسکہ شیفتۂ زلف و روئے جانان ہون
مثالِ آئینہ حیران ہون گہہ پریشان ہون
پھر آگے کیا کرون مین مبتلائے ہجران ہون
یہ جی مین آتا ہے ہر صبح و شام گریان ہون
جو شب سے بیٹھیے رونے کو تو سحر کیجے

سرشکِ یاس سے وہبی منہ اپنا دھوتے ہین
برنگِ زخمِ تن آنکھون سے خون روتے ہین
وہ چونک جاتے ہین سب اپنی جان کھوتے ہین
ہزار خستہ جگر و خشانہ ہوتے ہین
خدا کے واسطے اب آہ بے اثر کیجے

مخمس غزل جناب دبیر الدولہ بہادر عرف مرزا حیدر صاحب

تنگ لاتی ہے زمانے کی ہوا ایک نہ ایک
سر پہ دیوانون کے رہتی ہے بلا ایک نہ ایک
حسب نو عاشقون پر پیچ پڑا ایک نہ ایک
ہے سدا شیفتۂ زلفِ دوتا ایک نہ ایک
عشق کے دام مین رہتا ہے پھنسا ایک نہ ایک

سلسلہ جوششِ جنون کا ہے ابھی تک برپا
دم سے دیوانون کے آباد ہے ہر اک صحرا
تشنہ لب بننے نہین پایا ہے کوئی کانٹا
دشتِ پرخار محبت مین فقط قیس نہ گیا

جا نکلتا ہے نیا آبلہ پا ایک نہ ایک

کیا کہون کوچۂ گیسو کی جو پُر پیچ ہے راہ
فائدہ طولِ بیان سے مجھے قصّہ کوتاہ
مین تو اس فکر مین رہتا ہون پریشان معاذ اللہ
گو کہ سب جانتے ہین گیسوؤن کو دامِ سیاہ
اسیر ہوتا ہے گرفتارِ بلا ایک نہ ایک

عاشقون کی ہو دعا عشق ہو اور دُنیا ہو
زندگی کا ہے مزا عشق ہو اور دُنیا ہو
سچ تو یون ہے بخدا عشق ہو اور دُنیا ہو
قیس و فرہاد یہ کیا عشق ہو اور دُنیا ہو
اب بھی کر جاتا ہے یہان نامِ وفا ایک نہ ایک

جستجو کر کے نکالی تو ہین سو ہمنے راہین
اس دوراہے مین مشہور ہے کہ نہ رستا بھولین
دیکھیے منزلِ مقصود کو کب تک پہونچین
کبھی بتخانے مین جاتے ہین کبھی کعبے مین
مل ہی جائیگا ترے گھر کا پتا ایک نہ ایک

حال ہر دم تری بیماری کا ہے فورِ دگر
قطع امید ہوئی اب کہ نہو گا جانبر
سال و ماہ و سحر و شام تو کیا آٹھ پہر
دردِ سر دردِ دل اور دردِ جگر دردِ کمر
مرضِ عشق مین ہر دم ہے سوا ایک نہ ایک

سرفروشون کی رسد جاری ہے اب تو دن بھر
رکھے دیتے ہین گلے آپ سے زیرِ خنجر
ایسا مرتے ہوے دیکھا نہین جانبازی پر
لاکھون بسمل ترے کوچے مین تڑپتے ہین مگر
سرِ کعبہ اسے بھی آتا ہے نیا ایک نہ ایک

قتل عالم کو کیا کرتے تھے وہ گھر ہی مین
کربلا کی کبھی لہر آگئی جو کچھ جی مین
ہوے سب بکھڑے کہ وہ چاند سا منہ ڈھولی مین
لکھنؤ بھی ہے عجب شہر کہ نوچندی مین
نظر آتا ہے نیا ماہ لقا ایک نہ ایک

خوبیٔ بخت ہے اسمین نہین تیرے شکوے — ایک دم بھی تجھے فرصت نہوئی غیرون سے
اپنے نزدیک ملاقات کے شائق ہوکے — ڈھونڈھکر تخلیہ کا وقت ترے در پہ گئے
اسپہ بھی عاشق سرشار ملا ایک نہ ایک

ہاتف فضل وکرم اوسکا یہ دیتا ہے نوید — وہ کرے مہر تو ذرے کو بنادے خورشید
لاکھی بندے ہین یہ کہتے ہین ہم بھی جاوید — گو گنہگار ہین اللہ سے پر ہے امید
ہووے مقبول ہماری بھی دعا ایک نہ ایک

کاوشین رعذ کیا کرتا ہے عشق مژگان — سینے مین صورت ناسور ہین زخم پنہان
کیا بیان حال جگر کیجیے اوآفت جان — دلمین لاکھون ہی لگے تیر نگہ کے پیکان
اب بھی ہر وقت کھٹکتا ہی رہا ایک نہ ایک

فرقت ساقی سے بہ مہر مین جو غم کھائے — کسی دشمن کو یہ صدمے نہ خدا دکھلائے
شغل گریہ سے کبھی خالی نہ رہنے پائے — ایک سے اشک گرے دوسرے مین بھر آئے
چشم کا جام رہا اپنے بھرا ایک نہ ایک

چونچلے کرتے ہین سدا یون تو زمانے کے حسین — خود غرض کتنا ہے واللہ مگر وہ خود بین
مین طلب کرتا ہون جب بوسۂ روئے نمکین — وہ یہ کہتا ہی کہ ہے پاس تمھارے دل و دین
دو تم اِن دو مین سے ہمکو بھی بھلا ایک نہ ایک

ظلم اوٹھینگے کسی سے ترے پیارے ہرگز — یہ ہمین ہین کہ جو ہمت کو نہ ہارے ہرگز
اُف تلک منہ سے نکلی خوف کے مارے ہرگز — لب پہ شکوہ نہ کبھی آیا ہمارے ہرگز
اور ستم کرتے رہے تازہ جفا ایک نہ ایک

یہان نہین ہے ہوس باغ ارم سے معشوق — تقویت ہو نہ سکینگے کوئی دم سے معشوق

وہ نہین رکھنے کا اندر او کرم بے معشوق
رہیے دنیا مین تو اک روز نہ ہم بے معشوق
حور جنت مین بھی دیویگا خدا ایک نہ ایک

مفت برباد ہوئے تیری بدولت اے جاہ
رفتہ رفتہ رفقا سارے جدا ہوتے ہین آہ
خرد و ہوش تو راہی ہوئے کب کے واللہ
زور و زر صبر و تحمل جو سدا تھے ہمراہ
روز اب پاس سے جاتا ہی چلا ایک نہ ایک

روز و شب حسن کا بازار تو نہین گرم رہا
مہر پوشیدہ ہوا ماہ فلک پر نکلا
چمنِ دہر سے شمشاد گیا سرو آیا
اِن حسینون سے زمانہ نہین خالی رہتا
گو کہ یوسف نہ رہا اور ہوا ایک نہ ایک

دو قدم چلنا کیا کرتا تھا عالم کو حلال
سیکھ لی ہی تری رفتار نے کیا تیغ کی چال
خونِ عاشق سے جدھر دیکھو گلی کوچہ ہے لال
کوئی مرتا ہے سسکتا ہی کوئی ہے پامال
چال پر تیری ہوا فتنہ بپا ایک نہ ایک

اسقدر آپ سے گستاخ کبھی آور نہ تھے
تیز دستی نکیا کرتے تھے ایسی آگے
منہ لگانے ہی سے ہم آپکے یہ چل نکلے
گہ طلب بوسہ کیا گاہ گلے سے لپٹے
سچ کہین ہمسے بھی ہوتی ہی خطا ایک نہ ایک

بزم عشرت مین بھی اپنا نہ کبھی بہلا جی
ہم یہ سمجھے جو کسی گل نے ستاری چھیڑی
گنگنائی کوئی اوس زہرہ منش نے ٹھمری
باغ مین زمزمے بلبل کے جو سنتے ہین کبھی
تیر سی لگتی ہی کانون کو صدا ایک نہ ایک

قہر ہے ہیبت جو ہمت کو ہلا کر دے خوف
جستجو شرط ہی انسان عبث کھائے خوف
کرنہ تو منزل مقصد مین بھٹکنے سے خوف
رہ نا دیدۂ الفت مین قدم رکھ بے خوف

مِل ہی جائیگا تجھے راہ نما ایک نہ ایک

عشق مژگان کا سدا کانٹا سا کھٹکا دل مین
لاکھون گشتہ ہوئے ارمان و تمنا دل مین
کبھی محبوب سے خوشی آئے نہ اصلا دل مین
درد و غم رنج و خیالِ رخِ زیبا دل مین
رات دن انمین سے مہمان رہا ایک نہ ایک

ایسا نظرونمین سمایا ہے وہ خورشید مثال
یاد سے اوسکے نہ غافل رہے دم بھر یا حال
کبھی محوِ لبِ عارض کبھی عشقِ خط و خال
کبھی اوس رُخ کا تصور کبھی زلفون کا خیال
خانۂ دل مین سدا اینچ رہا ایک نہ ایک

ہے وسیمی نہین کرتا ہے زراہِ آداب
آغا صاحب سے ہین ابرارِ جہان مین نایاب
عجز اسکے کہتے ہین فرماتا ہے اکثر وہ جناب
عمر بھر تجھ سے توحید رہنوا کارِ ثواب
کیا عجب باعثِ بخشش ہو خطا ایک نہ ایک

مخمسِ غزل حاجی الحرمین شریفین نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر والیِ رامپور فرزندِ دلپذیرِ دولتِ انگلشیہ دام اقبالہٗ

قابلِ عبرتِ عالم ہے مصیبت میری
نہ سنو تم نہ سنو کوئی حکایت میری
آنکھ سے دیکھ لو جو کچھ کہ ہے حالت میری
تم عبث پوچھتے ہو مجھ سے حقیقت میری
سب مرا حال کہے دیتی ہو صورت میری

دیکھ سکتے نہین دشمن بھی اذیت میری
چھوڑ دی دوستون نے میرے رفاقت میری
تیرا الفت مین یہ اب پہونچی ہو نوبت میری
موت کرتی ہے شبِ ہجر عیادت میری
دُور پہونچی ہے ترے عشق مین شہرت میری

خون بہا کرتا ہے آنکھون سے بکثرت میری | جوش مین رہتی ہے ہر وقت طبیعت میری
مین وہ گریان ہون کہ روئی مین ہو شہرت میری | اشک کیونکر نہ کرین روز زیارت میری
گر پسند آئی مرے یار کو رقت میری

میری صورت سے تنفر نہ اوسے ہو کیونکر | غیر سے ملنے کا رہتا ہون مین مانع اکثر
نام تک اسلیے میرا نہین لاتے لب پر | تا نہ مغرور ہون مین تذکرہ اپنا سنکر
غیر سے بھی نہین کرتا وہ شکایت میری

کبھی کرنے کے نہین اسکو سخن فہم قبول | گفتگو حد سے جو بڑھ جاے سراسر ہے فضول
مہربان شانے کے مانند او لجھنے سے حصول | مختصر بات کو کیون دیتے ہو تم اتنا طول
نہین کچھ زلف سے بڑھکر شب فرقت میری

ناز اوٹھائیگا نہ جب کوئی بشر میرے بعد | روؤ گے پیٹو گے سر آٹھ پہر میرے بعد
سخت پچھتاؤ گے اے رشک قمر میرے بعد | ابھی کچھ قدر نہین اسکی مگر میرے بعد
یاد آئیگی بہت تمکو محبت میری

گو مین دیوانہ ہون تربت پہ مری بعد مرے | دیکھنا غیب سے سامان مہیا ہونگے
پوچھتا ہون مگر اسیجان مین اتنا تمسے | تم نہ آؤگے تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھے
خاک اوڑانے کے لیے آئیگی وحشت میری

حال ہر سارے زمانے کا ہمیشہ سے یہ نہین | عشقبازون سے کہین ہوتے ہین مانوس حسین
اپنے دلمین تو ذرا سوچو تو تم اے ماہ جبین | مجھ سے نفرت ہے تمھین یہ تو بڑی بات نہین
چاہتا ہو نہین تمھین واہ رے ہمت میری

دل لگی ہوتی تھی محفل مین جو مجھ سے اوس سے | گر مین سو مری جھلاتا تھا کیا جل جل کے

چھیڑتا ایسا کہ رو دیتا وہ ہنستے ہنستے — تم رے غیر کے جھگڑے مین عبث تو ل رہے

دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

ان مسیحا نفسون کے بھی عجب ہین اطوار — نہین پروا انھین اچھا ہو کوئی یا بیمار

جب مین خواہان تھا تو انکو تھا نہایت انکار — بے نیازی کا ہے احسان کہ اب سو سو بار

بے سبب ہوتی ہے ہر روز عیادت میری

طرز بیداد ہے دنیا سے نرالا اونکا — وہ کسیطرح سنبھلنے نہین دیتے ہین ذرا

اور تو دے چکے سب طرح کی مجھکو ایذا — یہ نیا ظلم ہے الفت کا چکھاتے ہین مزا

جبکہ ہو جاتی ہے غم کھانے کی عادت میری

ابر مژگان سے ہے جدائی مین زبس دریا بار — رشک خونین کا لگا رہتا ہے ہر دم اک تار

پوچھتا ہون مین یہ اے حسرت دید رخ یار — ہو گئی آنکھین تو مری وصل مین محو دیدار

اوس گھڑی کونسا گھر ڈھونڈھیگی رقت میری

سنا مجھ سا کوئی یار کو جب میرے بعد — کر دیے ترک سب اسباب طرب میرے بعد

رنگ قسمت نے دکھایا یہ عجب میرے بعد — جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میرے بعد

پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے تربت میری

دھیان آتا تھا کبھی مجھکو کہ یہ اپنا ہے — کبھی کہتا تھا یہ مین اسکا وفا شیوا ہے

واقعی سچ ہے پھر ایسے کا بھروسا کیا ہے — غیر کے دلمین بھی ظالم کبھی جا رہتا ہے

ہاے غم بھی نہین کرتا ہے رفاقت میری

دل سے اپنے یہ کہا کرتا ہون پھرون مین تو — یہ نہ کہا کہ کہین اوسکا کوئی شاکی ہو

جان دینے پہ وہ دم دیتا ہے جسکو دیکھو — کس جفا جو کا ہے یہ ظلم کہ اک عالم کو

لاکھ عیشوں سے پسند آئی مصیبت میری

زندگی کی بھی مجھے اپنی توقع نہ رہی
جیسی اب دردِ جدائی سے ہے حالت میری
کوئی صورت نہیں آتی ہے نظر بچنے کی
مرضِ عشق سے ایسا تو نہ تھا حال کبھی
بے طرح بگڑی ہے ان روزوں طبیعت میری

التفاتات سے اونکا جو ہوا احسان آنا
ایسی رونق ہوئی پھر سے یہ مری پروانا
سلطنت ملکی کوئی مجھے ہیں سنے جانا
گھر میں آئے بھی مرے تو نہ مجھے سمجھانا
ہائے کیوں بدلی اونھیں دیکھکے رنگت میری

مرحلے انکی جفاؤں کے نہیں ہوتے طے
تمھیں منفعت ہو اور مجھے رشک کا صدمہ تا کے
مفسدے کے یہ رہا کرتے ہیں ہر دم درپے
تم مخاطب ہو اغیار سے یہ مطلب ہے
بزم میں مجھ سے کیے جاؤ شکایت میری

وہبی ارشاد یہ کرتے ہیں شہ عرش جناب
چشم پر آب تحیر سے تھی مانند حباب
صدمۂ ہجر سے رہتا تھا دل اکثر بیتاب
جانکر مجھکو خفا لپٹے وہ مجھ سے شتاب
آج مشاطہ بنی وصل میں حسرت میری

مخمسِ غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

تڑپتا ہے مریضِ عشق کیونکر دیکھتے جاؤ
دمِ رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ
مرے دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
نکلتی کسطرح ہے جانِ مضطر دیکھتے جاؤ
ہماری پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

کسے ایسے قیامت زا چلن بھاتے ہیں صاحب کے
نرالی آفتیں نازو ادا ڈھاتی ہیں صاحب کے

خلافِ وضع ہی پامال چلاتے ہین صاحب کے
قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب کے
ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

رہے پھر جستجو مجکو نہ باقی عذر مجھے اونکو
وہ آئین یا مین جاؤن نکلے راہ و رسم اب کچھ تو
بھی نہ ٹوکنے سے ہونگے آزردہ تو ہونے دو
ملین وہ راہ مین ابکی تو کہتا ہون جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

ادا دل بیستی ہی زلفِ پیچ و خم دیتی ہے پھانسی
مژہ کی پڑتی ہین چھریان نگہ کی چلتی ہے برچھی
کوئی بات اوٹھا رہی پھر کیون بڑھا لوک ذرا تیوری
خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
تم اپنی تیغ ابرو کے کبھی جوہر دیکھتے جاؤ

تماشا ہی کہ وہ تو خون سے عاشق کے ڈرتے ہین
خطا او بھی جان نثاری کا ذرا ہم اسپہ مرتے ہین
تہِ خنجر بھی حسرت سے کھکے آہین بھرتے ہین
کوئی او نسے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہین
تڑپتا ہی تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

کہین طاؤس کہین کبک کہین پر ہر گام لڑتے ہین
کہین پامال رفتارِ قیامت زا جھگڑتے ہین
شراب حسن کے نشے مین اتنا بھی اکڑتے ہین
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کے واسطے پھر پھیر دیکھتے جاؤ

ترانے معجزے رفتارِ روح افزا دکھاتی ہے
ہزاروں مردہ صد سالہ کو دم مین جلاتی ہے
صدا خلخالِ پا کی مژدۂ صحت سناتی ہے
جدھر چلتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے
مسیحا ہو تو بیمارونکو دم بھر دیکھتے جاؤ

ہمیشہ دیدۂ پُرنور جلوۂ عارض سے ترسایا
فروغ حسنِ عالمگیر بے پردہ نہ دکھلایا
ترستا ہی کوئی نظارے کو اتنا نہ دھیان آیا
نقاب اک دن اٹھا کر تم نے کیا منہ سے نہ فرمایا

جمالِ آفتاب ذرہ ذرہ پر دیکھتے جاؤ

فقط مشتاق ان آنکھوں کے نظارے کی ہین کیا ہم
خرام ناز مین مدنظر اتنا رہے ہر دم
زمین و آسمان کو کر رہے ہین درہم و برہم
نگاہ لطف کا شائق ہو تحت و فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

ستاتے ہو عبث ہر بار محو چشم فتان کو
نہین زیبندہ شوخی ایسی تمسے راحت جان کو
فقط چشمک بھی کافی کشتۂ بیداد حیران کو
کبھی بلجاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہو مژگان کو
دکھاتے ہو ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

شگفتہ ہوتی ہین گل غنچین تبسم تو سخن مین
یہ اور نسے کھلنے کا ہے شورہ نسرین و سوسن مین
کھلی جاتی ہین کلیان جھونک سے ہر بار دامن مین
نسیم نو بہاری کی طرح آئے ہو گلشن مین
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

توکل ہو بڑی دولت بشر ہرگز نہ للچائے
جناب خواجۂ مرحوم جب وہبی یہ فرمائے
صفت اسکی نہ کیونکہ یہ گھڑی لب پر سے آجائے
نہ موڑو اوس سے منہ الکسش جو کچھ دیر پیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

مخمس غزل جناب استادی یار السلطان آفتاب الدولہ ظہیر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد متخلص بہ قلق

نقاب مین رخ پر نور کو چھپائے ہوئے
نگاہ نیچے کیے ناز سے سجائے ہوئے
ادا سے سر کو ہر اک گام پر جھکائے ہوئے
ادھر سے جاتے ہین رزد نگہ جو چرائے ہوئے
او مفنین کا تیر نگہ ہم ہین لیے کھائے ہوئے

جفا کا اونکو جو آیا خیال نادم ہین ✤ تباہ دیکھ کے آنکھون سے حال نادم ہین
نئی طرح کا ہے یہ انفعال نادم ہین ✤ ہمارا کاٹ کے سر وہ کمال نادم ہین
کھڑے ہین دیر سے مقتل مین سر جھکائے ہوئے

نثار جان ست کوئی کوئی دل سے ہے قربان ✤ کمال کیا ہے اگر خضر نے بھی دیدی جان
مثال انسے جو ڈھونڈے ایسا ہی نہین نادان ✤ عبیر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان
تمھارے سبزۂ خط پہ ہین زہر کھائے ہوئے

کمال عرف سے ہے مہر و وفا کا نام نہین ✤ کٹی جو صبح مسافر کو یان تو شام نہین
جتائے دیتے ہین تمکو کچھ اَور کام نہین ✤ سرائے دہر یہ دم لینے کا مقام نہین
عدم کے قافلے والو قدم بڑھائے ہوئے

یہ امتحان ہوا ہمکو بارہا بخدا ✤ گیا وہ جان سے جسنے کہ اک نظر دیکھا
عدم کا صاف نظر آتا ہے اوسے رستا ✤ تمھارا کشتۂ مژگان کوئی نہین بچتا
یہ تیر ظلم ہین کس زہر مین بجھائے ہوئے

خیال دل مین رہا کرتا تھا یہ صبح و مسا ✤ پڑینگے پیچ جدا جانے اور ہوگا کیا
بہت دنون سے اب اس باتکا یقین آیا ✤ ضرور جان ہماری یہ ایکدن لیگا
ہے مار زلف ترا ہمیہ زہر کھائے ہوئے

نہ رحم اسنے کرے کوئی لاکھ نالہ و آہ ✤ عجیب طرح کے بیدرد ہین خدا کی پناہ
نہین ہو حال پہ وحشی کے بھی کرم کی نگاہ ✤ قلق یہ ترک بزرگون کا راست ہے واللہ
نہ آزماؤ انھین جو ہین آزمائے ہوئے

ایضاً

کب شب ہجر مین ہم گور کنارے نہوئے
جان بلب کون سے دن درد کے مارے نہوئے
نگہ لطف و عنایت کے اشارے نہوئے
حال پہ یان کبھی محبوب سے بھی پیارے نہوئے
ہم تمھارے ہوئے تم حیف ہمارے نہوئے

گو کہ مشہور زمانہ ہے ترا لاف و گزاف
پر نہ دل صورت آئینہ کبھی رکھا صاف
یہ برا ماننے کی بات ہے تقصیر معاف
جائے انصاف ہے شکوہ نہین از نا انصاف
غیر پیارے ہوئے اور ہم تجھے پیارے نہوئے

ہمکو الفت ہے مری اور تجھے ہے آپکی چاہ
اب یقین ہو کہ بڑے لطف سے ہووے گا نباہ
گرد بلبل کی طرح رہتا ہون ہر شام و پگاہ
کون سے دن نہ بھرا دامن گلچین نگاہ
کب ترے گل عارض کے نظارے نہوئے

خانۂ دل نہوا عیش و طرب سے آباد
اپنی عشرت کے جو دن تھے وہ ہوے سب برباد
لاکھ مین گھر مین ہون پر دل نہین میرا ہے شاد
کب مین خلوتخانے مین سویا کہ نہ آیا تو یاد
کب وہان دیدۂ گریان کے ہزارے نہوئے

تجھکو معلوم جو ہوتی کبھی گردون کی راہ
عرش سے توڑ کے اک آن مین لاتا وہ
ہر گھڑی ہر دم و ہر لحظہ ہر اکدن ہر ماہ
تیری افشان پہ تصدق اونھین کرتا اے ماہ
آسمان کو مرے قابو مین ستارے نہوئے

راہی ملک بقا ہوتے ہزارون غواص
کشتۂ تیغ ادا ہوتے ہزارون غواص
بستۂ موج فنا ہوتے ہزارون غواص
غرق گرداب بلا ہوتے ہزارون غواص
شکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہوئے

جان سے دل سے ہر اک آن رہے اوسپہ فدا
پر اونھین قدر نہ اسکی ہوئی دل مین اصلا

ہے یہ وہبی مرے استاد کا ارشاد بجا — اے قلق تم رہو ثابت قدمِ راہِ وفا
خیر یا پوش سے وہ گرچہ تمھارے نہ ہوئے

ایضاً

شیشۂ دل مئے الفت سے اُگو سبلنے نہ دیا — حسرت و یاس کو سینے سے نکلنے نہ دیا
کسی پہلو دلِ غمدیدہ سبھلنے نہ دیا ٭ — غش سے مجھکو کسی عنوان سنبھلنے نہ دیا
ضعف نے رنگ بھی چہرے کا بدلنے نہ دیا

عشق میں پھرتے ہیں ہم خوار و ذلیل و رسوا — جو نہ ہونا تھا وہ سب عشق کے ہاتھوں سے ہوا
سینہ اپنا صفتِ شانہ سدا چاک رہا — کس بلا میں دلِ سودا زدہ دیوانہ پھنسا
کومنہ پیچ ترے زلف کے بل سنے نہ دیا

نشۂ مے میں پڑے رہتے تھے ہر دم مدہوش — عیش و عشرت سے سدا رہتے تھے تم دوش بدوش
ساری باتیں ہیں ترکیں کی نہیں ہے کچھ ہوش — عشقبازوں سے ہو ہوئے ابھی سے روپوش
مہرباں آپ نے جوبن کو بھی ڈھلنے نہ دیا

غم سے آگیا گو منہ کو کلیجا ہر بار ٭ — اُف تلک منہ سے نکالی نہیں سہنے زنہار
یوں تو ہر روز بندھا رہتا تھا اشکوں کا تار — ادب عشق اسے کہتے ہیں دمِ رخصتِ یار
ضبط نے آنکھ سے آنسو بھی نکلنے نہ دیا

مہرباں آپکی عادت کبھی ایسی تو نہ تھی ٭ — آج جس طرح سے بے وقت سواری مانگی
رنگِ رخ کیوں نہ دھواں ہو گیا چہرے سے ابھی — کتنی تعجیل شبِ وصل دمِ رخصت کی
صبح کی توپ کو بھی آپ نے چلنے نہ دیا

ہمکو یہ حال ابھی تک نہوا تھا معلوم
رکھدیا گو کہ تہِ خنجرِ بُرّان حلقوم
کہ ہوا ہمسے بھی برگشتہ ہمارا مقسوم
سخت جانی نے شہادت سے بھی رکھا محروم
حلق پر خنجرِ سفاک کو چلنے نہ دیا

چھوڑی دامن کا رہا ساتھ ہمارے اوسکے
فتنے برپا ہوا کرتے تھے ایسے آگے
نہ بدلوائے جو پہنے تو نہ بھینے کپڑے
بدگمان اِتنا ہوا غیرون کے عطر کا سنے سے
یار نے عطر بھی پوشاک مین ملنے نہ دیا

قفسِ تن مین نہ گھبراتا تھا مین طائرِ جان
اِسکے دم دھاگون مین الجھ گیا کیا مین نادان
بل پہ بل پڑتے تھے اسطرح سے ہر روز کہ ہان
یاد مین پیچ تری زلف کو کیا کیا ایجان
دام مین لا کے محبت کے نکلنے نہ دیا

شبِ فرقت مین ہا رنگ بھی چہرے کا فق
سینہ گو عشق مین مژگان کو ہے وہی کاشق
بسترِ غم پہ مجھے چین نہ آتا مطلق
پاسِ مہمان اسے کہتے ہین کہ تا زیست قلق
خارِ غم آبلۂ دل سے نکلنے نہ دیا

مخمّس غزل منشی جواہر سنگھ جوہر تخلص

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے
ملے خاک مین نوجوان کیسے کیسے
مکین ہوگئے بے مکان کیسے کیسے
بدلتا ہے دَورے جہان کیسے کیسے
دکھاتا ہے چرخ آسمان کیسے کیسے

نہین ہے تپِ غم کی شدت سے فرصت
نہین ایکدم بھی اذیت سے فرصت
نکلتی ہے رنج و مصیبت سے فرصت
نہ تن سے رہائی نہ فرقت سے فرصت

اوٹھاتے ہیں اندوہ جان کیسے کیسے

متاع خرد لوٹ کر لیگیا تو　　نہ تسکین خاطر نہ ہے دل پہ قابو

ذرا دیکھیو تو آسکے اوطفیل بدخو　　نکلتے ہی آتے ہیں فرقت میں آنسو

رواں ہیں یہاں کاروان کیسے کیسے

نہ آزار خدا کے لیے بدگماں ہو　　نہیں گر یقین ہے تو پہلو میں دیکھو

جو گذری ہے دل پر وہ مجھ سے سن لو　　نگاہ و غمزہ کے نہ عاشق سے پوچھو

لگے زخم تیر و سناں کیسے کیسے

کسی سے نہیں حل ہوا یہ معمّا　　یہ راز عدم ہے بتائے کوئی کیا

بہت غور سے موشگافوں نے دیکھا　　نہ عقدہ کھلا اونکے موئے کمر کا

مبصر پڑے درمیاں کیسے کیسے

بنا جسم گو خاک ہو کر کے تودا　　نہ اک تیر بھی ناوک افگن نے پھینکا

سر راہ ڈالا یہیں کیسا کیسا　　نشانہ بنایا نہ تیر نگہ کا

نظر آئے ابرو کماں کیسے کیسے

نہ کچھ پوچھ وہبی جو گذری ہے دل پر　　بھڑکی سوزش غم سے کیا جان مضطر

حرارت سے ہیں اشک گرم اتنے اخگر　　دل و سینہ کیا کیا جلے اپنے جوہر

لیے داغ مہر تباں کیسے کیسے

تمام شد

مسدس اشعار مُلّا وحشی

دام مین زلفِ سیہ فام کے ہون جیسے اسیر
وصل کی اوسکے بن آتی نہین کوئی تدبیر
دیکھیے رنگ دکھاتی ہے نیا کیا تقدیر
طوق گردن مین پڑا پاؤن مین پہنی زنجیر
ہجر مین اپنی ہوئی جاتی ہے حالت تغیر
کوئی اوس شوخ سے کہتا یہ نہین اوسے پیر

فارغ از عاشقِ غمناک نمی باید بود
جانِ من اینہمہ بیباک نمی باید بود

بخدا ہجر مین دن رات یہی ہین سامان
یاد مین آئنہ رخ سے کے ہون ہر دم حیران
موت کے سارے نشان ہین مرے چہرے سے عیان
کبھی نالہ مرے لب پر ہے کبھی آہ و فغان
نیند آنکھون سے گئی تن سے گئی تاب و توان
جان دی مین نے اگر و لمین سمجھ اسے نادان

ما نباشیم کہ باشد کہ جفاے تو کشد
بجفا ساز دو صد جور براے تو کشد

تیری آنکھون کے تصور مین ہوا ہون بیمار
نور آنکھون سے گیا روح ہے تن سے بیزار
دم شماری مین بسر ہوتی ہے اب لیل و نہار
دیدۂ تر سے بندھا رہتا ہے اشکون کا تار
دوست دشمن ہوئے اور یار ہوئے سب اغیار
اسپہ بھی تشنۂ خون میرا ہے تو او خونخوار

من اگر کشتہ شوم باعثِ بدنامی تست
موجبِ شہرت و بیباکی و خود کامی تست

مین ترے عشق مین اسدرجہ ہوا ہون رسوا
رحم حالت پہ مری تجھکو نہ آیا اصلا
ہے مرے حال کا ہر ایک زبان پہ چرچا
تو شب ماہ مین کرنے لگا سیر دریا

میں فدا تجھ پہ تجھے کچھ نہیں میری پروا
جان تو جائیگی پر قبر سے آئیگی صدا

گر ز آزردنِ من بود غرض مردنِ من
مردم آزار مکش از پئے آزردنِ من

عشق کے ہاتھ سے از بسکہ بتنگ آیا ہوں
وحشتِ دل ہے سوا، درد جگر ہے افزوں
یاد میں آنکھوں کے آنکھوں سے بہا چشمۂ خوں
اوسکی کاکل کے تصور میں ہوں ہر دم مجنوں
سنو مجھسا زمانہ میں کوئی خوار و زبوں
کسطرف جاؤں کدھر بیٹھوں بھلا کیا میں کروں

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

ایک مدت ہے کہ سہتا ہوں سبھی درد و الم
سوگ ہے دل کا کبھی جان کا کبھی ہے ماتم
دردِ دل کس سے کہوں کون ہے اپنا محرم
آہ جبکہ جسم سے اب آنکھوں میں ہے اپنا دم
تونے او عربدہ جو مجھ پہ وہ کی مشقِ ستم
ہے کبھی خنجرِ مژگان کبھی ہے تیغ دو دم

دیگرے اینہمہ بیداد بعاشق نکند
قسمتِ آزردنِ یاران موافق نکند

عشق کا بھول کے لیتے کا نہیں نام کبھی
کام آیا نہ مرے او محبت خود کام کبھی
تیرے کوچے میں نہ آونگا میں ناکام کبھی
ہوگا آغازِ محبت کا بھی انجام کبھی
عوضِ بوسہ نہیں دیتا ہے دشنام کبھی
تجھ سے ہرگز نہ سنا وصل کا پیغام کبھی

از زبانِ تو حدیثے نشنودم ہرگز
از تو شرمندۂ یک حرف نبودم ہرگز

اندنوں غیر جوں سے اسدرجہ بڑھی ہے محبت
نہ وہ اخلاص رہا اور نہ رہی وہ الفت

اتنو صورت سے بھی میری ہوئی تجکو نفرت
میرے پاس آنے کی اصلا نہین تجکو فرصت
ظاہری باتین ہین اور دل سے نہین وہ چاہت
مجھ سے اک بات بھی کرنے کی نہین ہے مہلت

کہ ترا گفت بارباب وفا حرف مزن
چین برابرو زن و یکبار بما حرف مزن

وہ بھی دن یاد ہین تھا بام پہ جانا مشکل
اتنو اغیار کی صحبت ہوئی تجکو حاصل
آگیا دم مین ترے ایک نقط مین بیدل
ہاتھ ہی ہاتھ لیے رہتا تھا مین آپکا دل
گھر مین غیرون کے بپا رہتی ہے ہر دم محفل
اب نہوگا کوئی اس تیغ نگہ کا گھائل

تو نہ آنی کہ غم عاشق زارت باشد
چہ بلا شود خاک بران خاک گذارت باشد

چشم بیمار کا بیمار ہوا مین مضطر
بیقراری مین بسر ہوتی ہے اب شام و سحر
کبھی حیران ہون اے یار کبھی ہون ششدر
تار بستر کوئی کہتا ہے کوئی تار نظر
جان بلب رہتا ہون آتا نہین تو بالین پر
بیخبر اسیے بھی لیتا نہین تو میری خبر

بشنو این پند مکن قصد دل آزردہ خویش
ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردہ خویش

تیرے کوچے مین رہا کرتا ہون مین صبح و مسا
روز و شب رہتی ہے خالق سے یہی میری دعا
جو نہونا تھا وہ سب عشق کے ہاتھون سے ہوا
ناتوانی نے بنایا مجھے نقش کف پا
مشت خاک اپنی نہ لیجاے کہین باد صبا
رحم کر او بت خودکام کہ ہے رحم کی جا

چارہ من کن و مگذار کہ بیچارہ شوم
سر خود گیرم و از کوے تو آوارہ شوم

کسنے یہ ناز یہ انداز سکھایا تجھکو — کوچۂ غیر بتا کسنے بتایا تجھکو
میرے پہلو سے رقیبون نے اوٹھایا تجھکو — حیف صد حیف ذرا رحم نہ آیا تجھکو
راستہ جو کہ نہ دیکھا تھا دکھایا تجھکو — اپنی ہی چال پہ لوگون نے چلایا تجھکو

اللہ اللہ کہ این قاعدہ آموختۂ
کیست اوستادِ تو اینہا کہ آموختۂ

ہجر کے صدمۂ جانکاہ اوٹھاؤن کبتک — اشک رخسارون پہ مل مل کے مٹاؤن کبتک
تیری محفل میں میں ناشاد نہ آؤن کبتک — شمع سان اپنے کلیجے کو جلاؤن کبتک
رازِ الفت کا میں اے یار چھپاؤن کبتک — حالِ دل تجھکو نہ ہر بار سناؤن کبتک

خود بگو کز تو کشم جور و تغافل تا کے
طاقتم نیست ازین بیش تحمل تا کے

تپ ہجران سے میں اس درجہ ہوا ہون رنجور — بہتے بہتے ہوا اب زخم جگر کا ناسور
شیشۂ دل کو کیا سنگِ جدائی نے چور — اب ترے پاس سے بندے کو خدا رکھے دور
حسن پر اپنے عبث رہتا ہے اتنا مغرور — میرا معشوق ہے اک رشکِ پری غیرتِ حور

سیرم تا بسجودِ محبتِ دیگر باشم
باز اگر سجدہ کنم پیش تو کافر باشم

آؤ ملجاؤ کہ حاضر ہون منانے کے لیے — جھوٹ غصہ تھی یہ سب تیری جلانے کے لیے
تو قسم کھاؤن اگر آنکھ لڑانے کے لیے — دل سے حاضر ہون ترے ناز اوٹھانے کے لیے
دل لگی یہ بھی تھی اے جان ستانے کے لیے — یہ بگڑنا تھا فقط تیرے بنانے کے لیے

حرف بہ حرفِ درشتِ من آزردہ مگیر

حرفِ آزردہ و درشتانہ بود و خوردہ مگیر

جلد آؤ کہ تپِ ہجر سے مر جاؤنگا
قبر مین ساتھ لیے دردِ جگر جاؤنگا
خوب ہی نام ترے عشق مین کر جاؤنگا
گذری گر آج کی شب کل مین گذر جاؤنگا
حسرت و یاس سے با دیدۂ تر جاؤنگا
جانبِ ملکِ عدم ہمسرِ سفر جاؤنگا

یا کجا رزم نہمہ کس طورِ مرا میدانند
عاشقے ہمچو منت نیست خدا میداند

سیرِ صحرا نہین بھاتی ہے نہ گلگشتِ چمن
خونِ دل پیتا ہون کھاتا ہون سدا رنج و محن
در و دیوار کبھی تکتا ہون گاہے روزن
آنکھ اوٹھا کر نہین دیکھا کبھی سوئے گلشن
سارے اعضا ہوئے اب جان کے میرے دشمن
وہبیؔ خستہ کا سن لیجیے اتنا تو سخن

از جفائے تو منِ زار چو رفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

تمام شد

تاریخ وفات مولانا محمد ہادی علی اشک تخلص نور اللہ مرقدہٗ

حیف آن اشک گو سجادۂ علم
بود خضرِ طریق رہادی را

راہیِ خلد گشت و وہبی گفت
چشم حیران شدہ بلا اشک آہ
۱۲۸۱ھ

تاریخ وفات مرزا اصغر علیخان دہلوی تخلص نسیم

شد نسیم خوش بیان سوئے جنان ازین جہان
کرد ہجوم بر دلم لشکرِ درد و رنج و غم

بہرِ سنِ وفاتِ او وہبی زار و دل حزین
کرد رقم بہ عجبہ رفت بہ روضۂ ارم
۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات جناب منشی جمنا پرشاد صاحب والد ماجد آقائے نعمت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ

والد آقائے من چون رفت از دارِ فنا
خواستم تاریخ سالِ انتقالِ جانگزائے

بارِ اول بہرِ سالش گفت دل واحسرتا
بارِ ثانی وادریغا بارِ ثالث ہائے ہائے

۶۷۶ ۱۲۲۲ ۳۲

سمبت ۱۹۳۰

تاریخ طبع کتاب طب تصنیف جناب حکیم مظفر حسین خانصاحب

جب چھپ چکی بحکم مظفر حسین خان	طب کی کتاب جسکا زمانے میں غل ہوا
وہبی کو سالِ طبع کا اوس دم ہوا خیال	سقمونیا غبیر انیسون سے سر لیا

۱۲۹۱ھ

تاریخ طبع کتاب بہار ہند تصنیف مولوی عبد العزیز صاحب آسی

این کتاب بہارِ ہند و لا	بصنعیہ و کبیر شد مطبوع
گفت وہبی لمعجبہ سالش	جھلگی سبے نظیر شد مطبوع

۱۲۸۴ھ

تاریخ طبع انشاے خورشید فراست

چو شد انشاے خورشید فراست طبع با خوبی	دلِ اہلِ سخن گردیدہ از حسنِ خطش خرم
برائے انبساطِ خاطرِ احباب سالِ او	بگو وہبی شدہ مطبوع انشا دلکشِ عالم

۱۲۸۳ھ

تاریخ طبع کتاب تاج المدائح در مدح نواب رامپور تصنیف حضرت تسلیم سہسوانی

وصفِ این نسخہ چہ آرم بہ قلم	ہست تصنیفِ جنابِ تسلیم
دمِ فکرِ سن طبعش وہبی	گفت شد چاپ بہ کتاب تعلیم

۱۲۸۸ھ

تاریخ طبع دیوان منیر

گشت مطبوع چون کلامِ منیر	پاک بشست شمع خوش گویان

کلک من زد رقم بسالِ او	کلیاتِ منیرِ آفتِ جان ۱۲۹۶ھ

ایضاً

یہ وہ دیوان کہ جسکا اک لفظ	مثلِ مہرِ منیر روشن ہے
لکھا وہبی نے اسکا سالِ طبع	کہ یہ شمعِ منیر روشن ہے ۱۲۹۶ھ

تاریخ طبع دیوانِ ظہوری

شد از دیوان عیان شانِ ظہوری	مقرر ہست فرمانِ ظہوری
سزد وہبی بسالِ طبع گویم	کہ طبع پاک و دیوانِ ظہوری ۱۲۹۶ھ

تاریخ طبع اودھ نامہ تصنیف بابو چھوٹو لال صاحب خوب تخلص اکبر مرزا پوری تملیذ ہفت صفت

جناب خوب بہتر نظم گسترد	کہ ہفت اورنگ وار دہر در مدح
و ہم فکر سنش وہبی بگو شم	بگفتا ہفت لامع اختر مدح ۱۸۷۹ء

تمام شد

متفرقات

جب بے نقاب وہ فلکِ بام پر گئے — اپنی نظر سے شمس و قمر آپ اوتر گئے
بنوایا خط جو یار نے مجھکو یقین ہوا — آہوے چشم سبزۂ رخسار چر گئے
جنکی وفا پہ ناز کیا کرتے تھے حضور — اب آپکے وہ چاہنے والے کدھر گئے

ولہ

یون نہ دنیا سے تیار ان اوٹھانا مجکو — روضۂ صاحبِ لولاک دکھانا مجکو
منہ یہ دکھلانے کے قابل نہین میرا یارب — سامنے اپنے نہ محشر مین بلانا مجکو
لڑکھڑاؤن کبھی مستی مین جو اے نشۂ مے — پاسے ساقی ہی پہ مے چھلکے گرانا مجکو
کسطرف جاؤن سوا تیرے درِ دولت کے — تو ہی تبلا دے کوئی اور ٹھکانا مجکو

ولہ

اونپہ الزام جبر رکھتے ہین ستم کرتے ہین — فعل مختار ہین جو کرتے ہین ہم کرتے ہین

ولہ

گو فرطِ معصیت سے سراپا قصور ہون — نازاں اسپہ ہے کہ بندۂ ربِ غفور ہون

ولہ

رفتارِ نازِ یار کے سب رنگ اوڑا لیے — طاؤس و کبک بھی ہین قیامت کے چالیے

وله

کل اوسکا طرز اور تھا رنگ اور آج ہے　　وہ رشک گل بھی حد کا تلون مزاج ہے

وله

محشر مین کیا خطر ہے عذاب جحیم کا　　بندہ گناہگار ہے تجھ سے کریم کا

وله

بیچ مین بولنے والے بھی غضب ڈھاتے ہین　　آتش غیظ یہ لوگ اور بھی بھڑکاتے ہین

وله

کیونکر کہون شباب کا پیری مین غم نہین　　محجوب کرنے کو مرے آئینہ کم نہین

وله

اندھا ہون شوق مین نہین کچھ بھی سوجھتا مجھے　　بتلادے کوئے یار کا کوئی پتا مجھے

وله

کوچے مین تمھارے مرے ہوتے ہوئے غیر آئین　　مجھ سے یہ نہوگا کبھی خوش ہو کہ خفا ہو
دل ٹکڑے ہوے جاتے ہین سننے کی نہین تاب　　اس درد سے اتنا تو نہ ہر وقت کراہو
کہتے تھے کہ پچھتاؤگے دیکھو وہ ہین دمباز　　کیون حضرت دل خوش ہوے کچھ پاؤ اور انھین چاہو
بھولے سے بھی گر وقت مین کسی روز تمھارے　　رونے کے سوا بندہ تبسم تو جو ہنسا ہو
بدلا لون جفاؤن کا نہین مین بھی جلاؤن　　تم بھی جو بدل مجکو مری طرح سے چاہو

وله

ہوتی ہے پیری مین اب طے راہ اوٹھتے بیٹھتے　　کرتی ہین ہر وقت ہم اک آہ اوٹھتے بیٹھتے
ضعف پیری سی جو میرے لڑکھڑا جاتے ہین پانو　　تھام لیتا ہون عصا ای آہ اوٹھتے بیٹھتے

ولہ

کوئی مجھ غمزدے سے پوچھے اس حالت کی تہ کو
کلیجے سے لگا رکھا ہے اوسکے درد الفت کو

ولہ

دم رفتار جو تم نسبت ہے پری مین یارون کی
جگہ تجویز کرتے پھرتے ہین اپنے مزارون کی

ولہ

وہ اوٹھ گیا جو کہنے سے غیرون کے کوس کر
مین رہ گیا کلیجے کو اپنے مسوس کر

ولہ

دنیا ہوا ور گلشن کوئے حبیب ہو
جنت کی گر ہوس ہو تو دوزخ نصیب ہو

ولہ

ندامت اپنے گناہون پہ ہے کمال مجھے
ڈبو دے اسے عرق فرط انفعال مجھے

اشعار تاسف رخصت جناب ونگفلڈ صاحب بہادر چیف کمشنر اودھ

مہر سپہر جاہ و کرامت چیف کمشنر صاحب دولت
ملک اودھ ہے فیض سے جنکے رشک بہار گلشن جنت

مجمع جود و معدن بخشش منبع لطف و مخزن رافت
بانی عدل و موجد حکمت بحر مروت کان سخاوت

جبکہ رہی اس عہد مین اونکو مد نظر بہبود خلائق
خلق رہی آسودہ ہمیشہ اونکے بزیر دامن دولت

مین و نو میش مارب مین خلق نے دیکھا روی جدائی

ایسے مربی حاکمِ اعلیٰ ہونگے رواں اب سوے ولایت
اونکی جدائی کیا ہی غضب ہے سبکے دلوں پر رنج و تعب ہے
اپنی دعا یہ روز و شب ہے حق رکھے دائم اونکو سلامت

سہرا حسب ارشاد اوستادی جناب آفتاب الدولہ بہادر قلق دام فیضہم

بنکے نوشاہ کا جسوقت کہ آیا سہرا
آکے حوروں نے بھی آنکھوں سے لگایا سہرا

دھوم اس عقد کی ہے عرشِ بریں تک ایسی
بزم میں زہرہ و ناہید نے گایا سہرا

لوگ سمجھے ہیں عبث خطِ شعاعی اوسکو
صدقہ اس سہرے کا خورشید نے پایا سہرا

کہکشاں پر نہیں جھوٹے سے نظر کرتی ہے وہ
جنکی آنکھوں میں ہے ہر وقت سمایا سہرا

ایکدم تھم نہ سکا بوجھ تھا یہ موتیوں کا
دستِ نازک سے جو نوشہ نے اوٹھایا سہرا

ہر طرف بوسے عروسی جو مہک جاتی ہے
عطر میں کیا یہ دولہن کے ہے بسایا سہرا

اپنے بیگانوں نے نوشاہ کا منہ دیکھ لیا
جانتا کچھ بھی نہیں اپنا پرایا سہرا

غل ہوا چار طرف صلّ علیٰ صلّ علیٰ
رخِ پُر نور پہ جسدم نظر آیا سہرا

کھل گیا شملۂ خورشید میں جھوٹی ہو کرن
دن میں نوشاہ نے جب بنا دکھایا سہرا

کان میں لعل نہ دریا میں گہر باقی ہیں
دستِ قدرت نے یہ کیا خوب بنایا سہرا

عارضی میں نظر آتے مہ و خورشید بہم
رخ سے دولہا نے دولہن کے جو ہٹایا سہرا

رت جگے شادی کے ہر دم رہیں نوشاہ کے گھر
صد وہی سال مبارک ہو خدایا سہرا

ہوئی اس عقد میں جسطرح سے ہر بات نئی
نئے مضمون کا وحیؔ نے سنایا سہرا

قصائد تہنیت روز کلان حسب الحکم خداوند نعمت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہٗ

مہکتا ہے خوشبو سے باغِ جہان / یہ ہے فیض کسکے قدم کا عیان

زبس دستِ بخشش گہربار ہے / صدف مین بھی لولوے شہوار ہے

کیا جبکہ دریافت نام و نشان / کہا مجھ سے پیرِ خرد نے کہ ہان

ہین کرنیل اور ریڈ صاحب کے نام / جوڈیشل کمشنر کے قائم مقام

عجب ذات اونکی ہے عالی صفات / رعایا پہ ہر دم کیا التفات

اودہ فیض سے اونکے ہے کامیاب / وہ احسان ہین جنکا نہین کچھ حساب

زمانِ گذشتہ مین جب قحط تھا / ردی ہو گیا حال ہر ایک کا

رفاہِ خلائق کا آیا وہ دھیان / بچی جس سے لاکھون کرورونکی جان

عنایات کا حال گر ہو بیان / وہ تاریخ اودھ کی بنے بیگمان

یہ مطبع کی رونق جو پہلے نہ تھی / ترقی کے باعث ہوئے آپ ہی

کہ ہر سمت کیا نزدیک و کیا دور / پہونچتا ہے ہر اک کو فیضِ حضور

ادا ہو سکے شکر خامہ سے کب / یہان طول بھی ہے خلافِ ادب

مری عرض مقبول ہو یا مجیب / دعا سے ہو بابِ اجابت قریب

جو ہون آپکے دوست دلشاد ہون / عدو بے نشان خانہ برباد ہون

دعا سب یہی ہے کہ یا ذوالجلال
مبارک بڑا دن صد و بست سال

قصیدہ بحضور جیوڈیشیل کمشنر بہادر

عجب طرح کی ہے آئی بہار اب کی سال
زمانہ عیش و طرب سے ہوا ہے مالا مال

ہوا ہے گلشن عالم یہ اعتدال پہ ہے
کہ برگ و بار سے ہر اک شجر ہوا ہے نہال

خوشی کے پیچھے دیکھے جو باغ عالم مین
تو پیر عقل سے مین نے کیا وہین یہ سوال

ادھر کو گلشن جنت بنا دیا کسنے
یہ فیض بخشی مین حاصل ہوا ہے کسکو کمال

دیا جواب کہ یہ صاحب جلال ہین وہ
کہ جنکے در کے ملازم ہین دولت و اقبال

ادھر کے ہین وہ جوڈیشل کمشنر ذیجاہ
یہ اونکے فیض سے سارا جہان ہے خوشحال

دیے وہ عدل کے احکام سے خدا راضی
کریم ایسے ہین کرتا نہین کوئی بھی سوال

شکار کرتے ہین شیرون کو صورت روباہ
جوان ہین ایسے کہ رستم ہے اونکے آگے زال

سنا جو نام مبارک تو بخوشی خاطر سے
دعاے دولت و حشمت کا دل مین آیا خیال

کیا یہ عرض عدو خوار ہون زمانے مین
الہی تا بفلک ہو درخشندہ نیر اقبال

بحق عیسی مریم ہمیشہ شاد رہین
مبارک اونکو بڑا دن ہو تا صد وہبی سال

کرنیل مکنڈرو صاحب بہادر کمشنر سیتاپور

حضور آپکا اخلاق ہے وہ عالمگیر
کہ دام خلق مین ہر ایک کو کیا ہے اسیر

رعایا آپ کی مداح کسطرح سے نہو
ملا تھا آپ سا حاکم کبھی کہان اوسکو

رحیم و عادل و فیاض و سیر چشم و کریم
سخی و باذل و خوش خلق و بردبار و حلیم

زمانِ قحط میں وہ انتظام فرمایا
نہ نام بھوکھ کا لاکھوں زبانوں پر آیا

عروج مطلع کا آتا ہے جسقدر کہ نظر
نگاہِ سلطنت کا ہے آپکی یہ ایک اثر

یہ خاک سمجھا اوسے اکدم میں کر دیا اکسیر
بنایا ذرّے کو خورشیدِ خاوری کا نظیر

پھرا نہ آپکے در سے گدا اتلک سے بے نیل
کہ نام پاک سے پہلے خطاب ہے کرنیل

کمشنری کے بھی عہدے پہ آپ ہیں معمور
بنا ہے گلشنِ جنت سوادِ سیتاپور

دعا یہ رہتی ہے ہر صبح و شام یا وہاب
رہیں جہان میں قائم مکندرو صاحب

بحقِ عیسیِٔ مریم بدولت و اقبال
رہیں حضور زمانے میں تا صدوہی سال

رہے جہان میں جلسۂ طرب کا جبتک نام
بڑا دن آپکو فرخ ہو تا بروزِ قیام

ایضاً

کہاں ہے ساقی توبہ شکن بہار آئی
شرابِ ناب سے دے بھر کے ساغرِ بلّور

مبارک آپکو یہ دن مکندرو صاحب
الٰہی ملکۂ لندن کے آپ ہوں دستور

شمیمِ خلق نے کی ہے یہ مشک افشانی
زمینِ عطر بنا ہے زمینِ سیتاپور

کیا ہے آپ نے بازارِ عدل گرم ایسا
بتوں کے دل سے ہوئیں سرد مہریاں کافور

دیا خدا نے یہ جاہ و جلال صورت کو
ہوا ہوا ہی سرِ سرکشاں سے عُجب و غرور

ہیں چشمِ رحمتِ والا کے اور ہی تیور
ہوں عفو ایک نگہ میں اگر ہوں لاکھ قصور

الٰہی آپ رہیں زیبِ مسندِ شوکت
چراغِ مہر میں جبتک رہے یہ جلوۂ نور

رباعیات

سرزد ہوے ہین مجھ سے جو عصیان عظیم
اس تیغ الم سے جسکے دل ہین دو نیم
برمن منگر بکرم خویش نگر
مجرم کوئی مجھسا ہے نہ تجھسا ہے کریم

ولہ

آگاہ ہین خوب اپنی اصالت سے ہم
اک خاک کی مٹھی پہ یہ الطاف و کرم
فرماتا ہے تو آپ ہی مالک میرے
این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم

ولہ

تیرا ہی ہین بندہ ہون بھلا ہون کہ برا
مالک ہے مرا اَور کوئی تیرے سوا
اچھون پہ تو ہے تیری عنایت کی نظر
آخر یہ برے تیرے کدھر جائین بتا

ولہ

ڈر نار کا ہے نہ خلد پہ رغبت ہے
منظور خوشی تیری بہر صورت ہے
راضی ہو برے عذاب سے جسمین تو
مجھکو تو وہ دوزخ بھی بہ از جنت ہے

ولہ

آنکھوں مین مرے پردے رہے غفلت کے
محشر مین ترے سامنے ہین ذلت کے
پردہ مرا رکھہ عیب پوش ستار ہے تو
دامن مین چھپا ہون مین ترے رحمت کے

ولہ

افراط گنہ سے یہ بری حالت ہے
کافر کو بھی صورت سے مری نفرت ہے
لائق نہین بخشش کے کسیطرح مگر
تو بخشندہ ہے مجھکو تو تری رحمت ہے

ولہ

تجھ ہی کو نہ صحبت سے مرے بیٹھا دیکھا
تو وہ ہین ان آنکھوں نے پھر کیا دیکھا
دیکھا تجھے جسنے اے شفیع محشر
سچ تو یہ ہے دیدار خدا کا دیکھا

ولہ

کیا عرش و فرش پاک سے ہو ہمسایہ
آگے ترے محتاج ہے ہر ذی مایہ
اے خلق خدا سایہ ترا کیا ہوتا
سائے کا بھی دیکھا ہو کسی نے سایہ

ولہ

مشہور ترا حسن ہے عالم مین کمال
کیا حضرت یوسف کو مین دون تجھ سے مثال
وارفتہ زلیخا تھی فقط ایک ان کی
اللہ کو بھاتا ہے ترا ہے وہ جمال

ولہ

اک ایک سیہ کار کی بخشش ہو گی
فساق کی فجار کی بخشش ہو گی
محشر مین یہ اک ایک سے پوچھونگا مین
مجھ سے بھی گنہگار کی بخشش ہو گی

ولہ

ہر وقت رہے زبان پہ جاری توبہ
کچھ دور نہین اوسکی عنایت سے اگر
کیا کی جو بوقتِ دم شماری توبہ
مقبول وہ فرمائے ہماری توبہ

ولہ

یکجا رہے اعمال اگر ہون سارے
داڑھی نہین رکھوائی جو سچ پوچھو تو
ہو جائین ملایک کے لیے نیشتارے
بھروپ بنایا ہے یہ ڈر کے مارے

ولہ

غربت مین اگر گذرے زمانہ مجھکو
اللہ کو سونپا تمھین اے اہلِ وطن
فرقت مین زیادہ نہ رُلانا مجھکو
دل سے نہ ذرا اپنے بھُولانا مجھکو

ولہ

اللہ نہ روے تنگدستی دکھلائے
دولت کوئی بڑھکر نہین اس سے وہبی
احسان سے ابنائے زمانہ کے بچائے
دنیا مین گر انسان کی عزت رہجائے

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاسِ بیقیاس دبیرے را سزاست که فقراتِ روان نوازِ امواج بر صفحهٔ آبِ روان نگاشت
و درِ جیبِ الفاظِ معنی سنجِ حباب مماثله دُرِ نایابِ آبی ساخت ناثرے که بر ورقِ گُل
مضامینِ رنگین رقم فرمود شاعرے که در مصرعِ منقارِ بلبل معنی ترانه هاے سنگِ موم کن
پنهان نمود نثر طرازے که باستعارهٔ عناصرِ اربعه اجسامِ اناس را ترکیب داد و سجع پردازے
که قافیهٔ حیات و ممات بنهاد نقشی که بر صفحهٔ گیتی انشا طرازِ شب و روز ست معلمیکه در مدرسه
ابداع اطفالِ فلک زدهٔ ماه و مهر را سبقِ ضیا آموز بمدح ممدوحے ست که ید اعیان
بجامهٔ ذاتش سر بگریبانِ شرمساری و به صفتے موصوف که متصفان بصفاتش عاری
صفاتش را بقاست و حلهٔ فناے ذاتش مبتداست و خبرش گرِ ابر روے آسمان از ثوابت و
سیاره بزمِ تماشه ترتیب دادهٔ اوست و مضمونِ ماه و پروین پیشین پا افتادهٔ او آن کسیست
که از اوراقِ ثنایش ورق گردانند و از کتابِ نمایش سبق خوانند بتقریرِ وسعتِ فصاحتش
قافیه بر فصیحان تنگ و بتحریرِ مدحتِ بلاغتش بهارستانِ مضمون را تازه آب و رنگ

فصیحے کہ محمد عربی را افصح العرب والعجم آفرید بلیغے کہ در شانش نبی فقرہٴ بلیغ لولاک لما خلقت
الافلاک از قلمش چکید پس صلوٰة تحیہ صحیفہٴ رسالت خواندہ دیباچہٴ کتاب نبوت نبی امی صلی اللہ علیہ
وعلی ابن عمہ وآلہ اجمعین اما بعد ابجد خوانِ دبستانِ استکمال مستعد ادبندہ گو
ست پرشاد وہبی تخلص منیجر مطبع اودھ اخبار ولد رائے سدھ جارام
صاحب موفق تخلص ابن دیبی پرشاد متوطن بیت السلطنت لکھنؤ خدمت ناظران
نسخہ نعمت وشائقانِ شعر ہی تربیت التماس می نماید کہ چون این ہیچمدان را تتبع بکتب
مصنفہ از نثر طرازان شوقِ انشا ہمہ سید اکثرے از بے شغلی تحریر ... تحریر مختصرات
تضییع اوقات می نمود روزے بغواصِ محیطِ معانی مستاج بحار نکتہ دانی یاقوت وشاہ
سخن گستری گوہر صدفِ معنی پروری گلِ سر سبد وگانجہ علوم ... ان شاداب
بہارستانِ فنون عجیبہ سر دفترِ منشیانِ عطارد رقم سرخیلِ انشا طرازانِ جادو
صاحب ذہن وقّاد جناب استادی بلیغ تخلص منشی جوالا پرشاد صاحب مد ظلہ العالی
ارشاد فرمودند کہ باجتماع مسوداتِ خود کہ چون اوراقِ خزان رسیدہ اشجار منتشر
افتادہ اند عرق ریزی باید ریخت وچند فقرات در حمد ونعت سواے آنکہ کم ارزی بال
لم یبد بحمد اللہ فہو اقطع مسلکِ تحریر باید کشید تا شائقان تماشاے آن حظِ وافی
بردارند ومستفید این فوائد کافی از انجاست کہ بجا آوری ارشادِ جنابِ موصوف
منتج نتائج کونین ... ست باجتماعش پرداختم وموسوم بہ ریاضِ وہبی ساختم
تا نیقہ جلت آلائہ وتعالی شانہ فقط

در مدح محمد علیشاه خلد الله ملکه

امروز خوش طالع یاور دارم	با بخت سکندری برابر دارم
از فیض تماشای بزم سلطان زمن	جمشید صفت بدست ساغر دارم

برخود بالیدگی شاخ الماس بهوای ثنای پادشاه عالیجاه هیست که اگر نسیم جودش طرف
لالستان نوزیدی از لالهٔ حمرا یاقوت رمان در دست چمن که دیدی و طراوت فروشی زمین
خشکی قرطاس بهبوب رایحهٔ مدح طرازی شهنشاه کیوان جاهست که اگر ابر مدرار لطفش در
چمنستان نباریدی فرش زمردین سبزه پا انداز خورسیدگان گلشن که دیدی شجاعیکه
آوازهٔ شجاعتش تا بر بام آسمان رسیده بهرام فلک حلقه بگوشش گردیده و صیت
حجهٔ آتش تا مهر عالمگیر شنیده چون بید برخود لرزیده گردون از شفق گلگون ست یا بزخم
تیغش آلوده بخون از آب شمشیرش آتش برق سرد و طپان بکمال در پیش ایوان رفیعش
رفعت آسمان پست و با اوج فرش زمینش عرش با انفعال و خجالت همدست عمدهٔ سلاطین
والا تبار زبدهٔ خواقین بلند وقار دریای شجاعت را قوی نهنگ بهارستان سخاوت را
تازه آب و رنگ مستقلی میدان کشورکشائی فارس مضمار دشمن کاهی مرتقی مدارج صولت و بسالت
رافع اعلام شوکت و ایالت سرمه کش نرگس فتان شهریاری غازه طراز چهرهٔ جهانداری
متصدی حوائج داراسطوتان جهان پناه متکفل نظام سکندر صولتان فلک دستگاه
اعنی ابوالفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علیشاه بادشاه غازی
خلد الله ملکه و سلطنته که دست جودش برای تفسیده زبانان صحاری یاس و حرمان سرچشمهٔ حیاتست
که ماء الحیات جان بخشش حسرت آب روان جداول و انهار روضهٔ رضوان و کف

پرسشِ آسایش با نطفاے عطش تشنہ لبانِ بوادیِ تمنیاتِ فراوان حد و لیست کہ آبِ زلالش
رشکِ عذوبتِ میاہ لطافت قرینِ چشمۂ حیوان منعمیکہ عالمے ؤ تلۂ ربائے خوانِ سالارِ انعامش
ہر بر صبو لیتے کہ رستمِ زال کمینہ خدامش گداے دریا تاصیتِ مکرمتش گوش خوردہ بدستِ
موج از حباب کاسۂ تہی بر آوردہ نسیمِ مہرش کہ طرفِ بدخشان وزیدہ ہر سنگ لعلِ بے بہا
گردیدہ بفیضِ دستِ گہر بارش بہارستان از نسرین و نسترن سرمایہ دار کانِ گوہر چشمِ نیسان
از رشکش ہمیشہ تر و دریا بتقلیدِ گہر باریِ دستِ فیاضش لالیِ متلالیِ حباب در دست دارد
و با نفعال کم نا نگہیا از موج دست و پائی فشارد نسیمِ خلقش نافۂ تتاری و دکان کشاے
عطاری بہارستانِ عدلش خیابان سرسبز و ریان ست کہ گلستانِ نصفتِ کسری سیلی خوردۂ
دستِ خزان سمندش برق شکار ست و محاذیِ خرامِ زیبایش صبا شرمسار لمعانش از رشتۂ
انفاسِ خضر و مسیح رکابش آبی ساز ابروے مہوشانِ صبیح الٓمی تا شہسوارِ زرّین افسرِ
خورشید بجنبیتِ زمرد فامِ فلک سوار ست اسپِ جہانبانی زیرِ رانِ سلطانی باد ربُّ العباد

تعریفِ فصلِ بہار

دلا بگلشنِ ہستی بہار خوش آمد	بروے صفحۂ گیتی نگار خوش آمد
درین زمانِ طرب خیز شاہدِ گلرنگ	بجلوه در چمنِ روزگار خوش آمد

سبحان اللہ درین موسمِ بہار توام کہ سلطانِ بہار بہادر رنگِ زمردینِ سبزه جلوه فروش ست
و نو نہالانِ چمن را قباے برخود بالیدگی در آغوش ہر سو چمن چمن بہار ست و لالہ و گل را
گرمیِ بازار جوانانِ گلشن را پیرہن پیرہن جامۂ فیروزی در بر و اطفالِ شاخ را از شگوفہ
کلاهِ کیانی بر سر ہر شجر از شاخ طراوت زانشمشیرے وا نہ برگ بے خزان سپرے مدد دست دارد

تا احدے از لشکرِ پاینِ بادِ خزان پا در چمن نگذارد بتقاطرِ ابرِ مدرار ہر قطرۂ آب در صدفِ گل درِ
نایاب سرو از فرطِ خرمی کلاه ہوا می اندازد و مطرب بوفورِ خوشدلی سازِ طرب کوک میسازد
بمشاطگیِ نسیم و صبا لاله رخانِ گلشن را از معاجیرِ رنگین آرائشِ تن و بدستیاریِ آب و ہوا
گلرویانِ چمن را از قطراتِ شبنم و شاخ گوہرین در گردن طاؤس با صولِ ولاویز رقصان
طوطی باسمانِ حراوری غزلخوان خورشید بر گلِ خورشید نثار رو اشرفی محاذیِ گلِ اشرفیِ کم عیار
لاله را پیالۂ ناب در دست و نرگسِ شہلا از بادۂ خودنمائی مست صبا ہر دم از برگِ درختان
جلاجل می نوازد و از جنبشِ شاخہا تماشاے رقص میسازد و بلبل ترانۂ تہنیت می سراید
و سوسنِ صد زبان زبان به ترنمِ این شعر میکشاید **شعر** بہارست و ساقی قدح برگرفت +
بروئے چمن لاله ساغر گرفت + بر رخِ آتشینِ لاله اگر قطرۂ ابرِ مدرار نچکیدے در صحنِ گلستان
لعل و گوہر یکجا که دیدے و صبا اگر در سنبلستان نرسیدے پریشان گو بگو نه دیدے
باہتزازِ نسیمِ بہاری آسمان خلعتِ زمردین پوشیده و گلِ شاداب پروین از شاخِ خشکِ
کہکشان دمیده آرے اینہمه خوشدلی و خرمی بانتظارِ آمد آمدِ آن سروِ جویبارِ یکتائی
و نہالِ سرفرازِ گلزارِ خوش روئی ست می زیبد که به نسیمِ قدم رنجه فرمائی گلِ تمنایم بشگفانند
و بادۂ گلگون بجام و دہان رسانند **قطعه** زود آ که زند خنده بگلہاے بہاری +
از فیضِ نسیمِ قدمِ تو چمنِ ما + صد داغ گذارد بدلِ روضۂ رضوان + گر رونقِ کاشانه شود انجمنِ ما +

والسلام مع الاکرام

در تلازمۂ شراب

مینوشِ عشرتخانۂ محبت ساغر کشِ خمخانۂ مودت مسرورِ پیمانۂ وداد مخمورِ میخانۂ اتحاد زیدت اعطافکم

هرچند سمندِ تیزگامِ قلم در میدانِ تشریحِ اشتیاقِ لقاے نورآماے آن سرمایهٔ مسرت و انبساط
تیزگامی مینماید ولیکن از وفورِ رفتهٔ سرور و سرور گردیده باین حال مبتلاست مصرعه پیما مقید
جایے دگر جایے و دگر پایے و دگر .: ناچار از ان در گذشته بشاهراهِ عاجولانی می نماید
درین زمانِ میمنت اقتران که آمد آمدِ فصلِ بهارست و خزان از مردود ان بے اعتبار تسقاط
سحاب دربار ابکمال نشاط از حباب ساغر در دست و به تراوشِ غمامِ مدام مستانه روی
سوی یار چون سرخوشان بدست چند شیشه و بوتلهاے شراب که براے ضیافتِ ذائقهٔ
حرارت آشنایان حنظلِ مفارقت عنایت فرموده اند رنگِ وصول ریخته سحے پرستانه
بادهٔ محبت را سرخوشِ نشهٔ منت و احسان ساخت ببندا شیشه هاے رنگارنگ که آیینه
ازان بنقش و نگار مرقع ارژنگ هنگام تشریح توصیفِ صنعت و لطافت بارش زبانِ ناطقه را
اقرارِ بے زبانی ست و وقتِ تحریرِ مصنوعاتِ خوشگوارش صفحهٔ نامه نگارخانهٔ بهزاد و مانی
برگ گل پنبه اش گلهاے کواکب نثار و به تقلیدِ آب و تابشش مهر و مه راگمی بازار حاصل جانب
دگر نثارش نمایم بجاست و آیینهٔ اسکندری ایثارش کنم سزا خضرتِ مینا و حمرتِ شرابش بدها
بان صفت در نظر که بر روے آسمانِ سرد ... شفقِ گلگون پریست جلوه گر بچگون غلطیدنِ
یاقوت پاره با بجرمِ مماثلتِ حمرتِ جانفزایش و خونِ جگر خوردنِ قند ریزها از رشکِ
رنگِ غم از دل رباشش شرابے بدر شیشهٔ لطافت ترین ریخته اند یا معشوقیست بنقابِ
زمردین آرایشے پذیرفته صراحی که پیاز بادهٔ انگورست بصفا تر دیاب و از کدورت دور
از خوشبوے دل آویزش عنبر منفعل و از شمیم عطر بیزش عودِ بلسان در مجمرِ حسرت سوخته دل
رنگِ زردش بدلفریبی طاق و مخموریِ خمارش چشمِ آفاق بآب و تابِ شرابِ نابش آفتاب
نقابِ ابر بر رو کشیده و تا هیچ فلک مشتاقِ استماعِ نغمهٔ قلقل گردیده از نیرنگیِ شراب

تازگی لالہ رخان از حسرت لب گزیدند کہ خون عیان ست ز رنگ پان بر لبہاے یاقوت لبان ہنگام خوردنش عقل سے پرستان را گرمی بازار ست و روباہ صفتان را شیر افگنی و جوانمردی سرو کار الغرض عمدہ آرزوہا دارم کہ صبحی ہنگامیکہ ساقی خورشید جہانتاب از صراحی خط طشت عی شراب سپید نور در ساغر روزگار ریزد جملہ آشنایان صفا پرست و دوستان اخلاص سرشت رونق افزاے بزم دلکشا و طرب پیراے انجمن زیبا گردیدہ مشغوف کشیدن شراب و شنیدن نغمۂ چنگ و رباب شوند درین صورت بے شمع اقدام مسرت التزام آن جرعہ کش شراب یکرنگی رونقے در بزم ما نباشد ؎ بیا و زود بدہ ساغر وصال مرا + کہ ساعتے گذرد بے تو ماہ و سال مرا ۔ زیادہ والسلام

در تہنیت یوم دسہرہ

وقت ست کہ مشاطۂ قدرت گوش و گردن عروس زیبا جمال فلک را بعقود و دواوشحۂ لآلی متلالی کواکب آراستہ و اعناق شواہد بساتین را بحلل گرانمایۂ قطرات شبنم پیراستہ ساقی حقیقی از فرط خورشندی کاسۂ ماہ را برحیق نور لبریز ساخت و رقاص زہرہ در بزم فلک برقص و پاکوبی پرداخت شراب شفق در خم فلک در جوش ست و دور دوردِ پرستان مدہوش زاہد بآب آتش رنگ آمادہ و مفتوست و تائب را ہواے و تعزیز توبہ شکستن آرزو مستان را بفرط خرمی خون گرمی شیشہ و ساغر و مے پرستان را خاک میکدہ کیمیا اثر آوازۂ کوس نشاط بلند ست و عالمے بوفور انبساط بہرہ مند

ابیات

از زمین تا آسمان گلبانگ شادی شد بلند	بے زبانان را سرود تہنیت آمد بیاد
ریخت ساقی بادۂ گلگون بجام از خوشدلی	تا مغنی دست شفقت بر سر بربط نہاد

عندلیب خوشنوا در نغمہ پرواز نیست گرم		شاخسارا و درچمن ہر سو برقص آوردہ باد

چیرانم کہ اینہمہ عیش و طرب از پئے کیست آراستہ آمد آمد روز مبارک و سہرو است کہ عالمے را جہان جہان از و بہرہ صبحش را بروز عید و نوروز ترجیح و شامش را کنایہ با سویدائے دل حور نژادان صبیح رعنائیان را آوازۂ تہنیت در گوش ست وجانیان با شاہد سرور ہم آغوش فتح و نصرت یکے از غلامان عاقبت اندیش ست و مساعدت از کمترین چاکران عقیدت کیش اگر صبحش جانب کشمیر ندمیدے از زعفران زارش خندۂ طرب خیز کہ دیدے و اگر سایۂ شامش بشب نہ افتادے لیلۃ القدر کہ می نامیدے الٰہی تا بنائے وسہرو بر روئے زمین قائم ست مساعدت ہمقرین احباب صافی نہاد باد برب العباد

در تلازمۂ تیر و کمان

ناوک فگن عرصۂ الطاف و کرامت		ترکش بہ بغل معرکۂ لطف و عنایت
از راہ کرم تیر و کمان لطف نمودی		ممنون شدم و باش و دین در یں سلامت

زہے کمان کہ ہلال آسمان نمونۂ خم و چم کمان ست و تیر آبرو ریز تیر کہکشان حلقۂ کمان تشبیہ قرص ماہ است و ہر ستارہ صورت پیکان در نگاہ کمان پرورش کماندار فریبندۂ نظرست یا قوس قزح بر روئے زمین جلوہ گر تیر کہ براستی آشناست چرا نباشد مرد میدان و رعنائیست موے شمشاد ہواش پریشان دائم و سرو سودائیش یکجا قائم کمان بد لفریبی بیباک ست و تیر مانند مژگان سفاک حلقۂ کمان آبروریز گرداب ست و پیکان آبی سازِ معاملۂ حباب قامت زاہدان ہنگام رکوع تشبیہ بہ کمان ست و از دست دعاے عابدان صورت تیر عیان

زیادہ والسلام مع الاکرام

در تلازمهٔ دوالی

دوالی عالمی را کرد مسرور ‌ ‌ ‌ ‌ قمار اکنون بهر یک گشت منظور

در و دیوار و طاق و بام و محراب ‌ ‌ ‌ ‌ شد از نورِ چراغان مطلعِ نور

فرخا شبِ دوالیِ دل افروز که عالمی بفرطِ عیش و طرب مستعدِ نقدِ دل باختن و جهانی
از فروغِ چراغان مشغوفِ کلبهٔ احزان منور ساختن هر خانه از لمعاتِ چراغان غیرتِ
تجلیِ طور ست و هر جا از وفورِ روشنی سراپا نور هر در و زوایاے هر کاخ و مکان از کثرتِ
چراغان لاله زارے دمیده و دود دودے که به آسمان رسیده تو گوئی سنبلستانے ازان
سر کشیده یدِ بیضا النونهٔ چراغ ست و قمر از شکلش تیره داغ هر در و دیوار از صفاے آهک
آئینهٔ حلب ست و [illegible] تشبیه با قلوبِ صافی دلان در غضب کلال که نقصا ویرکلیِ بروکان
خود نهاده در غیرت بر روے مرقعِ مانی کشاده تا رقم تصویرِ لولی را که آماده رقصِ نشاط ست
و مطرب مستعدِ کوک ساختنِ سازِ انبساط توزکِ سواریِ امیدگاه و جاهِ حجم و آهو نظیر
بینندگان سرگرمِ رم فیل بصولت مشتبه به کوه است بل فلک شکوه هودجِ رنگین
نمونهٔ مرقعِ چین نقش و نگارِ پیشانی رنگ بر رو شکنِ بهزاد و مانی اسپ بعینه عراقی نژاد ست
که ابوابِ حیرت بر روے تماشائیان کشاده کلال اگر سمندِ راه نمودے بجولانی لذا ماهی تا ماه
طے نمودے زینِ زرنیش خورشید را در خون نشاند و نعلِ سمش هلال را منفعل گرداند
و غضنفری از چهرهٔ یلان پیدا و هنگامِ کشتی کارنامهٔ رستم و اسفندیار هویدا تعریفِ کهلونهائے
شکرینِ خامه و زبانِ شیرین مقال ست و بمقابلهٔ عذوبتِ ذائقه اش حلاوتِ قند و نبات
در وهم و خیال هر که از ذائقهٔ شیرینیش آشنا گردید ذائقهٔ بوسهٔ شکر لبان را تلخ نامید

دربحر خوانچه هر تباشه حبابیست پایدار و تبلافت و دلفریبی را مایه دار گت کلام اینکه امشب بجشن شب برات
عشرت افزا و هر مکانے از روشنیها مجلّی مگر کلبۀ تاریکم بے شمع اقدام میمنت التزام فروغے
ندارد اگر قدمے رنجه فرمایند سرور در سینۀ پر تعب و نور در دیدۀ دیدار طلب افزایند فقط

در تعریف عیش باغ

عندلیب قلم بر سرِ شاخِ سطر بتعریفِ عیش باغے که بهارش رشکِ بهارِ جنان ست ترنم سرا
و ثناگستر و خامه بقلزمِ ناپیداکنارِ صفحۀ قرطاس توصیفِ موتی جهیل که محسودِ کوثر و سلسبیل است
سرگرمِ شنا بنام ایزد طرفه باغیست که شادابی بهارستانِ خلدِ برین از غیرت سوح (?) افزایش
وعجبنا نهریست که گوهرِ آبدار نمونۀ قطرۀ آبِ پر فضائیش بارشادِ واجب الانقیاد نواب
والاخطاب مرتقی مدارجِ فیض و احسان محی مراسمِ جود و امتنان کشورکشاے اقالیمِ عدل و
سخا فرمانرواے دیارِ بر و عطا سیمرغِ بلند پروازِ عزم و همم گوهرِ بے بهاے صدفِ جود و کرم
سخاوتش صدا طرافِ عالمِ خیابان مشهور که حاتمِ طائی از دیدۀ قبول دور گشتی گاو شجاعت را
قطعی بوس و فریدون را بمقابلۀ قوت بازویش مقامِ افسوس ماهتاب را بتماشاے حشمت و
جبروتش با شیمۀ جمّ غفیرِ کواکب داغ بر دل و آسمان را بفقر و شانش بکاوزنِ سینه آتش
آفتاب مشتعل جود و کرم را بحرِ ناپیداکنار و صدفِ فیض و سخا را گوهرِ آبدار لولوے شاهوار
سلکِ نیکنامی یاقوتِ وشاحِ والا مقامی غواصِ محیطِ والا جاهی سیّاحِ قلزمِ دین پناهی
فارسِ مضمارِ قوت و مردانگی یکه تازِ معرکۀ مروت و فرزانگی متکی اریکۀ فرمانروائی متوسّد
وسادۀ کشورکشائی اخترِ برجِ امارت خورشیدِ آسمانِ وزارت آسمان قدر فریدون فر
اعنی آصف الدوله بهادر برد الله مضجعه بناے تعمیر پذیرفته داغ بر دل نه بهارستان ارم تزئین

دلکش لطافتِ انہار خلدِ برین گردید خوشا باغیست جنّت نشان و نہریست دلفریب چشمهٔ
حیوان که از رشکِ نظافتش گلِ از خیابان پامالِ تشویشِ چمن و وقتے و از آبِ زلالش آبِ
کوثر را انفعال لبہا بے دریے و آبیش از انفاسِ خضر و مسیح و آبِ عذبِ میاہش را بر آبِ حیات
ترجیح محاذی ہر شجر بش شجرِ طوبیٰ بغیرت ہمدست و گریبان و درجنبِ ہر قطرهٔ آبش گوہر
غلطان تابِ حسرت غلطان شادابی بہارستانِ فصاحتِ کلامِ سحبان مرتبتان با اہتزازِ
نسیمِ عنبر بیزش و تموجِ بحرِ بلاغت بلیغ طبعان بفیضِ طغیانی آبِ صفا آگینش گلہاے
رنگینش بہبوبِ نسایمِ صبحگاہی شگفته و خندان و ہر موجِ لطافت قرینش تلاطم و تموج
دل از کف ستان بہارستانیست از وفورِ سبزه و گل روکشِ بہارِ جنان و نہریست که
ہر موجش نمونهٔ چینِ جبینِ مہ طلعتان فوّارهٔ خوشنمایش با خطِ شعاعی ہم پہلو یا سرو قدیست
لبِ جو چشمِ بد دور باره دری یکسان زینت و خوبی دوش بدوش ست و در رفعت با اوجِ
آسمان ہم آغوش ہر دیوارش بصفا آئینهٔ حلب زیب و دلکش نظارگیان یکسان زینت و
زیب بسقفِ رنگینش رشکِ نگارخانهٔ چین و سینهٔ زیبندهٔ صحنِ مصفّایش روکشِ بہارِ
خلدِ برین بامش نشستگاهِ عیسیٰ گردون نشین یا در نظرِ تماشائیان عرشِ برین فراشِ
قدرت در صحنِ لطیفش از اطلسِ آسمان فرشے گسترده و جاروب کشِ خورشید از خطوطِ
شعاعی بجاروب کشی سبقت برده حوضِ دلفریبش محبوبیست بر مسندِ دلبری مربع نشین
و خیابانش کہکشانیست بر فلکِ زمردین خوشا میلهٔ لطافت قرین که ہر طرف جلوهٔ
تماشائیان درنظرست یا ہجومِ نجوم بر سطحِ نیلگی آسمان جلوه گر تا حینیکه باغبانِ حقیقی
گلہاے کواکب را گلستانِ ہمیشه بہارِ آسمان شگفانده ہر شاخِ شجرش مصداقِ شجرِ طوبیٰ باد

بحرمة النون والصاد

تعریفِ ظروفِ چینی

درین ایامِ میمنت فرجام چند ظروفِ چینی که لعبتانِ چین را لافِ نکتهٔ چینی فراموش و در جنبِ
ضیاے ہر جامِ طلاکار چراغِ آفتابِ آسمان خاموش در سلکهٔ آن محب بے ہمتا رسیده
خاطرِ پژمرده را گلِ گل شگفانید سبحان الله رکابی زیباست یا نمونهٔ ید بیضا غلطم رکابی
لطافت نشان ست یا خورشیدِ آسمان نمکدان ملیح تر از رخِ میجانِ نازنین و بہ رنگ آمیزی
غیرتِ نگارستانِ چین صفاکش مُصفی زنگِ ملال از آئینهٔ دل و از جلاے آب و تابش
برقِ درخشان منفعل چمچه بخم و چم چاق و بلطافت دلفریبِ آفاق چاناغ لطافت
قرینِ طلاکاری رشکِ تجلیِ طور ست و تشتری بضیاگستری نورِ اعلی نور اچارِ چینی
سزاوار بر خود چینی چشم بهود و در بخوبی معروف ست و ہمه صنعت موصوف رو برو سے
گلہاے زیبایش ذکرِ گلزارِ جنان در دروغ و محاذیِ نقش و نگارهٔ دلفریبش مرقع ارژنگ
بیفروغ یا رب تا پیالهٔ ماه را در دکانِ فلک گرمیِ بازار ست جامِ تمناے ساعی لبریز
بادهٔ شادکامی باد بحرمة النبی و آله الامجاد

تعریفِ تالابِ حسین آبادِ مبارک

زبانِ قلم و دو زبان را از آبِ زلالِ چشمهٔ خورشیدِ درخشان شست و شو باید تا مختصرے
از تعریفِ آبِ حیاتِ تالابِ باصفائیکه بحکمِ قضا شیم بندگانِ گردون پاسبان حضرت
مقرر و مناصِ روزگار بادشاہِ گردون وقار محمد علی شاه خلد الله ملکه و سلطانه و افاض
علی العالمین برّه و احسانه در حسین آباد طرحِ تعمیر پذیرفته بحیزِ تحریر در آید و آن آغوزِ اوراقِ

پردہاے چشمِ نسرین بدنانِ سیمین عذار کاغذے درست کردہ شود تا بلبلِ قلم شطرے بتوصیفِ
گلہاے رنگین و اشجارِ لطافت آگین کہ بالائش بکمالِ نضرت و خضرت باج از روضۂ خلدِ برین
گرفتہ ترانہ سراید سبحان اللہ زہے تالابِ پر صفائیکہ اگر قطرۂ از آبِ رشکِ حیوانش
بکام و دہانِ خضر علیہ السلام چکیدے آب و رنگِ بہارستانِ حیاتِ جاودانش بکسیر خزان
گردیدے و تخمے باغِ نزہت فزائے کہ اگر نسیمش بفردوسِ برین وزیدے سر سبزی و
شادابیہا بخود ندیدے موجہاے مسلسلش زنجیر بست در پاے عشاق و گلہاے ہمیشہ
بہارش نضارت فروشِ چشمِ آفاق لطافتش رضوان را ابوابِ خجالت بر رو کشادہ و نقاشیِ
متنوعہ اش رنگ بر روے شکنِ مانی و بہزاد لولوے شاہوار محاذیِ قطرہاے آبِ جانفزایش
آبے بر روے کار نمی آرد و روضۂ خلدِ برین از شکستِ غنچہاے منقبض انقباضِ گلی دارد
لطافتِ آبِ روان رشکِ کوثر و تسنیم و نکہتِ ضیمرانش عطر بیزِ مشامِ صبا و نسیم بصفاے
آبِ زلالش آئینۂ حلب بحیرت ہمدست و گریبان و برنگینیِ گلہاے رنگینش رضوان
بکمالِ حسرت گریبان چاک تا بدامان نافِ محبوبانِ دلربا نمونۂ حبابِ لطافت نشانش
و پیچ و تابِ طرۂ بنفشہ مویان یادداد از سنبلستانش محاذیِ آبِ گہر بارش نیسان منفعل
و در جنبِ خوشہاے انگورش عقدِ ثریا سراپا خجل تماشاے مکانہاے رفیعش کاخِ فلک
پست و بہ نظارۂ لطافتش سرابستانِ ارم بحیرت ہمدست سقفہاے رنگینش مرقعِ مانی و
بہزاد را بغیرت در سر شکن و پردہاے بہار آگینش از پردۂ چشمِ گلبدنانِ سیمین تن معمارِ
ماہ را خدمتِ آہک سائیش و بتاے خورشید را از رشتۂ شعاعی کارِ طول و عرض پیمائیش
کہگلش از زعفران و مشکِ ختن و خشتہایش نمونۂ عذارِ گلعذارانِ چمن ہر دیوارش
بکمالِ صفا آئینۂ حلب و ستونہاے گلش از ترصیع بہ تشبیہِ معدنِ جواہر و غضب کعبہ

بفیضِ احترامِ زمینش واجب التکریم و تیمّمِ خاکِ پایش مروکشِ کوثر و تسنیم آلہی تا جینِ سیّارہ ماہ و مہر بجبہ سجّادۂ آسمان بشبِ تارِ آشناست و گلِ خورشید در چمنستانِ سپہرِ مردین بشگفتگی پیما آتش رشکِ آبِ حیوان و بہارِ شش روکشِ بہارِ جنان باد برب العباد غفلط

صفت کوٹھی ظفر الدولہ بہادر

تا معمارِ فکرِ رسا از سفیدۂ ماہِ آسمان آبِ نور افزا و از ضیائے مہرِ درخشان مہرِ رنگسازی کہربا بدست نسازد با ستر کاریِ کاخِ رفیعِ فقرہ طرازی نہ پردازد و تا رنگسازِ قلمِ دو زبان لعلی از رنگِ شفقِ گردون و سوادے از سوادِ زلفِ لیلائے لیلِ طیار نکند برنگ آمیزی سقف و صیدانِ ایوانِ وسیع انشا پردازی رنگ بروے مرقعِ مانی نشکند در تزیینِ زبانِ سعید و آوانِ حمید کہ عالم را عالم عالمِ شادمانی ست و جہان را جہان جہان کامرانی حسب الحکم جنابِ ظفر الدولہ بہادر کہ از سخاوتش کم مایگان را دستِ تہی پر از گوہر و تہیدستان را از انعامش دامنِ تمنا مملو از زر اگر شمۂ فیضِ گستریش حاتمِ طائی نشنیدے سخاوت کرم معروف نگردیدے قوّتِ بازوے کہ زور در پنجۂ شیرِ شکن و توانائے کہ ہزبریان را باشارۂ انگشت فگن ہلال بکفش پروارشیں ممتاز و خورشید سپر کا بیش سرفراز سخاوت دریا دل و بعدالت نوشیروانِ عادل مخزنِ فیوضِ سبحانیہ معدنِ علومِ روحانیہ ارسطو فطرت اسکندر شوکت عبادت کیش صواب اندیش قدسے بہاے صدیاسے سخا کانِ ہمت را لعلِ بے بہا از نورِ جبینش ماہ را نورے و از مطلعِ اجلالش خورشید را ظہورے از ضربتِ شمشیرش برق بیتاب و از آب و تابِ خنجرش ہلال در چہ حساب بازارِ عطایش رونقے دارد کہ عالمے خزائنِ قارون را ہیچ شمارد و زمانہ مالا مال فیضِ عامش حاتم

نواله ربائے خوانِ انعامش خاکِ کفِ پایش را خاصیتِ اکسیر و سنگِ آستانش مسجودِ امیر و فقیر
تا سزائے ہمه را که سایهٔ عاطفتش بر سر افتاد بختِ رسا بپایش در افتاد و بے سر و پائے که بر
آستانش سر نهاد دولتِ ابدی بپیش او دست بسته استاد اقبال جا کر کمترش اجلال عاکفِ
شام و سحرش ✿ صاحبِ جود و سخا مصدرِ اقبال و حشم ✿ موجدِ بذل و عطا مظهرِ
افضال و ہمم ✿ ظفر الدوله بهادر که بود از رہِ فیض ✿ اخترِ برجِ حشم گوہرِ دریائے کرم ✿
بمقامِ دلنشین و زمینِ بهشت آئین کوٹھی دلکشا تعمیر گردید بینندگان را از سیرِ عجائبِ
ہفت اقلیم مستغنی گردانید سبحان الله کوٹھی رشکِ جنان ست یا قطبِ دائرهٔ زمین و
زمان کرسیش از کرسی عرشِ معلی بالاتر و صفائے آبِ دیوارش نور افزائے نظرِ
قربانِ دستِ بنّا که طرحِ تعمیرش انداخت و بلاگردانِ عقل و فراستش که بنایش را مرتب
ساخت آئینه ہا و رابینِ نظارهٔ دیوارہائے مصفا صفائے جاوید حاصل و بفیضِ تماشائے
خشتِ مرخش خورشیدِ درخشان به سرخروئی ابد متواصل زہے ارکانِ لطافت بنیان
که استحکام بنائے حسن ازان گلستانیست رشکِ جنان یا بوستانے روکش روضهٔ رضوان
حوضش چشمهٔ کوثر و نهرش از سلسبیل زیباتر حبابش گوئے سبقت از اخترِ تابان برده
و فواره باشجرِ طوبی از یک پستان شیر خورده انظارِ مردمان در کهٹر کهٹریه ہا حیران ست
که در خلوتِ شعاعی جلوهٔ خورشیدِ درخشان بحیرت گلزارِ جنان سقفِ سراپا بهار
رشکِ صفائے شکلم سیمین بدنان ہر دیوار و دبیرِ فلک را توصیفِ درہائے با صفایش محال
و زبانِ ناطقه در بیانِ وصفش لال زہے بازوے درہائے مصفا که در حسن را بازو
و خمے محرابِ پر مینا که محرابِ ابروے نازنینان را آبرو ده زنجیرِ درہاش زنجیرہائے لیلی وشان
را بیتاب و دوزلفِ مجعدهٔ معشوقان سقفہائے رنگین رشکِ مرقعِ چین مانی و بهزاد در نقشہ

نقوشِ زیبا لبیش کشیدن آشکال و تتو صیفِ طیورِ نگارستانِ دل آرائیش ہماے فکر بی پر و بال
تصاویرِ نگار رنگ رنگ بر روشکنِ مرقعِ ارژنگ یارب بر چہ کمتۂ زیبا گونۂ مصفا نمودہ است
یا ورقِ طلائی خورشید حل کردہ شہرِ حلب نمونۂ آئینہ ہاے جلاکار و عکس پیکاں ہاچون
طلوعِ اقمار در شبِ تارِ جہاڑ زمردین روکشِ بہارِ فروردین ہر کنولِ زیبا یش منقش و نگار
دلفریب و ہر آویزہ اش بہ تراش و خراش ہمہ تن زیب کنولہاے نگارین رشکِ عقدِ پروین
ہر گل و بوٹہ اش زینت بخشِ گلستان و شمعش رشکِ ساقِ سیمینِ معشوقان یارب این
برا کٹ بدیوارہا نمایان ست یا خورشید باشتیاقِ معاینۂ شیشہ آلات چسپان تماشاے
جھاڑ ہاے فروزانش چراغِ عقل خاموش و قندیلِ فلک با خجالت ہم آغوش معاینۂ
پردہ ہا پردہ نشینانِ خلدِ برین از پردہ بدر گردیدند و ملائک بپابوسِ باشندگانِ
کوٹھی پیادہ پا دویدند حورانِ جنان را بر فرشِ مصفایش تمناے غلطیدن و خوش بالشانِ
بہشت را در مکانہاے دلکشاییش خواہشِ خوابیدن فانوسِ دلکش ہر کس را نور بخشِ
بجیرِ تہم در وزنگی الماس تراش شمعِ دلبند ست یا پری در شیشہ بند ماہ بہ تقلیدِ تابدانش
تابان و از سبزہ زارش اخضر لباسانِ جنان فائز بسر سبزی جاودان از رشکِ طلاے
لاجوردِ نقش و نگارِ جنان را آتشِ خود نمائی سر در رشکِ بہشت مکانہاے عمارت
و ہر دریچہ اش نزہت بخشِ اعراف باغیچہ کہ عقبش غیرتِ فردوسِ بیدہ تماشائیان ست
بکمالِ طراوت و نضارت از بہارِ رضوان باج ستان ماہ و را بجاے مماثلتِ گلِ چاندنی
داغِ حسرت در جگر و قطراتِ شبنم در جیب و دامانِ نسرین و نسترن رشک افزاے کانِ
گوہر از سنبلش زلفِ مہوشان در پیچ و پیشِ سوسنِ لطافت بارش لعلِ مسی مالیدۂ معشوقان
ہیچ سرو و شمشاد روکشِ قامتِ سرو قدانِ زیبا و خوشہ ہاے انگور رنگ بر رو شکنِ عقدِ ثریا

زمینش را با عرشِ برین همکلامی و نسترن زارِ کواکب را مقابلهٔ نسترن زارش دعویٔ غلامی
ماه از انفعالِ گلِ رعنائیش در خسوف و مهر از شرمِ گلِ خورشید در کسوف اگر نسیم چمنستانش
بسوے گلستانِ ارم وزد هر گلِ گلزار را رنگ و بوے تازه بخشد مشتری از اشرفیِ آفتاب
مشتریِ گلِ اشرفی و سبوداشین همچشمان سرمایه اندوز اشرفی نسیم گلستانش مصروفِ
غنچهٔ دل شگفانیدن و شمیمِ بوستانش بمشامِ گلگشت نصیبان مشغوفِ عطر سائیدن
هر که قطره از چاهِ شیرینیش چشیده ذائقهٔ چاهِ زنخدان را تلخ نامیده شیرِ قالینش را
با شیرِ نیستان قافیه پر دارزی زیاده تر توصیفش پرداختن هوس بازی یارب تا کاخِ گنبد
گردان را استحکام جاودان ست کوٹھی دلفزا و سرکِ با صفا مرغوبِ تماشائیان
و نور افزاے نظرهٔ نظارگیان باد بحرمة النون و الصاد

رسید انبه

آب و رنگِ بهارستانِ بلند نامی نهالِ نورسِ بوستانِ والا مقامی دام شفقته سلّم
نے خامه همین تحریرِ اشتیاقِ تلاقیِ یکدگر مصداقِ شاخِ شجرهٔ طوبیٰ ست و نامه به توجِ اشواقِ
حاصلهٔ مواصلت سراپا مسرت محشو و صد تلاطمِ دریا مختصرے از تمنا ها شرح دادن آب از
سنگ بر آوردن ست ناچار ازان درگذشته تحفهٔ اشمارِ مضامینِ ما فی الضمیر پیشکشِ آن
عمیم الاخلاق می نمائیم که چند تا انبهٔ لطیف و خوشرنگ که تحفه از تحائفِ غریبهٔ هندوستانِ
جنت نشان ست و لطافتش روکشِ بهارِ روضهٔ رضوان بطریقِ ارمغان عنایت شده بود
رسیده مذاقِ جان شیرین نمود زہے انبه هاے سراپا بهار که اگر شاهدِ سبز رنگش خوانم
سزا است و خضرِ میوهٔ خوشگوار که اگر معشوق شیرین زبانش گویم بجا فرمائی و اگر تخمِ محبت

این شیرین دہن در مزرعۂ دل نہ کاشتے شور جنون از سرش بر نخاستے و اگر قطرۂ شیرہ اش بکام و دہانِ چشمۂ حیوان نرسیدے آب حیوانش کہ می نا میدے قند مکرر بفیضِ عذوبتش شیرین تر و نیشکر را بجرم دعوی بے دلیلش از ہر گرہ درد جگر مشاطۂ قدرت شاہد انبہ را چنان بلباسِ سبز آرایشے دادہ کہ زمرد ین قبایانِ روضۂ رضوان را از رشکش البوابِ صدگونہ انفعال بر روکشادہ زعفران اگر از رنگ و بوے دلپذیرش شرمسار نبودے اصلا گوشۂ قناعت در کشمیر اختیار نہ نمودے سرمستانِ رحیق ذوق را شیرہ اش بادۂ انگور و سر خوشانِ خمخانۂ شوق را تماشایش نشۂ سور و سرور خضر اگر از شیرۂ جان بخشش مذاقِ جان شیرین نہ نمودے بحیاتِ جاودان آشنا نبودے شاہدیست سبز و گوشِ یاعشوہ قیامت غارتگرِ صبر و ہوش غنچہ دہن شیرین زبان حلاوت بخش ذائقۂ تلخکامان با حیاے مردگان عیسی گردون نشین و با حلاے کام و دہان طبلۂ انگبین سکندر ذوالقرنین کہ شیرۂ جان پرورش چشیدہ روکش از آب حیوان گردیدہ اگر عنقا بر شاخ نخلِ دلنشینش آشیانہ گزیند خود را معدوم العصر نہ بیند طوطی قلم در شکرستانِ توصیفش شکر ریز و بلبل زبان بنطقِ وصفش نغمہ خیز فلکِ شعبدہ باز این چنین شاہد دلنواز بہزاران دیدۂ کواکب ندیدہ و زمانۂ نیرنگ طراز در چار چمنِ اطرافِ گیتی مثلِ این ہیچ معشوقے نشنیدہ تا ثمر انبہ حلاوت افزاے کام و زبانِ زمان و زمانیان ہست نہالِ آمال آن فردوس گلستانِ اقبال از فیضِ عام رب انام مثمر مراد باد ۵

رسید حقہ

انیس ہمدم و جلیسِ دمساز دام مجدہ — بعد اشتیاقِ مواصلتِ شریف کہ سفینۂ نامۂ تحریریش

بیمنش

سرنگون عجز و نیاز و زبان بیان بخاموشی دمساز موج دریاے تحریر زنجیر پاے مدعاست گو
قلیان فرشی مرصع کار مع تنباکوے خوشبودار که باین دوستدار لطف شده بود رسیده
ہنگامہ موافقت گرم ساخت زہے قلیان بلورین که آئینہ حلب از عکسش حیران
و مرقع ارژنگ و مانی از نقش و نگارش منفعل و پشیمان صورت پر معنیش جام جہان نماے
جمشید و آب و تابش عینک چشمہ خورشید چرخ برین در چرخ باستماع آواز سراپا نازش
و در قلقل فلک سزاوار زیر اندازش اگر شاہد ہمدمش خوانم سزاست و معشوق ہمزبان و
ہم سخن گویم بجا معزم نظارہ جلوہ لب لعل مہنالش لعل نعل در آتش و دہر پارہ تماشاے
گردہ آن از خامہ شعاعی مصروف تحریر صفاتش سنبل مو بمو اسیر پیچ تابدارش
و لالہ را داغ حسرت از رنگ لالہ زارش حبذا تنباکوے لطیف که از رنگ و بویش
مشک ختن شرمسار و گل را از رشک شمیمش گریبان تارتار از دود ملاسش زلف
خوبان جہان در پیچ و تاب و موج دریا بہ گناہ ہمسریش پابند آب جلمیش از نور خود اثر
و گل سوختہ تنباکو مانند لالہ باغ و تماشاے عنبرش چرخ عنبری از کواکب تابان
داغ و داغ اگر نیشکر محاذی سنے دیفر ہیبش زبان دعوی نکشودے گرہ در گرہ نبودے
ارباب انجمن تنباکوے سوختہ اش را گل می نامند و اصحاب گلشن صداے قلقلش را
نغمہ بلبل قرص آفتاب تا بمقابلہ تابہ اش لب دعوی کشادہ در آتش بلا افتادہ از تاب
مہرش تاب در آفتاب عالمتاب و از آتش قہرش برق در اضطراب نسیم دودش اگر
بگلستان نرسیدے غنچہ گل منقبض نگردیدے سیہ فامی تنباکوے مشکینش بتشبیہ شب دیجور
رنجور و فروغ انگشت نماے تجلی طور آلہی تا چینیکہ چرخ عنبری در گردش است

قلیان راحت و کامرانی زیب فرش ترقی جاودانی باد بالنون والصاد

صفتِ شب برات

درین زمانِ نشاط و آوانِ انبساط کہ خامۂ دو زبان ہمین بتوصیفِ شب براتِ عشرت آیات
سیہ مستِ نازست و ہر سطرِ دلفریبِ نامہ چون کاکلِ مہوشان دراز تا ہم عنا شب براتِ عالم
افروزست کہ جہانے ہمدوشِ نشاطِ نوروز لیلۃ القدر پیشش سیہ رو و پریشان از رشکش
زلفِ مہوشانِ بنفشہ مو سوادش از مردمِ دیدہ نورست و بروشنائی امیدگاہ و تجلی طور
طفلِ نگاہ بفرطِ نشاط مشغولِ بازیِ آتش و مردمِ دیدہ بتماشاے گلریزیِ انار از سیر
گلہاے چمن روکش چرخی بجلوہ نمائی آفتابِ آسمان ست و ہنگام شرارہ فروشیش
خطوطِ شعاعی بلا گردانِ محاذیِ مہتاب ماہِ عالمتاب را داغ بر دل و قرصِ آفتاب بمقابلہ
آتشیِ ہر پیالہ خجل ہر تماشہ حبابیست لطافت فروش و ہمچنین فوارہ ایست در چشمۂ نور بجوش
انارِ نور بار نمونۂ تجلی طور و چرخی رنگدار نورِ اعلی نور بر قصِ طاؤس تو آلی فلک آرزومندِ
پابوس حبادرِ بنفشہ روکشِ حبابِ دریاہ است و دودش تو گوئی ابرِ سیاہ غبارہ کہ باوجِ
ہوا رسیدہ پیرِ فلک مہرِ درخشانش نا امیدہ پیارۂ آفتابی از تقاوی رنگار رنگ جلوہ گاہ
مرقعِ ارژنگ گنبدِ گردان نمونۂ برجِ درخشان باغبانِ سپہر اگر تماشاے گلریزی
بجوہی ندیدے از گلزارِ کواکب بوے بمشامِ جان نشنیدے مخلص کہ شبستانم را
بشمعِ قدومِ میمنت لزوم رشکِ صد ضیاے مہتابی فرمایند فقط

صفتِ رسیدِ پارچہا

ملتبس بالبسۂ مواخات و دوستی سلامت بلبلِ زبانِ قلم شرحِ اشتیاقِ ملاقاتِ سامی

در صحنِ چمنِ کاغذِ لطافت قرین بیان نمیتواند کرد تا چار شاہدِ صفحہ قرطاس را بلباسِ مدعا
رشکِ معشوقانِ گلبدن میسازم کہ درین زمانِ طراوت زا و موسمِ بہار افزا کہ درختان را
قباے سرسبزی در بر و شاخسار را از شگوفہ کلاہ و سرفرازی بر سر بود یک بقچہ پارچہاے
گوناگون و تھانہاے بوقلمون کہ اگر قلم بتوصیفش زبان برکشاید چہ مجال و دبیرِ فلک حرفے
از ستایشش بر صفائح ماہ و مہر نگارد سخت محال برآے این وابستۂ دامنِ دولت و پابندِ
محبت عنایت کہ لطف فرمودہ اند رسید و نیاز مند از معاینہ اش بہ پیرہن نگنجید نام خدا
بقچہ زیباست یا رشکِ عقدِ ثریا قبۂ نورست یا شعلۂ طور رنگین معجران گلشن از رشکِ
مخملش سبے خوردہ کمخواب اند و لالی آبدار محاذی صفاتِ آبِ روان سبے آب بحسرتِ
گلبدن لالہ رخانِ گلگون پیرہن را بسینہ داغ و بتوصیفِ رنگِ سرخش مداحان را
شربتِ سرخروئی در ایاغ تن زیبِ نازنینانِ ماہ لقا را زیب برِ لبِ ماہ و تابان را از رشکش
داغِ خجالت بر جگر چرخِ اطلسی گلہاے کواکب بر نقش و نگارِ دلفریبش می بارد و دبیرِ فلک
مسودہاے خریدنش اشرفیِ آفتاب مہ دست دارد نور بافِ آفتاب اگر از تارہاے
خطوطِ شعاعی زربفتِ زرفشانش نبافتے و خیلِ نور بافانِ روشن طالع چون
ذرہ ہم نتافتے تھانہاے رنگین رشکِ بہار و رنگِ لطافت بارش رنگِ چمن زار
گلہاے زرین کمخوابِ گلِ خورشید قربان و لعلِ بدخشان بخجالتِ حمرتش در پردۂ
سنگ پنہان تقلیدِ زربفتِ زرکار خورشیدِ درخشان را قباے زربفتی در بر
و تضیعِ نظارگی تو بہاے نضارت فریبش ماہِ منیر منظورِ اہلِ نظر آب و تابش
آبروبخشِ عارضِ گلرخان و تارہاے زیبائشش را تمثیلِ توبیخ با خطوطِ شعاعی
خورشیدِ درخشان الٰہی تا حینیکہ بہ بنیان و نسیج زیب بر دوشِ گلبدنان ست

سراپای شوکت ملبوس ملازمان بادهٔ

رسید کیله

سبحان الله چه درخت کیلهٔ لطافت بار که ثمرش مانند ابروی کج نمای مه‌وشان گلعذار است
یا هلال عید بر طبق فلک قرص کار نمودار محجوبیت برای فرهاد منشان تیشه‌بند اند
و بنجم وچه معشوقانه دل از کف رباست درختیست چون قامت مه‌وشان چه تعبد نمایان
دل از کف ستان چه سبزپوشیست سیمین ساق چه دلفریبیست شهرهٔ آفاق برنگ
سبزپوشان باغ بهشت بر تخت چمن در جلوه گری و رونق افروزی توانه سیرت صفتش
لباس سبزرنگش حوران فردوس برین از بی‌سازو برگی خود ها در بانگاهی دلسوزی
برگ سبزش همیشه بهار و رشک افزای صد هزار گلزار اگر یا مینا ... اخضر سپهر مینا است
و هم محض بجا که طبع رسا و فهم ذکا بر تصدیق این معنی شهادت میدهد آن پیراهن کبودی
در عذار زیب تن دارد و برگ این از نزاکت لطافت می بارد ثمره اش سنگانیست که
از اشمار صد تیغ عذار با خود دارد و شیرین مقالیست که از کثرت شیرینی حلاوت بحلاوت
می بارد و تشبیهش با شکر باعث شکرخند و عدو تیبش غیرت ده گوزهٔ قند با محبان فلک را
در شجر آرند و یکی قاشش هلال از متعنما قست و شجرش را در یک خوشه تماشای صد
هلال از عجایبات هر ثمرش بچشم ذائقه چشان حلاوت سخندانی مصراع هلالی در مزه اش
بطبع شربت نوشان لطافت معنی به از کیفیت ابیات زلالی میوه فروش که هنگام
دکان آرائی ثمرهایش را بر برگ سبزش چیده هم تا بر لوح زمردین آسمان صد هزار هلال تابیده
از هجوم خلائق بخریداریش گرم بازار و مشتریانش عوض نقد جان خریدار طعمش از نیقدر

شیرینیٔ حلاوت آگین ست کہ ہر کہ این میوہ را بدہان فرو برد معاً حرفِ دیگر میوہاے جہان
از لوحِ دل بستہ دمیوہ ایست کہ اصلش از کافور دمانیدہ اند تا آتش مزاجان وخشک دماغان
از ذائقۂ ثمرش ثمرۂ نیک یابند واز طفیلِ رطوبتش چہ عجب کہ زاہدان میل بکدوے سبز مینا
نمودہ بوجد شتابند الحال زبانِ سنے خامہ از فیضِ بیانِ شکر بیزش بحلاوت مانندِ نیشکر
گرہ در گرہ می بندد لہٰذا طوطیٔ تشریح از نباتِ توصیفش لب بستہ باین سخن مترنم ست
کہ نہالِ عمارۂ افتخیشان این بارہ تماشائیان این اشجار سبز و ہمیشہ بہار باد

صفتِ انگور

ثنا ہاہمہ ایزدِ پاک را		ثریا دو طارمِ تاک را	

سبحان اللہ میوۂ انگور را ز بس لطیف و خوشنما کہ ہر کہ بدہان فرو برد بے واسطۂ دندان کام و
زبان را حلاوت و سیرابی دہد و مدہا را فرحت و تازگی بخشیم حقیقت بین این شیرین و خسرو
ثمرہاے اقالیمِ گلستانہاست کہ از برگِ بر سرش چترِ زیباست و در سلسلۂ صاحبدلانِ
روشن ضمیر گفتن رواست کہ از غایتِ صفائی درون و بیرونش محلی و مصفاست +
شاہدیست کہ بحسنِ یوسفِ مصری حسنِ حلاوت یافتہ عاشقانِ زلیخائی مقبولِ ہر طبائع
و بدیدۂ عشاقانِ صاف مشرب از نگارستانِ صنعِ الٰہی صنائع بدائع مقصورِ صورِ کائنات
از کارخانۂ بوقلمون و بدیعاتِ گوناگونِ خود کسوتِ سبز رنگ در برش پوشانیدہ و از چشمۂ
شیرینِ عنایتِ خاص شربتِ فیضِ عام او را نوشانیدہ براے فرہادطبعانِ مستمند
شیرین جو شیرینِ مجسم گردانیدہ باغبانِ تقدیر در ہر گلشن مشرب و ملت او را آرائشِ
دلبری و دلربائی دیگر عطا فرمودہ کہ مانندِ حسنِ ملیحانِ نوخیز از پیرایشِ رنگ برنگے رونقِ

نمایش داده معنی زبانی بکام هوسناکان زاهدان نیز چاشنی یابس مزاج آنقدر حلاوت رسانیده
که از انگبین حدیث ابدی باشیر داد و نضارت سرمدی می نماید و مستان مسرور الطبع را چاشنی
حلاوتش کیفیتی تازه و مسرتی بی اندازه می رساند حباب نقش عروسان فرنگ با شکل غنچه
بهار بر هفت گردیده در حجلهٔ مینای بلورین جلوه گر و دمی برنگ شوخ چشمان
قلقل زده از حباب بعزلت شیشه گستاخانه رونق افروز محفل پیمانه و ساغر گشته
تازه و دائم پیاله با عقیق لبان به بوسه و پیغام و وقتی از جوش و خروش
و تعب تمام در هر محفل رونق بازار حسن از وجودش مهیا و هر انجمن از جلوهٔ نورانیش
ملطف بیرا تا که دختر رز از صدای قلقل قهقهه نکند غنچه دهان
فیروز بختان که او را عزیز دانسته تحریم و تکریم بدل جا میدهند از آیین سر
حسن خود می بینند نه صاحب نمک عرصهٔ حلاوت و لطافت ست ساحبی گفتن
باو می رسید و با این ملیح صبیح والی ملک زنگبارست که او را حبشی گفتن مناسب می نماید
میلای شام کرده رنگ ملیحش با دیده خط غلامی بر جبین با کشیده و سیر بوستان فردوس
از حسرت مشاهدهٔ سبز قبایش پیرهن بر خود دریده ساکنان فلک برین نقد عقیده بر وی نثار ست
گرفته با بادت خریداریش از روزن دیده انجم دو کوکب چشمک زن و قدسیان ملاء اعلی
بتماشای حسن جبینی اش و تهلیل خوانی احسن الله کما احسن شیره اش قوت روح و روان است
و چاشنی اش قوت جسم و جان آب دریا که از رشک سیرابی ثمر سرو سیراز نازک ظرفی
بیتاب بوده بمقابلهٔ آن حباب بر آورده آنچنان سیاست قدرت صانع حقیقی از در انطمه خود
گنجه حیرانی ساخت که از جوشش پای زنجیر در آورده این میوه با وصف هیچ رفعت و عزت و تمکنت
چون خوشه اش از فروتنی سمت خاک فرو هشته خود را کمتر انگاشت با این رنگ و روش

مقبول دلهاے خاص و عام گردیده بر دیدهٔ دل تمکن یافت قلب الرئیس باوجود ریاست عظیمه
این دانهٔ انگور را هم صورت و هم شبیه خود دیده برابطت و موانست قلبی پرداخت و برآسائے انتظام
و در صلاح هفت اورنگ طبع سبعی و نه طبق امزجه روح سیّال را بمعاونت شیرهٔ جان پرورش
در قصبات اطراف و هر رگ و پے ابدان تعیین ساخت طارم افلاک که خوشهٔ تاک ثریا را
از غرور باوج افراشته باغبانان قضا و قدر تیغ سغری هلال بر گردنش آویخته خونش از شفق
انباشته نیجهٔ مرجان یاقوت لبان رعنا نگار از گردنش خوشهٔ سبز رنگش همانا که از زمرد و لعل
زرافی مرصع کار حاشیی یافتگانش که مجنون وار بجواهش این لیلاے شیرین دهن شربت
[illegible] چشیده رند آشنیان سوداے لذتش در دماغ رسیده که از تمام دیگر میوهٔ شیرین
تلخی ... سرکه جبینی درست رو کشیده سیب ولایتی را باوجود مردمزاجی که از حسرت لحیمناکی
زنگیه آتشی بر رو آورده براے قدود بر آوردن از نهادش در خمیرهٔ تماکو انداخته آسیب
رسانیده و انار را که رشکش خون بجگر خورده بیاست تشکیکش چاک کرده سنگ دانهاے
خون بستهٔ لخت جگریش صدا آورده و بهی را که با دعاے حلاوتش دعوی همرنگی می نمود از شحنهٔ
تادیبش روز خود بهی ندیده و نارنج که خود را کم بها دیده متاع شیرین خود را اندرون انداخته
بحضورش تلخ روئی ناکامی بر پوست آورده از فیض خلق شیرینش نامزد بنارنج شده
و انناس که از ملعقهٔ ادعاتش بر آمده پوستش را بسزاے لفظ انا که محض کبرست بجارخهٔ خشونت
مبتلا ساخته الحاصل زبان خامهٔ شیرین بیان از فیض شیرینی ثنائش آنقدر شکرین گشته که لبش
از کثرت عذوبت لب بلب بسته و دهان دوات از مین توصیفش بشربت قند آمیز حلاوت
سراسر لبریز شرح کیفیت لذتش قلیل از کثیر است و شاهد حال انتقال صغیر و کبیر
این معنی ندارد راه تکلف بست بلکه یکے از هزار شمار لهذا طبع بر ذائقه چشیدن این میوهٔ لطافت انگیز

منصفی را انحصار داشته باختصار پذیرفت اللهم لا احصی ثنا علیک

رسید خربوزه

حلاوت پیرای ذائقۂ لطف و احسان سلامت نامۂ رنگین مع خربزہ ہاے اقسام جمالی و سردہ رسیدہ کام و زبانِ مخلصان را عذب البیانِ حلاوت و شاد بہا ساخت سبحان اللہ زہے میوۂ شیرین شکر بیز که از تقریرِ حلاوتش منقارِ طوطیِ ناطقہ مصر مصر تنگ شکر ین می افشاند و از تجسم بر لذتش سنے خامہ شیرۂ جانِ تازہ و در دہانِ تلخکامان می چکاند خربزۂ جمالی بر صاحب جمالان گوی بلاغت ربودہ و سردہ اش علیلانِ یابس مزاج را حرارت و رطوبت افزودہ کارد بہنگامِ تراشیدنش شاخِ نبات گردیدہ و چشیدنش لذتِ عذوبتِ کلامِ حافظِ شیراز را حدے نہ پسندیدہ قمر از رشکِ قاشِ شیرینش بکاہش پرداختہ و خود را بہلال موسوم ساختہ لیکن با وصفِ کاہیدن لذتِ حلاوت کہ دران ست برخود نیافتہ شیرینیِ جان بخشش با حیاے مردگان از معجزۂ مسیحا سبقت بردہ و خضر محاذی شیرۂ شکر بارش آبِ حیات را ہیچ شمردہ ازانجا کہ نوری خامہ از شکر بیزی بیانِ حلاوت و کیفیتِ ذائقہ پرلطافت خربزۂ شکرین منقار ست و صفحۂ قرطاس از مزۂ تحریرِ چشش شکر بار لہٰذا اولیٰ و انسب نمود کہ عندلیبِ قلم را بترانہ سنجیِ دعا مترنم سازد تا کام و زبانِ جانیان از خوا کہات و نعماے بدیعات مستلذ ست نخلِ مرادِ سامی ہموارہ بارور مقاصدِ دینی و دنیوی باد والسلام مع الاکرام

تمام شد

تقریظ جادو تحریر

نوکریز کلک سحر نگار سخنور شیرین مقال زبان آور نازک خیال صاحب فہم سلیم حق پژوہ منشی محمد عباس صاحب متخلص بہ بشر شاگرد جناب یار السلاطین آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ متخلص بہ قلق لغفرہ اللہ لغفرانہ

للہ الحمد دور مسرت وانبساط آیا شاہد مدعا نے بیان سے جلوۂ نور دکھایا مصور نازک خیال نے تصویر بیمثال بنائی غنچۂ آرزو وا ہوا شاخ نہال فکر ثمر مراد لائی دقیقہ سنج طبع وہبی نواسنج ہوئی تائید غیبی شریک حال روح قدس کی امداد ہوئی اہتزاز نسیم فکر سے گل تازہ کھلایا خوش اسلوبی طرز بندش سے ایک نیا گلدستہ بنایا مجمع خلق و وداد جناب منشی شیو پرشاد وہبی متخلص نے مرقع ارژنگ تصنیف فرمایا کتاب لاجواب نے مانی کا نام ونشان مرقع دہر سے مٹایا شیرین کلامی اور نمکینی اجتماع ضدین کا مزا دکھاتی ہے ہر بیت سے کمال نازک خیالی کی صورت زیبا نظر آتی ہے زور طبیعت دکھایا ہے کہ عیان راچہ حاجت بیان فقرۂ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید کا پیش نظر ہمان محنت ومشقت کا صلا بفضلہ تعالی کیا جلد ملا اہل فن کے قدردان ہنرمندون کے مہربان شاعرون کے عزت شناس فلک حشم گردون اساس غریبون کے پشت وپناہ غرضمندون کے نیک خواہ بیدار مغز عالی دماغ شاہراہ صدق وصفا کے چراغ خوش فکر بذلہ سنج ہنرپرور خلق مجسم والاحشم عدل گستر رضا ے خدا کے طالب منشی نولکشور صاحب نے طبع دیوان ممدوح الصدر کی اجازت دی بتعجیل چھپوانا منظور تھا اسی سے قلیل مہلت دی حکم کی تعمیل

شاہد کلام وہبی عالیمقام کو زیور طبع پہنایا گیا بلند پروازی فکر مصنف کا شہرہ
شہر شہر اوڑایا گیا جنکی بدولت یہ بات ہوئی اونکی مدح مین زبان قاصر ہے ایک زمانہ
محامد ذات ستودہ صفات سے ماہر ہے خدا آگاہ اگر ایسے عالی ہمت بلند حوصلہ
انجام بین دو چار بزرگ لکھنؤ مین اور تشریف رکھتے ہوتے تو اس خطے کی
یہ بربادی نہوتی ہر شریف بر سر کار رہتے علم کا چرچا کمال کی توقیر کسب کی قدردانی
ہوتی اسطرح روزگار سے نامرادی نہوتی لیجیے آجکل کاغذ کی کل کا منگوانا کارخانہ
جدید بنوانا غریبونکی پرورش کا بہانہ ہے یہ خداداد بات ہے اونکی کچھ منفعت نہین
ایک صورت ناموری ہے دوسرے امیر و غریب کو نفع پہونچانا ہے خوشا نصیب
وہبی ذیجاہ کا کہ ایسے عالی منش کے سایۂ دولت مین بسر کرتے ہین صبح عیش کو
شام اور شام عشرت کو سحر کرتے ہین ایسے قدردان تک پہونچکر کیونکر جوہر ذہنی
نہ دکھاتے فکر عالی کو نہ آزماتے مرحبا جزاک اللہ فکر بلند آگاہ حبیب ذیجاہ یہ
کیا نازک خیالی طبیعت عالی سے کی ہے روزمرہ محاورہ ادابندی کی داد دی ہے
یہ چوچلا گرم گرم بول چال نرم نرم حضرت استاد کی زبان کا گویا جلوہ دکھایا ہے کیا ہی
دیوان موزون فرمایا ہے چھیڑ چھاڑ مثال طرز عاشقانہ لائق دید ہے معانی بندی
الفاظ محاورے سے رفو کنایہ نہ دید ہے نہ شنید ہے گنجلک تعقید سقم عیب اغلاق
و ثقالت سے مبرا ہے ایطا توارد تتبع تسرق سے معرا ہے کوئی لفظ بیجا نہین
کوئی حرف بیکار نہین پھولون کے ڈھیر ہین اس چمن مین نام کو کہین خار نہین
ہر شعر رشک سلک در شاہوار ہے شوخی گرما گرمی شرارت فصاحت پر دارومدار ہے
ردیف و قافیہ کا وہ ڈھنگ ہے کہ حاسدونکا قافیہ تنگ ہے وہ زمین سخت

جسمین کمیت قلم نے جو کچھ لکھا ہے اوسکو سہل کرنیکا نرم زبانی سے نیا رنگ نظر آتا ہے تناسب الفاظ سے عاشق و معشوق کے ملنے کا لطف پایا جاتا ہے مصرعون کا اتصالات بندش کا رنگ عجب مزہ دکھلاتا ہے درمیان زمان انطباع دیوان فیض عنوان حضرت موصوف نے تاریخ طبع کہنے کی تاکید فرمائی بھولی بات یاد دلائی بعد وفات حضرت استاد یہ چرچا بالکل فراموش تھا نہ وہ لطف باقی نہ افکار سے حواس بجا نہ لینے کا ہوش تھا دوسرے میرے نزدیک تاریخگوئی کوہ کندن وکاہ برآوردن ہے بہت ڈرتا ہوں اسی وجہ سے چھپنے کی تاریخونکو بضرورت بھی یاد نہیں کرتا ہوں مگر اونکا ارشاد مانع تاخیر تھا بناچاری اوجڑی زمین کی سیر کی لیکن کچھ ملگیا خالی نہ پھر سے بڑی خدا نے خیر کی فقط

قطعہ تاریخ

چو طبع گشت بحسن این مرقع ارژنگ — نثار کرد بنقش حواس خود بہزاد
نمود غور چہ بر تازگیش مانی گفت — کہ آہ آہ ہمہ رفت محنتم برباد
بہ رنج و صدمہ و غم حاسدان گرفتار اند — چہ دو سر شکست بتیم ست ہر محب دلشاد
بہ چرخ زہرہ و ہم مشتری سرائیدہ — بصوت دلکش و خوش نغمہ مبارکباد
مشعوف ست بناز کہنائے وہبی — بہ بزم خلد برین روح حضرت استاد
درین زمانہ عشرت چو ہوش فکر نمود — برای مصرع تاریخ طبع نو ایجاد
ندای بلبل قدس آمدہ ز باغ ارم — بگو حدیقہ عشقیت و از بہار آباد

۱۲۹۷ھ

ایضاً

چھپ چکا جب مرقع ارژنگ — فکر تاریخ کی ہوئی مجھکو

ناگہاں مجھسے میرے دلنے کہا	ہوش کیوں کیا دیکھیا میں ہو
سن فصلی کا مصرع شاداب	تمکو منظور ہے تو مجھسے سنو
بی تکلف اٹھا کے ہاتھ میں لکہ	جلد گلدستۂ سخنوران لکھو ۱۲۱۶

خاتمۃ الطبع

من نتائج طبع عالی کاشف نحوا فن سخن سید احمد حسن صاحب

شکر خدا کی درگاہ میں جو بیچون و بے چگون اور بی شبہ و بے نمون ہے کہ سفینۂ رنگین مقالی و فانوس نازکخیالی یعنی **کلیات وہبی** مسمی بہ **مرقع اثر رنگ** جسکے اصداف الفاظ نظم و نثر سے دعوی روشن بیانی معانی عیان ہے اور جواہر معانی کی جلوہ گری نورافشان ہے نظم ایسی آبدار کہ بیہر سلک مروارید کی شار ہے اور نثر رنگین اس مرتبہ کی کہ بے شائبہ تکلف ایک شگفتہ گلزار ہے نمونۂ تجلی طبع وقاد کلیم طور سخندانی خسرو ملک شیرین بیانی ناظم بیمثال ناثر بالکمال نخلبند حدیقۂ فصاحت بلبل شاخسار بلاغت طوطی شکرستان طلاقت بنیاد **منشی شیو پرشاد صاحب** وہبی تخلص منیجر اودھ اخبار تلمیذ رشید جان بخش قالب سخن تازگی افزای معانی نو و کہن سرآمد شاعران زمان الملقب بہ یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ متخلص بہ **قلق** سے فی الجملہ مصنف ممدوح نے ترتیب اس کلیات نادر کی اس نہج پر کی ہے کہ آغاز کلیات میں مناجات باری اس شان و رتبہ کی لکھی ہے کہ جسکی بندش الفاظ و محاورات اور خوبی مضامین تضرع آمیز کے سننے سے بی اختیار دل گداز ہو جاتا ہے در حقیقت عند الدعا یہ مناجات مواظبت کے لائق ہے

بہ ترتیب حروف ابجدیہ مناقب امام اول اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بھی
ایسی خوبی سے موزون فرمایا جسکا ہر صفحہ آئینہ ہے کہ جسمین صورت حسن معانی نادرہ کی
نظر آتی ہے ازان پس نوادر قصائد جو مغز سخن کی جان ہین - پھر غزلیات ردیف وار
کہ جنکا ہر شعر حلاوت مضامین مین قند آبدار ہے بعد مخمسات رنگین ایسے جو دست حنا پرور
شاہدان طنازت مصافحہ طلب ہین اور مسدسات سبحان اللہ کہ گویا مرغ دل
کے لیے جنگل شہباز ہین تواریخ نادر نادر ہر قسم واقعات کی اور متفرقات نظم
اور قطعات مانند سیہ نسبت صاحبان والا شان پھر رباعیات نادرہ روزگار کہ گویا
نازنین چار سالہ کے مربع نشین مسند دلنشینی ہین متن بعد نثر رنگین کا ہر ملازمہ مین
ایک باغ کھلایا ہے نئے نئے پھولون کے مضامین سے جوبن بہار جاوید کا دکھایا ہے
زینہا دیات عدیم المثال کہ ایک ذخیرہ جواہرات بے بہا ہے ایک مدت دراز سے
بحالت دفتر پریشان زاویہ خمول مین کالعدم تھا باوصفیکہ حضرت مصنف کو
ایک اعزاز کامل خصوصیت قدیمانہ کے ساتھہ ابتداے بناے اس مطبع عالی
دودمان اخیار سے حاصل تھا لیکن بباعث تواضع اور فروتنی اور اظہار ہیچ میرزی
کہ صفات سرشتی حضرت مصنف کی ہین کبھی اس صفت کمالیہ کا اظہار علی رؤس الاشہاد
مین فرمایا ناگاہ ایک بار پیشگاہ والاجاہ قدردان علم و ہنر رفقا پرور منہل جود و سخا
توجہ بسر سبزی کشت عطا مہر سپہر عظمت و اجلال گوہر بحر رفعت و اقبال صاحب
ہمت بلند ذیجاہ انصاف پسند متصف بصفات دانش و فرہنگ جناب
منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف سے اس کلیات کے
طبع کے بارے مین حضرت مصنف سے اصرار تاکیدی ہوا محض اس غرض سے کہ مدت مدید العمر

مصنف کی گوشۂ گمنامی میں ہے اور چھپ کر اشاعت پذیر ہو۔ بارے بپرورش خداوندی سے یہ کلیات شنگرف بتصحیح مصنف موصوف کہ جسکے طبع کا ایک مدت سے شائقین کو کمال اشتیاق تھا اب افضال ایزدی سے بماہ اگست سنہ ۱۸۷۹ع مطابق ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۶ ہجری چھپکر طیار ہوا۔ اور جن سخنوران نامدار نے بشوق دلی اس کلیات کے طبع کی تاریخیں موزون فرمائیں وہ حسب ذیل ہیں فقط

قطعۂ تاریخ از کرشمۂ فکر آسمان پیوند منشی آغا علی صاحب متخلص بہ شمس یادگار ملک الشعرا جناب قاضی محمد صادق خان اختر مرحوم

مطبعِ مشہور و نامی اودھ اخبار میں	وہبی خوش خلق و خوشگو کا نیا دیوان چھپا
مصرعِ برجستۂ تاریخ کلک شمس نے	لکھا مضمون نکملی کا نگارستان چھپا ۱۸۷۹

قطعۂ تاریخ شاعر نازک خیال سخنگوی بیمثال حکیم میر ضامن علی صاحب متخلص جلال

کلیات جناب وہبی شد طبع	تا حشر از ین بقای نامِ وہبیست
سال طبعش چنین رقم کرد جلال	بی مثل و چہ مطبوع کلامِ وہبیست ۱۲۹۶

قطعات تاریخ از زبان آور شیرین مقال منشی شنکر دیال متخلص فرحت

دیوان چھپا ہے حضرت وہبی کا	جس سے تازہ ہوا ریاضِ معنی
فرحت یہ کھلا ہی غنچۂ مصرع سال	پھولا پھلا واہ وا ریاضِ معنی ۱۲۹۶

ایضاً

خوب دیوان یہ وہبی کا چھپا	مرحلے فکر رسا کے ہوسے طے
بادلِ شاد یہ فرحت نے کہا	کہ گلستان سخن اچھا ہے ۱۲۹۶

ایضاً

چھپا ہے حضرت وہبی کا دیوان	کہ جسکا ہر ورق رشکِ چمن ہے
کہو بر جستہ فرحت سال تاریخ	کہ یہ پاکیزہ بستانِ سخن ہے ۱۲۹۰ھ

قطعہ تاریخ صاحب ذہن رسا سخنور بلند پایہ منشی گوبند پرشاد صاحب فضا عموی مصنف

چو مطبوع دیوان وہبی فضا	بود بیت بیتش ہمہ بی بدل
چو منشی سلمہ اللہ والا ہمم طبع کرد	تو سالش بگو باہرہ ہر غزل ۱۲۹۷

قطعات تاریخ از یادگار شاعران سلف منشی اشرف علی صاحب تخلص اشرف شاگرد سخنگوی نامی مرزا اصغر علیخان دہلوی تخلص نسیم

اکنون چہ کلام طبع گردید	در شوخی و حسن شاہد بکر
اشرف پی سال انطباعش	فرمود خرد کلام خوش فکر ۱۲۹۷ھ

ایضاً

اشرف کلام حضرت وہبی کا لو چھپا	مشتاق دید جسکے تھے وہ جلوہ گر ہوا
کس فکر میں ہو دھیان کہاں ہے کدھر خیال	تاریخ لکھیے دفتر اشعار چھپ گیا ۱۲۹۰ھ

قطعہ تاریخ از سخندان خجستہ فکر رای لورینچند صاحب تخلص عاجز

خلف رای جھبن لال صاحب خیرآبادی

وہبی نکتہ سنج کا دیوانِ بے نظیر	شہرت ہوئی یہ دہر میں ہر سو کہ چھپ گیا
عاجز نے بہر سال لکھا مصرع لطیف	دیوان چھپا ہے وہبی عالی دماغ کا ۱۲۹۷
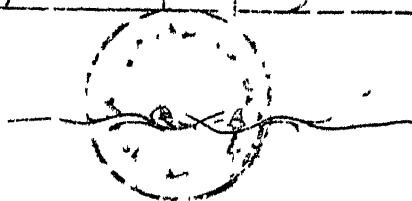
کلیات مومن خان - جدید الطبع -

بہارستان سخن - اسمین تمام استادونکا کلام ہی بطرح وہمقافیہ غزلین - ۱- شیخ امام بخش ناسخ - ۲- خواجہ حیدر علی آتش ۳- مہدی حسین خان اباد - بڑے معرکہ کا مجموعہ ہی - ہرایک استاد نے زور طبع دکھایا ہی بہانتک ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہی -

دیوان گویا - از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر متخلص وزیر استاد ناسخ

دیوان رند مسمی بہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -

دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی -

دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ منور خان غافل -

دیوان ذوق - از نتیجۂ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق -

دیوان بہار عرب - در محامد خاتم الرسالت مولفۂ حاجی محمد نذیر مصطفی ابادی -

دیوان لطف - پاکیزہ دیوان نعتیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ محمد لطف علیخان بریلوی

ایضاً - نعت سرور غزلیات تمام دیوانکی محامد خاتم المرسلین مین از بہار نامہ سے مطبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری -

دیوان منجار سالک - عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ سالک -

دیوان نیاز - از روشنی صافی طبع نازک سنج شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز -

دیوان شہیدی - مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص -

دیوان امیر - مسمی بمراۃ الغیب از میر احمد امیر تخلص -

دیوان غالب دہلوی - کئی مرتبہ دیوان مختلف مقامات مین چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداران اسیطرح ہی کیونکہ بڑے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہی جسکا مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہی یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہوکر طبع ہوا -

دیوان نشاط الاحباب - مصنفہ بابو ہرگوبند سہا سے -

دیوان جرار - مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار -

دیوان اسیر - خود طبعزاد سید امیر الدین اسیر -

دیوان خواجہ میر درد - شاعر صاحب باطن

دیوان قلق – مسمی بہ مظہر عشق کلام استاد
محاسن آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق –
دیوان واسطی – نادر کلام مولوی سید
فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ –
دیوان عاشق – کلام لطیف از پنڈت
کنھیا لال تخلص عاشق –
دیوان بحر اسرار حقیقت – در نعت
سید مجتبی مصنفہ قاضی علی احمد تخلص صلی علی –
دیوان ہشیار – مصنفہ کیول رام –
دیوان صبا – مسمی بہ غنچۂ آرزو
از میر وزیر علی صبا –
دیوان ضامن – از سید ضامن علی شاہ –
دیوان نواب علاء الدولہ – سید
محی الدین خان بہادر تخلص فقیر عرف
نواب بودھن صاحب –
دیوان مخزن شوق – غزلیات بمطرح
حضرت ذوق دہلوی مصنفہ منشی ہرچند رائے
سرو ہنی تخلص ہرچند ایک کالم مین کلام ذوق
دوسرے کالم مین کلام ہرچند –
ایضاً – شائستہ پاسخ بمقابلہ غزلیات ناسخ
از منشی ہرچند رائے –
دیوان ولی – یہ دیوان قدیم زبان ریختہ
موجد شعر گوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی

کا کلام ہے اول زبان ریختہ مین ایسے شاعر عالی
نے شعر کہا ہے بڑی تلاش سے دستیاب ہوا –
چمنستان جوش – دیوان نواب احمد حسن خان
جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان –
مجمع الاشعار – غزلہائے
اردو و فارسی اساتذہ –
چمن بے نظیر – اشعار اردو و فارسی اساتذہ
فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم شیخ شہاب الدین
گلدستۂ امانت – جسمین چیدہ چیدہ
غزلیات اساتذہ کی ہین –
گلدستۂ نعت – اشعار فارسی و اردو مؤلفہ
محمد جمیل الدین احمد –
گلدستۂ خندان – کلام موزون منشی
سنور علی تخلص خندان –
شمس فیض – قصائد ولیعہد بہادر
والی سودھرہ و فسانہ خیالی منظوم از منشی
غلام محمد خان تخلص خبیر –
گلشن فیض – قصائد مدحیہ
از شیخ بہاء الدین –
خریطۂ سرور – تہنیت نامۂ کتخدائی
نواب بہادر خان ولیعہد ریاست سودھرہ